

عنایت سرمدی ہے کہ وہ ہادی دین سالک مسالک شریعت میں خاتم المرسلین ہے خوشید سپہ
 یزید بطحا شکنندہ قمر قمر و طاق کسرے شاہراہ شریعت گراہونہ پر کھولے کباب خضالت بند کیا تیرہ باطنو کو
 شمع ہدایت و کمالی انصیت کی پند کیا حکم حاکم ازل جہاد پر کمر باندھی ہوئے ظفر سیکر لند کر کے پرچم نصرت
 کھولا سنگریزہ چپ نہر بانوت کی گواہی میں اشدان محمد رسول اللہ بولا اور وحی رسول خدا کا مقبول
 پیغمبر کا سبائی ہرگز نہ کیا بانی گزرا تیر فرار صاحب الفکار تیر رحمت خدای حامی دین قاتل مشرکین قست خدا
 قوت بازو مصطفیٰ کیا کہوں کہ کیا ہے اللہ صل علی محمد وآلہ واصحابہ وسلم اور صلح سلطان ان خدیو گیسوان
 شاہ شاپان تاج بخش باجستان یوسف طلعت نجم شوکت خاتم ہمت نوشیروان معدلت فریدون منزلت
 زینب واریہ کہ جہان بانی رونق بوستان سلطنت نخل سجانی شہر یار نوجوان سلطان باہن سلطان ابن سلطان
 ابوالمنصور ناصر الدین سکندر بجاہ پادشاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم محمد و اجد علی شاہ
 خلد اللہ ملک دست و زبان کا مقدر زمین جو تخریر کر سکے تقویٰ ذات اقدس سے تقویت رکھتا ہے نہ زہر
 ورنہ کو بصد نیاز ناز ہے عین شباب میں سلطان عالم مقید روزہ و نماز ہے اس نوشاہ کے جلوہ حسن
 عالم افروز سے عروس نورانی نقاب حیرت چارم چادر شفق میں بعد حجاب روپوش ہے اور عذر لب
 خوش صدا نظارہ جمال پرجاہ و جلال سے سدا کشن در آغوش ہے وہ سرو نوخیز بوستان سلطنت اور
 گل گلزار دولت ہے کہ قمری و بلبل بشوق زیارت قدیلا لاطلحہ اطاعت در گردن آوارہ چمن فاختہ و
 کو کوکان گم کردہ آشیانہ ہے اور شمع محفل افروز پر خ اطلسی ہوئے فیضائے نصرت تابان میں غیرت پروانہ
 ہے اور بار جام و وقار سے کمر فلک کو زہرہ پشت و قوس قزح کو سر جھکا ہے زمین و آسمان
 امان پاک سے سرگوشی پر پا پر جا ہے قضا یطیع قدر کی کیا قدرت جو فرمانبردار کی نکرے آسمان
 بامین عظم و شان دعویٰ میں اوزین جو خد گار کی نکرے بیک چشم خرم زمین چکر کرنے لگے آسمان
 تعجبی کے ہوتا ہو اور یا شیشہ ملب سا مجھائے صاحبان کرسی عقلائے فرنگ مومن ہر شے کی کیفیت
 میں تبدیل ہو فتور ہو موصیٰں اوڑنے میں تیزی کرنے لگیں سدا راہ کافور ہوناخن سر سبز عطار رشتہ
 امید کا سروست گروہ کشا ہے ہمت جہاد کا مرتبہ طے کیا وہ حاجت رول ہے اور عجب عدالت کا حجب جا

مذکور آئے فتنہ خفہ فساد پیدا چونک کے وہاں سے بھاگ جائے غم لاغر لگ دریدہ دھن سے منہ بھر رہا
 وہ آنکھ چورانے لگے باز کو ترکا ہزار ہوں دمازی سے خوف کھانے لگے نالہ عذیب شیدا کے غرض پہلو
 گل میں فطش خار ہو مشاہیر بار سور و عتاب ہے اور دست بروز اسے بھن مٹی لوند کے صاحبین سرور
 خراب ہے گچھین سر شاخ گل تر بلبل کا گھر بنانا ہے صیا و بندہ بے دام ہو جا لکے بدلے سراہ آنکھیں بچھاپا ہر
 صدرا و مرغ سر سے جو کوئی خستہ جگر چپکے تو یہ حرکت اوسکے حق میں بری ہو تو راگلا ہوا اور چھری ہو اور دم
 رزم ہیست شمشیر برق دم سے اعدا کا لہو خشک دل جو سنگ خار کی سسل دینیم ہوتا ہے رستم پیر زال
 کی صورت کا اپنے اسفندیار ہو تو پردہ قاف سے منہ ڈھانپے ایسا حال سقیم ہوتا ہو وہ راست جم منزل سان
 ملک عدم چل کر سر اسد چربا پر تھکے قدم گاؤ زمین تک نہڑ کے چمک میں برق چلنے میں با دفنا ہو جو سرکش منہ
 جڑ ہا اولٹا کر دم میں تن دوسر جا رہے جو ہر وہ جو نہ اصفہانی میں سناہ خراسانی میں ہے تشنہ خون اعدا رتی
 ہے حاسد جملہ کرتے ہیں خدا جانے کبھی کس پانی میں ہے مرنیکے بعد بھی زخمی کا دل تو بالابر ہوتا ہے آدے
 سی صفت یہ ہے کہ مشترک زخم آلا رہتا ہے اگر ہی متصدق احمد مختار و طفیل امہ اطہار و شیاہ جم شوکت سلیمان
 جاہ سریر سلطنت پر با جاہ و شتم کاران ہے دست بستہ دورہ دوران ہے دزات و دولت عیش
 و طرب کی دہوم جان نثار تر قیو ہونکا ہجوم ہے جہنک کہ یہ طلسمی نہ زنگاری ہے چشمہ فیض جاری ہو کر کج
 زبان ہچچہاں خوشہ چین خرمن ارباب معانی مسند آریاں بزم خندانی سرا یا غلط ہر حق قصور حسب
 سرور کہ گردش نخت و اژدہا اور نیزنگی سپہر بوقلمون سے سالہائے دراز سر گشتہ کو ہر نا کامی خستہ تن
 گرفتار بجھتا ہے محن ہا کوئی پرسان حال نہوانہ میری سخی نہ اوسے کچھ کہاجب یہ شاہ خجستہ نہاد و الانزاو
 زیب سریر سلطنت ہو ایلوس فرمایا ہزار کام کامیاب ہوا عالم کا مطلب آیا تارخ جلوس منست مانوس ہر ملو
 بہار جوش میں ہے اور نئی ہے کیفیت

سور سب کو ہے کہتے ہیں معنی ورنہ	ہو ہے سال جلوس اس لیے چراغ ہند
جوزیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر	اس تارخ کو قطب الدولہ مفتاح الملک مونس و پذیر محمد قطب علیخان بہادر مستقیم جنگ

مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ فی پیشکش کیا یہ نامور ستودہ افغان شہنشاہ

و علم و ہنر کا قدردان خود صاحبِ جہر را کمال پہنچا تو میدان جان نثار و شیرازی سلطان مان جوانس غیریمن
 کو نظر فرما کر چایا کسی کا الکی قدر یا تو قریب صاحبِ ہر شہر کی ہر تو اسکی ذات فرخندہ و صفات و کثرت صفات میدان صاف
 فرما کر جس قدر عالم و عالمیان افصح فصیحی زبان نکلتے سنج معانی شناس بار یک بین سلطان و ولایت بلا غلط فرمایا سر خاک
 فتادہ اسماء پر جو بیایا مارو کے زمرہ میں آبرو بخشی سرفراز کیا خواہش را بی تناسلے بے نیاز کیا بوجہ کہ سنِ جہری
 بارہ سے چونسٹھ سے حکم وقتا شیم سادہ واد کہ شمشیر خانی زبان اوردین لکھ لیکن طویل امتداد قاری سلم طویل نوک پتھر کو
 بیلیافت تھی کہ فیض ارشاد ہدایت بیناد سلطان عالم حامی مددگار ہوا یہ تخت تیار ہوا لکھنؤ در شایر و شہزاد فقیر غاری
 خلاصہ دول اور مطلب گاری کے جو کچھ فردی سخند ان نے نظم کیا ہے وہی مضمون شمشیر خانی کے لیکن اس طرح مقدمہ
 خانی کو کہ حسبِ تشاہد ان مادیں تحقیق کیطون طبیعت تو پر نہیں ہوئی فقط شاعری کی طاقت سے مرقع بنایا ہر مصرع تصویر
 تحریر کر کے دکھایا کہ کتب تواریخ مقبرے کے اذکار نام موقع اور محل آج ایگاہ کیلئے لکھا کہ ناظرین کے نزدیک اس کا غرور و تار ہو
 شک کا بقی ہے نہ خودی اعتبار ہوا امید خالی پس ہمارے سے ہے کہ سلطان عالم کو پسند ہو تو خاص عالم کو مقبول ہو
 جان نثار کی محنت و مشقت بیکار بجائے ناموری حصول ہو جس دم تمام تہرجہ شمشیر خانی ہوا نام اس کا سرور سلطانی ہوا
 جامع مقصد نہیں بلحاظانہ بے نیاز کے باعث سمت سحر و نماز ہوئی کیسے شرف حاصل ہوا کہ سقد محتار ہوئی اور
 تہرجہ میں خاصہ ب کا مسکن ہوا اور میں مرفن ہوا اسلام کا رواج ہوا سیر قدر کا نزل ہوا اکام خدا حصول ہوا بی ہمارا دستا
 معراج ہوا بندگانِ خدا کی طین مٹھکا تے ہیں دوسرے کا جانبِ یارت کو جاتے ہیں اور مملکت ہندوستان کہ سواد اعظم
 چار دانگ عالم مشہور ہے اگر نظر غور دیکھو تو یہ بھی نظر غور ہو یہ مقدمہ میر ہو کہ اور ملکوں اسکو ترجیح ہے اسوا سطل
 کہ خلیفہ روبر میں جنبت سے تشریف لے جلائے خطہ ہند میں آئے علم ادب کے میں سے رواج پایا نظم و نسق سلطنت ہوا
 یاد شاہوں خزان پایا ہند اور نجوم کو دیکھو مٹھ تو گناز ہوا نیک عبادت کی دہم کو دیکھو موسیقی کا کمال ہندو کا نکل نہیں
 وہ دیوتا کہتے ہیں بے دی راگ لائے عبادت سمجھے کیا کیا بچن گائے حقیقت میں اس میں کی بری قدر و منزلت نہایت
 یاس کہ اسکی خاک مخزن الیاس ہے پتھر کا یہاں کے یہ حال تھا کہ سینہ ان کا معدن لال تھا نہری یا گرمی خواہ برسات ہو
 ہر فصل اندال کے ساتھ دینیم دھرم کا کہ در کیفیت حسابا و مال دیکھئے یہاں کی زراعت کا حال دیکھئے کیسی زیر زرع ہے
 کہ دھرم کو برکت لگتی ہے چاند کیا دریا سونے کے بہاڑ شہر طلالی سید ابرخو کے مکان سونے کے مٹلا سقت

فہرہ دریا میں چاندی کی رسی پانی میں غرق کیا گئی تھی کسی بیل فلک جیسے رو بہ رو پست آنسو تیز مایا تک پہنچا
 پتھر پر فیلیاں نظر آئے ایسے سر بلند بھول سکے قمار میں مستی میں ہوشیا تیغ ہند کی کباری اسکا کاٹا اوتا ہوا اچھل
 دم کش میں نکلی کشتی سے پہلے ملک اچھل کا لگان دوشلے گرا ہوا زلف ت گجرات کا ڈھاکے اور ہنار میں کزیزہ نادر تختہ خاں
 دعویت و جرات مردوں کے آپ گل میں رحما اور خون خدا زمین ندیاں کہ خلافت ان کی کچھ ہو تو نا آشنا مشور میں
 اوتکے حصے میں شرم و حیا عصمت و عفت از سر تاپا حرم و خاں اور شاہ فیہر تین ایسے چور ہیں حصر عہ کز برا حرمہ خرد و زلف
 جان خورشید ایاغ کا سالن ہند اور بیک کے متقی ہیل کے زعفران و زعفران کی شوکت جبروت شان عدالت سخاوت امارت کے
 ساز و سامان سپاہ خبر آرزو فروش فن سپہ گری میں نادر روزگار اور سز زمین ہند کی اب لکھنؤ جان ہے
 جہان کا فرمان روا سلطان عالم ساخسرو قوی شان عالی تبار و الاد و دمان فیاض زمان ہے

نغمہ روح کو دیکھنے والے یوں کے ہوش و حواس گئے بید کی طرح کاپنے لگے دم چڑھ گیا ہاپنے لگے
 سبز ارق و لکنت سلم و تور کا پیام عرض کیا فریدیوں نے منہ مایا ارنے وہ برا کام ہوا کہ بعد رنگ
 بھی نہ ہو لگا اور تم فساد و خون نے بویا ہے قرینے کا گل ہو گیا اور منو چر کا جو اوٹکوا اشتیاق ہے
 اسکو بھی بیان رہنا شاق ہے تمہارے بعد روانہ ہو گیا کہنے خلع تہائے فاخرہ زرو ہوا ہر اونکی
 لیاقت سے زیادہ مرحمت کر کے رخصت کیا الیچون نے وہاں ہو چکے منو چر کا جاہ و چشم فوج قرار
 کا جسم و جسم اسطرح بیان کیا کہ سلم و تور کا جی چھوٹ گیا امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا مجبور ناچار
 پیادہ و سوار جمع کر کے اجل کے منت میں چلے اسطرح ہشت ہزار دہ منو چر نے (نظم)

نیر و قارقان زخم خواہ	بیشمار تندر و ہر سو پناہ	سراپدہ و فرش بیزان بتر	دفرش ہا یوں ہا یوں بکند
بکلم نشناہ گروں شکوہ	ہو شید لشکر جو یاد کوہ	جب لشکروں میں مسافت کم رہی صف کارزار	

آراستہ ہوئے لگی دلاورون نے شمشیر گز و خنجر کو دیکھا بھلا لاکھ نین چرایا میں ترکش دیکھے نیرون کو
 سنبھلا لاغر و جنگ میں قدم کا لانا فر دیا گئے کی راہ سوچنے لگے گہرا کر نہ نوچنے لگے دلاوران
 نیر و زانہ بادلان خشک گین نہر آب ساگز و سفل شمشیر و خنجر جانستان لیکے غٹ پٹ ہو گئے تلوار سے
 لہو جیسے ابر سے باران ہر سو بہنے لگا کشتوں کے دشت میں پٹے ہو گئے صفی صحر اکایہ حال ہوا
 کہ شمس کو گندہ مال ہوا لاشوں سے مردان مبارکی اور اجساد سے سواران دلاور کے ہامون او
 گردون کو حکم نساوی تھا توڑی دیر میں لشکر سلم و تور پا پال فتنہ و فوج جو اندونوں سر کے سے
 فرار و گشتہ وادی اندیا ہوئے گرقبا و قارقان نے نقاب کر کے حد و بلاد شرقی میں پایا پھر لڑائی
 سروتھ کی جدائی ہوئے لگی منو چر بنفس نفیس مانند شیر ثریان و بربریان کے حملہ کرتا تھا روح سے سپر
 خالی کر کے دشت لاشوں سے بھرتا تھا البتہ مطلع فلق سے مطلع شفق تک اگر کسی صدا بلند رہی
 جسوقت پیر فلک نے سلم و تور کے قائم عین چادر سیاہ شبرنگ لٹری روشنی خود شیر نہری بچے ہوئے
 لشکر سلم و تور کے مجبور لاشوں میں چھپے با میدان صبح ستارہ شماری در در و جاح کا گزیر زاری کر فیلک نظم

ہر شب گمان تیغ بیاور	زیر ہونالہ کی دلاور و فریاد	لاشوں کے در و در و ستیزی	چرا آخر سب کبر خیر نیازی
----------------------	-----------------------------	--------------------------	--------------------------

دوسرے روز سینہ صبح لہجہ تیر کی شب سے سباجل افق پر آیا چچی چلی سپاہ نے عذر خواہ ہو کے حلقہ
 اطاعت منوجہر کان میں ڈالاسر سے بلا اجل کوٹھالا تو رسنے جا ہا کہ عذر مجبول باتین نام مقول
 پیش کر کے کبر سن اور قرابت قریب کے وسیلے سے سپر عذر و مکر میں پناہ لی عین گفتگو میں ضرب تیغ منوجہر
 جنگجو سے تو رکنا مفرور جسم دور بڑے گھوڑے کے پاؤں کے پاس کیا اور قارن رزم زن سے نظم
 کو حلقہ کنندہ میں بھنپا یا غنڈہ فتح و ظفر گوش چرخ اختر تک پہنچا غازیان نصرت نصیب پلوانان حبیب نے
 مال و سبابتنا یا کہ اوٹھہ لشکا ہزار ہا اطفال غروسل ٹڈیاں پر سی تھمال لوگوں کے ہاتھ اٹھیں بعد
 فتح عظیم اور قتل غنیم منوجہر بعد کرد و فریدیوں کے پاس کیا مطلب ملی بر آیا خلق خدا کے ساتھ با عدل و
 احسان زندگی بسر کی اور شب عشرت پر سی طاقتوں میں سرخ کی اور بعض تواریخ میں نظر سے یہ گزرا
 کہ جب ایرج قتل ہوا تو فراق فرشتہ میں نور چشم فریدیوں نے نذر گرت کیا گوشہ تنہائی میں بیٹھیا ہوا وہ جو
 ایرج کی حرم حاملہ تھی خوف سے بھاگ کے ایک پہاڑ پر پہنچی اوس کوہ کو مانوشان اور انوشان سب کہتے تھے
 جب لڑکا پیدا ہوا تو اوس کو بھی مانوش اور انوش کہنے لگے کثرت استعمال سے مانوچہر منوجہر ہوا جسم
 سن تمیز کو پہنچا تین سے تیس مرد میدان نبرد پہلوانی میں کیتا فرزند منوجہر ہوا لیکر سلم و تور پر سینوں آباد و نوکو
 گرفتار کر کے قتل کیا باپ کا بد لایا اسکے بعد فریدیوں کی خدمت میں حاضر ہوا باعث بے بصری پوچھا
 تو کون ہے اس نے جواب یا ایرج کا پور قاتل سلم و تور فریدیوں نے فرمایا اگر تو سچ ہے دست راست
 میری آٹک پر لگا مجھے ضیاء چشم ہو تو مالک جاہ و حشم ہر منوجہر نے ہاتھ رکھا پردہ ہی تو تھا تو لا پر درکار
 نے بینائی عطا فرمائی نیز نگلی لیل و نہار نظر آئی ذکر سپلوان سام کا اور پیدا ہونا زال سمن
 قادم کا کر اہمیت کرنا کوہ البرز پر چھوڑنا پرورش سیرخ کی سام بعد یرمان صاحب
 صمصام ہوا اوس کو پروردگار نے فرزند عطا کیا بہت صاحب سن و جمال مگر تمام جسم میں سفید بال سام اوس
 دیکھنے آلام میں گرا

ہمدی اندام اوچو فار	قدش ساچون فرخ یون	الغرض نام او کا مثال ہو
---------------------	-------------------	-------------------------

لوگوں کے نزدیک مثال ہوا سب سے بدین جو کہ سام نے کوہ البرز میں اوس کو رکھوا دیا وہاں سیرخ رہتا تھا
 اوس نے لڑکا تنہا چڑا جو پایا پرورش کنندہ عالم نے محبت اوس کے دل میں پیدا کی اوٹھالا لایا اپنے

آیا لشکر نے رفاقت سے منہ پھیرا یا شب تاریک میں وہ بخت سیاہ مسلح ہو کر لقمہ خون چلا کر سوختے مین کام
 کیجئے نصیب کو جگائیے طالع کو آزمائیے فرید نے کام تمام کیجئے محل کی دیوار پر چڑھ کے دیکھا کہ منہ شاہی
 فریدوں پر فرخزاد ہاں ہے جلیس شہزادی اور نواز بہ بنوئی کی آگ میں جھلکا اوس سیاہ رو نے ایوان پر کند
 چھینکی چڑھ آیا یہاں طالع بیدار شاہ ذی القدر نے ہر شیار کیا خبر دار کیا بساں شہباز اجل اس لشکر کے
 سر پر ہو چکا دی گزر لگا یا ہر چہ اوستہ دم دہا لی مگر کاسہ سر سے اوستہ چرخ کے حدک پاش پاش آئی دوسری
 فرب کے غم میں غیب سے ندا ہی حال پاش آئی کہ اسی اسکی اجل موعود میں تاخیر ہے لازم اسکی تدبیر ہے
 کہ فرید کے سپارگی طوفان بھیجے تا بدترین عذاب سے مدد کرے کہ یہ جان سے غرض کہ موافق خواب غیاث
 اوسکی بیٹے سے لقمہ کھینچ کر باندھا اور کوہ دماوند کے غار میں اوسکے نصیب وافر ہوئی طرح اولٹا لٹکایا
 آپ کے دغیر بفر سلطنت کرنے لگا ستم رسید و نئے رنج و الم دور ہو اسب کو راحت ملی ایک عالم نے
 دوا خیر دی جتنا ملک ال ضحاک کا تاج اوس سے بہت زیادہ فریدوں کے قبضہ تصرف میں آیا شہر و ملک آباد کیا
 رعیت کو دل شاد کیا یہاں سے بیان شادی اور ملکات نصیب ہم کے بعد نو بہت خانہ
 بربادی پاہم کی لڑائی لکھا ہے کہ فرید کے تین فرزند مرعین تھے سلا اور تور اور ایرج لیکن ایرج
 جو سب سے چھوٹا تھا وہی بڑا لیا قدر خوش طوارشیا ان تخت سلطنت قابل ریاست حکومت تھا ایک شخص
 حنڈ نام تھا فریدوں نے اوس سے فرمایا کہ جن بادشاہ کے تین بیٹیاں ہوں اوسکو تلاش کر کہ انکی شادی
 ایک جاگروں حنڈل نے حسب ارشاد پڑنے درود سر سے دریافت کیا کہ حاکم مین سرو نام ہے اوسکے
 تین بیٹیاں مین ہر ایک شمشاد قامت لالہ زہرا رنگ غلام ہے الفقیہ مین ہیں جاگروں کو رافعی کیا پھر فریدوں
 سے یہ حال کہماشاہ والا جاہ نے بیٹو کو پاس اندر سامان اور کھانا گزرا رجاں فشان ہاں داند کیا اپنے
 چلانے مین تحلل امورات سلطنت کا سامان کیا سلطان مین نے پورے راجہ شادی بہت مال اسباب
 نقد و جنس کثیر ان جو پر کیر غلامان زیرین کمر حین مین دیکر اس باب سے بھر و شہی اور تعلق تو ازادی حاصل کی
 جب فریدوں کے پاس بیٹھے آگے اور سنبھلی کل ملکات فرزند و نلو تقسیم کر دی روم و خاوند و غیر
 سام مسلح کئی توران کی سلطنت تور کو سپرد کی اور ایرج والا شاکو ایران دیا آپ خالق کی عبادت

یزدان پرستی کو گوشہ تمنائی لیا رشک و حسد نے ہزاروں فساد اویٹھائے ہیں لاکھوں گسریاں گیارہویں
 سلطنت کے نقشے مٹائے ہیں بہت سے سرے افسر تاج ہوئے صدا صاحب الیوان و محل کو گر گزری
 کو محتاج ہوئے سلم کو ایرج کی سلطنت پر رشک آیا حرص کی ہوائ نے بغض و عداوت کی آگ کو
 بھڑکایا تو رکھ لکھا بائیں مضمون کہ پیر پیر نے دم اخیر حق تلفی کی ایرج کو سیر حاصل ملک یا شہر باؤیران
 پر خون و خطر جگہ کا ہتھکڑیاں کیا اسکو دزات شغل سیر و شکار پر خطہ ایران باغ و بہار ہرچم ہر دم حیران
 پریشان رہتے ہیں ہمسر و نیکے جو رستے ہیں روز مہر کہ جنگ جہاں ہے گرم بازاری عرصہ قتال ہے
 ہر گھڑی خون کی ندی بہتی ہے خلق خدا ہکمو مفسد اڑا رہا کتنی ہے جب صدمہ کہ توبہ فساد اسلوب لکے
 تو رکے پاس ہو چنی اور اسنے ابتداء سے انتہا تک حرف پڑ با باعث تنگدلی بادہ نجات اہل چلا
 چھوٹے بھائی کے قتل پر آیا وہ جواب لکھا کہ پہلے پدرنا مہربان کو اس حال سے مطلع کر لو جو ہیں
 ایران ہیں میں تو خیر نہیں شعلہ شہر آسمان تک پہنچی و سلم نے اوی ایچی کو فریدون کی خدمت میں روانہ
 کیا اس پر سیدہ باپ کو ہرقت الاہم بنایا سہام تم وجور کا نشانہ کیا مطلع ہونا فریدون کا کید
 سلم و تور سے جسد فریدون بیودہ غم سے سلم و تور کے آگاہ ہوا انجام کار بد نظر کرنے سے
 سخت حال تباہ ہوا ایرج کو بلایا بدلداری سمجھایا کہ تشنہ خون تیرے دونوں بھائی ہیں آمادہ فساد
 بجھائی ہیں صلاح وقت یہ ہے کہ تو اپنے آشتی و نرمی کر اور قند و شر سے درگزر اور نامہ لکھ کر ایرج کو
 دیا مضمون اسکا یہ تھا کہ یہ تمہارا اچھا بھائی ہے مگر بزرگ بجا ہو پیر جانتا ہے بجز اطاعت اور ستماری
 رضا مذری کے نہ تمنا و تخت ہے اسکو نہ خواہش تاج و تہماری خوشنودی خاطر کا محتاج ہے مگر لازم ہے
 کہ آت سینہ رنگ کہ درت و کینے سے صاف کروا کر سو کوئی خطا سرزد ہوئی ہو الطاف بزرگانہ معافی
 ہے کہ دست شفقت اسکے سر پر رکھے قصور معاف کرو باپ کا دل مخزون تم سے شاد ہو ایسا
 مکرنا کہ ملک ایران سب کے برباد ہو جانا ایرج کا ترکستان میں اور سرکا آنا ایران میں ایرج
 باہر دم چند جسے چھری سواری کہتے ہیں ترکستان کی طرف چلا وہاں وہ دونوں مغربی سلم و تور لشکر کو
 بوزم فوج سے مہمور کرتے تھے خبر سچہ کاروں نے عرض کی کہ ایرج مخزون نامہ فریدون

لیکے آتا ہے یہ دونوں واسطے نامے کی پیشوائی کئے نہ لینے کو غریب دیار بمبالی کے منع فوج
 باجیہ چشم باہم چلے توڑی دروڑ سے اوس مسافر ملک عدم کو لے آئے یا سبب ظاہر
 تشفی کی خاطر داری کی دیر وہ قتل کی تیاری کی فوج نے جو اوس جوان غناسی قامت سر بالا
 کو دیکھا سبکا میدان اوس کم سن جوان کی طرف ہوا جیت خبر وحشت اثر سے وہ بانی فتور غنی سلم
 و تور گاہ ہوئے خون سے سینے میں دل ڈر کار شک کا شعلا اور بھر کا دوسرے روز جل سے
 اوس سر و نوخیز بوستان سلطنت کا سر قلم کہہ کے فریدون کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ آج اسکو
 ملک کا مالک کیجیے یا تخت عاں دیجیے خواہ افسر تاج دیجیے جو ہونا تھا ہو چکا لکھا ہے کہ جب
 اوس بگیاہ سپر کا مینٹن فرمان پر رکا بٹسے باپ کے روبرو آیا اوسنے اپنا حال عجیب بنایا تمام شہر
 کو سیاہ پوشش کیا اپنا گریبان پھاڑا سر کو در دیوار پر جسے دے مارا سبکو بچ و غم سے ہم اغوش کیا
 کئی روز تمام خلقت نے نیکہ کھایا نہ پیا آہ دنائے سے عرش عظم کو ملا دیا آخر کار اوس نور نہال
 بوستان سلطنت صاحب فکر کا سر از تن جدا البدر گریو بکا باغ میں دفن کر دیا مگر فریدون کی نظر میں نہانہ
 سیاہ خلش خارا الم سے غنچہ دل پر مردہ بہت حال تباہ پیچہ غم گریبان کے بدلے سینہ چاک کرنے
 میں مشغول ہوا اور تاج چٹکنے کے عوض سر ٹکنا معمول ہوا روز و شب فکر انتقام خون دل بند تھی
 ایسی نیت سے مرگ پسند تھی ایک روز بھت امرو معلوم ہوا کہ محذرات عصمت السج میں ایک کلفام
 ماہ آفریڈام اوس بدر کامل سے حاملہ ہے یہ فردہ فرحت افزا اسکے فریدون اس مرتبہ مسرور ہوا
 کہ خزن ملال بالکل اوسکے نزدیک سے دور ہوا ہر سر پر ورکار سے فیہ حاجتی ہر شام خالق لیل و
 منار سے یہ التجا تھی کہ وہ بلند آخر پیدا ہو جو ایرج کے قاتلون کو ناپید کرے اتفاقات زمانہ جب
 وضع محل ہوا تو لڑکی پیدا ہوئی دادانے یہ ام خداداد گھبراہٹ و سرور کا پرچہ نام رکھا پرورش سے
 کام رکھا حد بلوغ کو جو سوچے پشتنگ سے نامزد ہوئی خدمت میں نہ نخل نوخیز گلستان شہر یاری
 یار مرد لالی لڑکھیا ہوئی باری الی فریدون نے جو اوسکو گو دین لیا مشابہ کیسا بعینہ ایرج
 نظر آیا منوچہر اوسکا نام ہوا دل کو اب چسپن آیا جی کو آرام ہوا ہر دم اوسکے دیکھنے بھالنے سے

کام تھا ہر ساعت پرورش میں ایسا تمام خاصہ نصیبیوں کے زیر دست مقسوم ہوتے ہیں جو کئے کے پاؤں پالنے میں پالنے والوں کو معلوم ہوتے ہیں ہنوز سن تخمیر کو نہ پہنچا تھا کہ عالم ہنر کسب میں سپہ گری میں کامل ہوا زور خدا سے پہلوانوں میں شامل ہوا فریدون نے سریر سلطنت پر اور سکو جلوہ افروز تھا کہ انتقام امیرج پر لازم کیا سلم و تورا کا قتل و سپہ لازم کیا یہ خیر و خشت اثر سلم و تورا کو پہنچی کہ عنایت غنیم حقیقی سے خون امیرج کا انتقام لینے والا پیدا ہوا اس کے صاحب حسن و جمال آہو چشم ہنر خضر الیسا ہے کہ فرج و رعیت کا دال و سپہ شہید ہوا کہ وہ دن قریب ہے کہ بالشکر جبار و فرج بدینا را سلف کے تیر و تخت کی شام ختم انجام ہکا کہ کئے غرض کہ بعد شور و گفتگو وہ عذار مکار حیلہ بود یہ قریب پہنچے کہ ایلچی چرب بان لسان با تحفہ و تحفہ فراوان اور بہت سائندہ و جنس گھوڑے ہمسرہ و ہاتھی کوہ پیکر بطریق پر یہ دیکر روانہ کیا اور عرضداشت فریدون کو لکھی کہ و سوسہ شیطانی اور حرص جانے نہیں دنیا میں و سیاہ رسوا و خراب کیا عقیقی میں عیش اور مود و درج عزا کیا امید و اطاعت شایانہ الطاف خسروانہ سے ہے کہ شاہنشاہ قصور ہمارا معاف کرے دل ضحاک منزل ہمسے صاف کوئے اور منوجہ کہ یادگار امیرج نامور ہمارا تخت جگر نور بھرا و اسکو ادھر روانہ فرمائے کہ تم شہر طرخت دست بجا لائیں تخت و تاج اسکو دیکھئے آگھو غمین بٹھائیں مٹی نامی ہمارے دو ہو جائے جس طرح فریاد و رند و استمال آیا خون امیرج نے جوش کھایا غیاث تیرے مال آیا بیو کی کلمہ فرمایا و

سب پر بیمار است غم بہا	نہ از تو دم منم از دبا	اور غنیم از کین بیج برست	بچوں کین بارش تو ایم
کنونان جرفیکہ دشمن کیند	بروز شاہے برآمد باند	بیاید کینون چمن ہر پردان	بکین ہر ترک تہمیان
پر تابہ زندہ در پیر	ازین کین نچا ہر کشاد کیم	قاصد بہ حصول مطلب یوس بھیجے سلم و تورا	

مفسر حال سارہ تجا شکر روان مثل چھون مور و مل سے کثرت میں افرون ہمراہ لیکے روانہ ہو جس دم قریب پہنچے فریدون بگر خون کو اطلاع ہوئی اور منوجہ کو خبر پہنچی اوس جبار نے سچ و تاب لکھا حرف شخصیت بانیہ لایا فریدون کے جوانان تھمن پہلوانان لشکر شکن ہمراہ لکے خدا کو سوا ف و لائن بیک کی جھیشہ زریان

ہرگز ہر کین امیرج میان	پیش ازین در کینا بی فرش	بچوں کین بارش تو ایم
------------------------	-------------------------	----------------------

دل میں آیا کہ اوسکے بیٹے کو چھوڑ دیا پھر اوس سے مخاطب ہو کے کہا میں تیرے فرزند کے قتل سے درگزر اب تو اس محضر پر اپنی مہر ثبت کر کا وہ نے جھڑپنے ہاتھ نہیں لیکر پارہ پارہ کیا بیٹے کو شکل چیلنے کا اشارہ کیا دکان پر آیا اپنی قوم کو بلایا اور چیم آہنگری بیٹھوہ پڑا جو کام کرنے کے وقت کریں پیشیتا تھا بانس میں باندھا نشان کیا بلوے کا سامان کیا فردوسی

خروگن میر خیز بدست	اکرا خاندان آیدان پرست	کسی کو شوافر دیون کند	سرا ز بندھا کن دیون کند
--------------------	------------------------	-----------------------	-------------------------

القصد جم غفیر خلفت کثیر آمادہ جنگ مستعد پر خاش اوسکے ہمراہ فریدیون کی تلاش میں شہر سے نکلے اور ضحاک سے خاک تدبیر ہو سکی اون لوگوں نے بہت خاک چھانی کو یکو جستجو کی بیدرت فریدیون سے ملاقات ہوئی فریدیون ان سبکی اطاعت اور یاری عنایت باری سمجھا اور وہ نشان جہر چڑھا بندھا تھا علامت فتح آیت نصرت جان کر زرد جو اہر سے درخشندہ کر کے درفش کاویانی اوسکا نام رکھا اور یہ رسم کیا یونین جاری ہوئی کہ حسین بادشاہ کی سلطنت کی باری ہوئی دیا و شجور زرد جو اہر درفش بڑھانے سے کام رکھا جیلر مل اسلام کی فتح ہوئی غازیون کے حصے میں آیا ان صاحبون نے اسکا جو اہر بڑھا یا غرض کہ کا وہ فریدیون کو لیکے بغیر قتل ضحاک پاک کو وہ ہا مول جلیو چون طے کرتا روانہ ہوا لیکر وز فریدیون نے لوہا طلب کر کے میڈ ہے کا چہرہ آہنی بنوایا اور میں دستہ لگا کر ز اوسکا نام کیا بزد لو کی سرکوبی کا سر انجام کیا از بسکہ طبیعت کے زور سے ہی ضرب کا ایجا ہوا اس جے سے فریدیون بہت شاد ہوا حسب اتفاق ایک روز خرا خرا پرستان میں اس لشکر قلیل کا گذر ہوا جا پر ضحاکو نظر آئی وہیں مقام کیا راہ کی کسل سے آرام کیا شبکو میں خواب میں نظر تو جہ سے کسی بزرگ نے فریدیون کو دعا بتائی فرمایا اسکو یاد رکھنا رنج میں دلو شاد رکھنا کڑی میں نرمی کی تیرا ملاکی سپر نیلے جان یہ ایسی بعضون نے لکھا ہے جن جن سے تاریخ کا پرچہ ہے وہ کہتے ہیں کوئی پری آسکے افسونگری بنا گئی القصد ہر روز بغیر و کمین سفردشت و قریو میں گذر ہوتا تھا اور وہ بہائی فریدیون کے اوس کے سن میں زیادہ ہمراہ تھے غم سلطنت سے آگاہ تھے مرتبے میں فوٹون اس سے ذلیل تھے مگر یادگار قابل تھے اونکو آتش رشکے حسد نے جلایا فریدیون کے قتل پر آمادہ کیا الا وقت منتظر ہوئے

کسی سے حال کچھ نہ کہتے تھے اتفاقاً ایک وزیر فریدون کسل راہ سے بڑے دانک میں جا گیا
برادران لڑکے نصاب لہون افعال نے موقع پیا پڑا تھوڑا سا تھوڑا سا لہون نے فریدون کے اوپر لڑکھایا

مگر مجھے عیبت الکریع عالم بچید زبانی نہ بڑے گناہ خور ہوتا سپتر کی کٹر کٹر اسکت

لڑکھانے کی آہٹ سے فریدون کی آنکھ کھل گئی سنگ گرا نکلوئے اور پرتے دیکھا وہی دیوار پڑھا پھرا وہی جا بھگیا
آٹھا آٹھا بھگیا پروردگار کو اس طرح پہنچاتے دیکھا فریدون پر کھل گیا کہ یہ عداوت پوشیدہ بھائیوں کی تھی

ہر طرف دیکھا بھال بات کو نالا انفرض کا وہ سپہ سالار اس ننگ بجز شجاعت کو کو ہستیا نکی راہ

سے برسر و جہل بوزاویا ماحون کو بلایا و نون نے کشتی لانے سے کنارہ کیا کیا ایک شہر یا ستودہ

اطوار کو غصے میں یہ لہرائی کہ کرم ت چست کی لہجہ اندر بریا و مسما زبان پر لایا مع گھوڑے دریا میں دریا

جو چراہ تھے لہجہ غضب سلامتی سے آٹھا آٹھے آگاہ تھے سینے زیر نہ کہ کر باک سنبھالی وہ گھوڑے

سبارتار بجز خرابین قبائے پروردگار مددگار اور غالیہ یارو بچتم دون چہ بڑا پار وایت المقدس میں آیا

اسکی بیاض اک سب سے عجیب شہر دینع عالی شان دو زمین پر سہرہ اسماں بنایا تھا اور جو کچھ تقدوس زورج اور کے

پاس تھا مسلم بناس کے اوس میں بچایا تھا اور اس مکان کے نگہبان دیو تو می پھل اشر در شعلہ نشان تھے

فریدون نے وہی دعا دم کر کے دم میں نام و نشان سب کا مٹایا یہ تیرت پر دیوس کیا ماہ طلعتوں سے

اکتار بوس کیا محل کی رہنمیان طلب ہوئیں شہر ناز اور ازاد و زنجی آئین جاتی ترقی دولت و شمت بان پر

لائیں کہ ایسے ازاد میک کی قید سے ایک دم میں جھپٹایا اپنا رخ انور دکھایا فریدون تو بھی حیا کی تخت نشین

ہو اکل بغداد زیر نگین جو ایک شخص کہ نہ رونام اس طلمح کہ جتھو تھا و اس تار تار گریبان چاک منہ ہاتھ اودہ

بجول خاک پیش ضحاک بچوئی اور کما فروسی

ازاد میک کے کٹر اندر بیان بیا لا و مرد و بچہ و دیان ہر فریدون کے گرد و دست

برادر بخت کے بر مردان و زردان گردان و ان تو ضحاک کچھ ابرام قضا پر پوچھا جان مفت کی ملک الموت

مردان و زردان گردان و ان تو ضحاک کچھ ابرام قضا پر پوچھا جان مفت کی ملک الموت

زودہ کر کشیدہ کیسی راہ | منہ پر چون کرد و قبا گاہ | سپہ از قارن مبارز چو سام | سپہ نیا کر کشیدہ از تیام

طریق سے مقابلہ ہوا اور سرور کو گفتگو زبان پہی تا شام نوبت بگرز و تیر و سام نہ آئی دو سر سے دن
صیوقت سلطان غادر بالباس گنہار نیزہ شعاعی ہر دست تخت نگاری پر جلوہ گر و انقباض و فتن طر فو
نکسے کر کشیدہ نئے کر کشیدہ کیا جا نہیں سے لشکر آدہ شور و شہر ہوا مستحضر و درسی

سیاہان ویرا خون در | کو گفتی زرد و زین لالہ است | چنان شیر از کتب گشت | کہ پونہ راہ شوار گشت

سپاہ توران کو نہایت پہلی تو نے بخون کی تجویز کی مگر ضبط سے آیا سب کو سپہا پر آیا باز گشت کی
راہ غلی راہی پہنے لگی منوچہر نے بچتی تمام تیرہ تو پر لگیا خجرات سے اوسکے چھٹکے زمین پر آیا
اوسے گرم جوشی میں ہاتھ کو مگر بندین ڈاکر اوس بد افعال کو گھوٹے اوشکے سر سے باند کیا
زمین پر شکید یادہ سرخیز و بد احوال خود سری سے بہر اتفاق شاہی جیسے دہر اتفاق ہم ہوا سے کاٹا خنجر
جو اوسکے خون کا پیاسا تھا اوسے لہر چایا جیل کوؤں کے کھلا نیو کھیل میں : اچھا کابھی اور دادا
کی نذر کر دیا اوسے پر چا کابھی جب تو نے جان دی سلم تاب جنگ لایا ہوا گ کے قلم میں نیاہ لی منوچہر نے
اوسکے قتل سے منہ نہ پھیرا مثل ظاہر کار قلعے کو گیرا کا کو ہلو ان بڑی شوکت نشان سے غرق دریا سے
آہن میدا آہن آکے لکارا ابرج نوجوان سے اوس کو بھی مارا طم غافل اس سے کہ کو لکھتے تی بو و جہ متسمیۃ
قلعے سے باہر آیا دھتہ طہ شہباز اجل ہوا اور منوچہر کا کل ملک میں عمل ہوا پھر دلا سے باقیم و ظفر مع فرج و شرف

چو اندیز دیکھا و سپاہ | فریدون آپ یادہ براہ | منوچہر بھی گھوڑے سے کو کر شہر قلموس بجا لایا

فریدون نے مثل جان برین لیا چھائی سے لگایا بر تخت پر بٹھایا تھوڑی دنوں کے بعد فریدون کو
پیام اجل آیا ہوشش ہو اس میں خل آیا منوچہر کو سام و زکمان کے سپرد کیا اور کہا فرود سی

سپریم ہمہ این نہرہ تو | کہ من رفتی کشم و بنکجو | بدست خویش بر سر نہاد | ایسے نپو داند زنا کرد یاد

فریدون نے شہنام و نامہ باز | برادر برین و زکار دراز | منوچہر نے بعد فریدون بڑی دھوم دھام سے

سلطنت کی عدالت کی نو بلادی جی خلق خدا کو آسائش دینی کوئی شخص محتاج نہ ہا نیز زیدان برقی
کسی بہت ملت کار و راج نہ پایہ سب ل فرود سی اور مضمون شمشیر خالی تھا یہاں جہ

اور مورخ نے قول کو کچھ کر کیا نام اور کالکھدیا مورخان حکایات کہیں مخرران صاحب سخن
 لکھتے ہیں کہ ضحاک جشم شید کا بیٹا تھا اور ایک قے نے یہ فرق کھالایا کہ اولاد سیاہ ہے
 اور جو جس چھی پشت اسکی کیو مرتبک پہنچاتے ہیں اور عجم وہ آگ کہتے ہیں آگ یعنی آفت عیب دس
 عیب ایسے بتاتے ہیں کہ یہ منظر قات میں تصرفات حیا و خوت کا زور شور تھا اور پر خور ظالم بد زبان
 جلد باز نامرد لطفہ شیطان عرب نے وہ آگ کو مغرب کر کے ضحاک کہا اور اسکے باپ کا نام عرب نے
 علوان عجم والوں نے مرداش لکھا ابتدا میں ضحاک مکرر کھتا تھا مرداش دغا پرست تھا مانع
 ہوا اسنے یہ حال اپنے اوستا سے کہا وہ شاگرد ہاروت ماروت بادہ و خوت سے مہربوت قتل چور
 پراوس سادہ کو اوسنے آمادہ کیا القصد وہ پد کرش باپ کو لے کے تخت نشین ساکن اسفل اساطین
 ہوا اس اس ظلم و جور پر کیا رعیت اور سپاہ کے ساتھ کیا کیا سیاست سیرس گذرے اس عرصے میں
 کوئی دقیقہ بدعت اور غریب آناری کا اوڑھنا آخر کار سہ ایچہ و ر وقت بحوالہ مظلوم کندہ بخدا اگر اثر
 خیر مسموم کند وہاں سطرهای میں لکھا ہے کہ بسبب اشتداد شیطان شانوں پر سانپ نکلا اور مغز
 انسان اونکی دوا بخور میوئی پہلے تو قیدیوں نے زندان جسم سے رہائی پائی پھر اہل شہر کی باری
 آئی خواں سالار ایک آدمی کو بنگا دیتے بکری کا بھیجی اوسکے بے ملائی تے غرض کہ کا وہ آہنگر اصفہانی کے
 دو بیٹے قتل ہوئے اسنے در دکان بند کر کے باب فتنہ کھولا اور اصفہانیوں کو کھڑا کر دیا کہتے
 ہیں اپنا شریک کیا پھر بالنس میں چڑا بانٹنے کے نشان بنایا پہلے داروغہ اصفہان کو مارا خزانہ اور اسلحہ
 اوسکا اوسکے ہاتہ آیا جو انان خزا کو چھاپٹا روپیا اور سان حرب سبکو بانٹا پھر ابو زہر شکر کشی کی
 وہاں لگاتار شکر کشی کی ضحاک کا گامشتہ تھا اوسکو مارا غرق اور فارس کے ملکوں میں عمل کیا اپنا دخل کیا
 اس عرصے میں جب ضحاک کی فوج اڑنے کو آئی کا وہ سے شکست ہو جاتی جن و زن ضحاک
 طبرستان میں تھا کا وہ ربی میں آیا اور تجوڑ کیا کہ کوئی شخص کیا نہیں سے اگر ہاتہ کے مقدمہ لکھا
 رہبر راہ ہو جائے اوسکو تخت پر بٹھا کر حاکم بنا کر ضحاک کو ذلیل و خوار کرتا رہے یہ اسکے ساکنان
 نے کہا اور احمد شید سے فریدون نام بخون ضحاک اور بیابانی کے باعث پوشیدہ ہے یہ خبر

حسین سلم تو نے پائین نام کی ہیرا سے پائین اور ایران وخت کو فزارت عظمیٰ کے فارس سے تھی
 اس سے ایرتہ چہا ہوا و سکی کرکشتین بتین کہ ایک جہان اسکا شیدا ہوا مقدمہ لکھا ہے کہ جب
 خنک کی ذلت و خواہی سے گزرا رہی سے فریدون کو فرصت ملی کا وہ اصفہانی کو روم کر ساف
 اور نیرمان کو ترکستان ٹری دیوم سے بیجا جیسا قبل تجربہ ہو چکا اور قارن بن یکا وہ کہ چین و مان
 ایک بڑا زبردست پہلو ان تمام قبل وندہ این تھا اسکا کان پکڑ کے قارن حضور شاہ لایا اور نیرمان نے
 ماژندران سے کروہ شاہ کو کم تخت و عصیان بختراستہ اور دولت دکھایا پھر ہندوستان میں آگے
 راکے ہندوانکی بیٹی کو بہر کیف رام کیا روم میں جلے کے بت پرستوں کا گھانا پانی حرام کیا پھر ہمارا سک و زند
 تہ و بالاکیا ایک ذوالعالم خواب میں دشمنوں نے موقع پائے بڑا سا پتھر اٹھا کے ایسا سر پہاڑ پھر نیل سے
 نہ چڑھا اور سرانے فریدون سے جو ہنپا ہی نام کو تہراہ کیا اور رخت ملک ٹیون کو بانٹا فوج کو
 چھانٹا اور باجر اسے قتل یرج میں اتفاق ہے اس کے مکر نہ لکھا منوچہر کا قاتل دوسرے الاخبار اور
 حروج الدہب میں لکھا ہے کہ منوچہر پیر صلیبی یرج بطن باہ آفرید سے بے یہ جب ہیلو کو پوچھا تو کوئی علم
 و نہر ایسا نہ تھا کہ حسین یہ کامل تھا اور عدل و داد عطا و داد میں فریدون سے بھی چل نکلا اسراں سپاہ
 اعیان ملک تہ قہزواہ سجان شارتھے اس کے پسینے پر اپنا خون بہانے کو ہر ہانے سے تیار تھے اس وقت منوچہر
 نے فوج کا جائزہ لیا تیاری کا حکم دیا یہ خبر سلم و تور کو پہونچی خوف سے پریشان اپنی حرکت بیجا سے
 منفصل سرور گریبان مجھے مصلحت اسی میں دیکھی کہ بہت ساز و جواہر اور اچھا ان طراز بخور نیچے گزریانی
 تقریر میں کام کالین لڑائی کا انجام شکست ہے اسکی طرح نذالین القصر رسولان سخن سنج جو اہر اور
 گنج لیکے منوچہر کے پاس پہونچے اسنے حکم دیا کہ دم خرچ نہ کر و فرما را خیر صلح سے وسیع و پر ہار و شست
 لالہ نذرین ہو جس کو فریدون والا جاہ منوچہر کا گاہ رونق افزہ ہے چار نذر غلام ترک قباچی با شمشیر ہاسنے
 جو ہر دار قبضے مطلقا زنگار و صبح پوش ووش بدوش گرد اگر دشیم گوش ایما اور اشارے پر کھڑے آمد رفت کی
 راہ بند دست بقبضہ تلوار میں تھے لاؤ و میراہ تمام سپاہ صف دور و بیابانہ ہے خو و مغر سر برزہ و جوشن و یہ سہ
 تو کفی خضران لشکر کشیدند / زبانی نام بردن بر کشیدند / جہدم یہ سامان درست ہوا قاصد و مکر طلب کیا فوج

دریافت کرے گا وہ بشارت ہو اسرار کم تراش ہو فریدون سے ملاقات ہوئی سب نے
 بیعت کی ضحاک کو مطابق تحریر اول قید کر کے کوہ دماوند میں لٹکا دیا سب کشکاشادیا اور اس
 دنیا کا نام فریدون نے دریاں رکھا اور مروج الذهب میں لکھا ہے کہ کوئے لگائے دار پر کھینچنا ایجاد
 اس تملک ضحاک کا ہے ہزار برس نہ مان رہا اور جناب خلیل الرحمن اسی نطفہ شیطان کے زمانے میں
 مبعوث ہوئے فریدون کا حال اور فریدون کو بالاتفاق ائمہ اخبار نے ہمیشہ کا پوتا لکھا ہے
 کہ صاحب جو ذی شوکت و صولت مالک جاہ و شمت تھا ضابطہ سیاست کا کمال عقل و کیا ست کا
 جمال جمع رکھتا تھا اس کے عہد میں نبل احسان نے خوب فواج پایا اس نے بھی خاطر خواہ رعیت سے

موصول اور گردش ان ہر سے خراج پایا نظم	فریدون فرستہ بند	از شک زغبہ فرستہ بند
بداد و دشمنان کیوں	تو داد و دشمن کیوں فریدون تو کیوں	جب ضحاک کو قید کرے سر پر سلطنت پر چلو فرما

ہوا تو کا وہ اصفہانی کو سپاہی کر کے روم میں بھیجا اور کرمان و جدستہ کو ترکستان کا وہ رئیس
 برس پہر جس ملک کو گیارہ جنگ عمل کیا منہ پھیرا اور جس ملک سے لڑا فتح پائی اس کا رگزار می
 حکومت عراق و اصفہان تاحہ آذربایجان ہاتھ آئی دس سال بغیر اقبال خوب نیکنامی سے حکومت
 کی پھر سرائیکی سے کوچ کیا دارالبقا کی راہ لی فریدون کو نہایت الم ہوا ایمان ملک شرفائے قوم
 سپاہ کے سردار و نگو سہراہ لیکے صاحب ماتم ہوا نوکر ایسا چاہیے کہ جب مرے خاوند عزیز و منے
 زیادہ ماتم کرے پھر سب لڑا سب اب اس کے وارثوں کو دیا مگر وہ درفش کاویانی فتح و نصرت کی
 نشانی بھٹکے آپ منگو الیا زرو جو اہر بہت سا اور سیر نصب کیا اور یہی رقم کیا نیونین جباری ہوئی
 کہ جب کی سلطنت کی باری ہوئی وہ سامان نشان بڑھانا گیا جب اسی کی فتح ہوئی اہل اسلام کے
 ماتہ آیا مسلمانوں نے اس کا جواہر اور اسباب بڑھایا غازیون کے حصے میں آیا پھر فریدون نے
 قارن اور قباد پسران کا وہ کو پاس ہلا کے مقرب بارگاہ بنایا ابن المقفع کہ راوی اخبار ملوک و عجم ہے
 تحریر او کی بیش نہ کم ہے لکھتا ہے کہ پچاس برس جو ضحاک فریدون نے سلطنت کی جس کی تو ضحاک کی
 بیٹی سے اس وقت مختار کیا دوسرے میں سلم و تور اس سے پیدا ہوئے مگر جتنی رُجی خصلتیں ضحاک میں

<p>نوجوان میان رابندر بروزانیاں تاکوہ سپند پرنشیاں اور یہ وہ کے اپنی لڑائی موقوف رکھی رستم کی مدد کو ملا زمانہ دراز قلعے کو گھیر لیا یوں ہو کے ناکام پھر باز نذران کو منہ پھیرا اور رستم کو خجست کیا انکے جانے کے بعد قلعے کا دروازہ کھلا لوگ آنے جانے لگے رستم تک لڑو ٹوٹوں پر لاد کے اون شور بختوں میں گیا فردوسی</p>	<p>چرتبہ شد رستم تیر چنگ چراگ شدہ کو تو ال حصار شیتہ و تیغ نشان شدہ فراسیو کم سر و دار کا سر اوقار اوجہ تہ چڑھا اور حرارت</p>	<p>آبراستہ پل لڑان بچک بر آویختہ بارستم نامدار زمین بھو بھو بھو نشان شدہ بزرگمانہ تخی لان گروہ</p>	<p>سورہ شاہ اور روی تقین کیے گزرو بر سرش تمام رستم لڑا کشتوں کو بیاہوے آئی کیا دیو چکشتہ پڑو زم دیدہ ستوہ</p>
<p>فروماند رستم چو رنگ نہ دید ہما کا فروار پانصد ہزار</p>	<p>لڑاؤ گھنٹی لہر کر نید بو و نقرہ تاب نہ عیار</p>	<p>چنین گفت با نامو کشتان پھر رستم نے فتحانہ ال کہیا جس بھی نامہ دیکھتے ہی</p>	<p>پہلوان کس ہمال نوجوان ہو گیا بیٹے کا امتحان ہو گیا جواب میں بہت تعریف لکھی اور کہا قلعے کو جلا کے مسما کر کرو اور قطار در قطار شتران با بر دار آتے ہیں اسباب مان مجھ در رستم نے موافق تحریر پلایا خیر شہر کو جلا یا قلعے کو خراب کیا نقد و جنس وانہ بھیجا ب گیا اور اس سے پہلے غرضداشت سلام کو روانہ کی تھی اب یزید جو ابہر کا نذر ہا شتر پرا یا جان پہلوان بھولا نہ سما یا مکر کر رہا رہا روٹکے بنا دی بیٹے پوٹھیز اچھو اچھے ہی تو کھینچ جہان کو پر امید تیر کیسر از رو زمین کا ہر برج بردہ</p>
<p>نئے لکھا ہے کہ قب قتل سلم دتور فریدون نے منوچہر کو صاحب چ وخت کیا ملکات کا مالک یک تخت کیا اول دنوں مدار ملکات عدہ دولت مقرب شاہ حاکم سپاہ سام نریمان تھا جان پہلوان لقب تھا سفید و سیاہ میں اختیار تھا سب موت میں مردانہ کیا سب میں فرزادہ سام عالم مقام ترو کیوں در شہر تھا غیب در بدل و جان کر بستہ منوچہر کی خنجر گاری میں رہتا تھا اور ہر ساعت وہ پہلوان دست کا کشادہ بدر گاہ بخت نہ</p>			

بے منت تفرغ و زاری میں بہتا تھا کہ فرزندشید خلع سجد و سجدے خدا کو نیک سیرت فخر و جمال
 اور جبر میں گھر کا وارث ہو مالک ملک مال ہو القصد ہو جبر سے ارحم الراحمین نے قرۃ العین عنایت کیا
 یعنی سام کو لالہ مگر تمام جسم میں سفید بال کبھی جو اس صورت کا لڑکا کہنے نہ کیا تھا اس سے سام کو ملیر
 کیا کیا خیال نے خاطر شکستہ پروردہ پورنج و دلال نے سیرغ نام زائد عالمیت تمام امن کہہ میں تنہا پر جو خلق
 ہے جدا رہتا تھا خدا کے سوا کسی منہ سے کچھ کہتا تھا سام نے مایحتاج اور بار بار کا اور کو سونپنا
 کہ جیسے یا مرے مگر زار ہوا سکوپرورش کرے القصد جب وہ سات پر سکا ہوا الفت پدی رہا نے جوش کیا سام
 او کو لے آیا وہ خرد سال تمام زال مشہور ہوا آثار رشد و نجابت اسکی پیشانی سے ظاہر ہوا اور اسکی
 متانت اور فطانت سے ایک عالم ماہر ہوا جو کو خبر ہو پنی شاہ جہان نے جہاں پہلوان کو تہنیت نامہ
 لکھا اور اشارہ یہ بھی ہوا کہ جب احرام با نگاہ فلک اشتباہ باندہ بکشا وہ پیشانی وہ اختربان منہ فرزند
 نوجوان ہمراہ ہوتا فیض تربیت شاہانہ عافت خسرانہ سے سعادت دارین او کو حصول ہونہندگان
 خاص میں شمول ہو مجرور و فرمان وہ فرمان بردار شہر یار بحر و بر زال سے جو ان نجات پسیر کو ہمراہ لیکر
 حاضر ہوا بعد حصول شرف آستان ابوس زال خوشحال مغبول طبع شاہ فرخ قال ہوا اور تشریفات
 فاخرو سے مالا مال ہوا پیر تاکید تربیت زال سام کو فرط کے رخصت کیا سام وطن مایوت میں آیا بعد
 چند گاہ ہند کو چلا غیر وز کی ساری حکومت زال کے سپرد کی عدل اور احسان کی تاکید کی سام کے بعد
 زال باعث زور و شور جوانی کبھی مجلس نغم کی تدبیر کرتا گاہ دشت صحرائین فکر صید پتھر کرنا ایک بار حسین
 بہار کہ سپار اور جنگل گلزار تھا بھستان سے کابلت ان میں آیا محراب نامے او میں نواح کا حاکم سام
 کا خرچ گزار تھا او نے تختہ نای الاثن پیشکش کے عرض کی عیت ہمای ارج سعادت بدام ما افتد
 اگر ترا گذرے ہو مقام ما فتد زال خلاف مذہب سمجھے او کے گھر گیا کہ ریل توحید محراب بندہ
 اصنام پلید تھا مگر نوازش احسان برتہ فراوان کیا محراب نے اپنے گھر میں جاکے بلو دادی مگر زال
 شمر فضائل اور خوبی شکل و شمائل بھی بیان کی محراب کی بی بی روداد صورت و سیرتیں یادگار و فرکار
 تھی باب کی تقریر سے ناویدہ عاشق زال ہو گئی اپنی نوزاد کو بکچھنی تربیت لشکر زال سال کیا زال

سے لوندیان صاحب جمال دیکھ کے حال پوچھا لوندیان دام دار طائر مطلب سب تعین اور پیام رسانین
مشاق رسائی میں شرہ آفاق چوکتی کب تعین آئیں غرض ہوتی سے اپنی بی بی کا حسن جمال مرتے اور
شوکت کا احوال بیان کیا کہ زال لوٹ لوٹ ہو گیا غرض کہ مہینہ سالیا اور نہیں کے ویسلے سے روزانہ
رسائی شناسائی ہوئی بعد ازاں حکام شرانہ محبت وعدہ وصلت پر جدائی ہوئی غرض میں ہوا مگر تمام روز
بیقرار رہنے لگا رنج فرقت سینے نگاہت کے بعد شفاعت سام اور معائنہ خرابی حال زال کے
منوچہرو نون کے وصال پر راضی ہوا سام نے کابلستان میں جا کے زال کا نکاح رو دیا سے
کیا شاتون کو ملا دیا اور مہتمم دستیان جسکی صفت فردن تحریر بیان ہے ہوا اس کے پیدا ہوا
وکر اختتام سلطنت منوچہر اور نوذر کی تخت نشینی افراسیاب کی لڑائی
اسکی گرفتاری فردوسی نے لکھا ہے کہ بے نوچہر ایک سے بیس برس سلطنت کر چکا کاہن اور

بجز ہون آمد مرگ سے او سکو مطلع کیا فردوسی	بفرمودہ نوذر آمد پیش	در پند ہا و زاندا پیش
ماریہ دلبست شد لیلیان	برج و بسنجی چشم بیان	اور یہ سچا یا کہ میں خدا پرست تنائت رجاہ سے

مست نہونا سلسلہ یزدان پستی ہاتھ سے نچوڑا اور ہوشی بیشک پیغمبر خدا ہے فرعون جرم نافرمانی سے
غرق دریای غضب چکا ہے میری آبرو نہ ڈبونا اور شپنگ کا پورے شخصے فردر لڑنے کو آئے گا روز سیاہ
دکھائے گا تو سام اور زال سے مدد دیا ہنا اور سپہ زل فرد سال بڑا سپہان نہر دست صلت اقبال
ہوگا اوکی توقیر کرنا جو کام کر نہ سکے اور قتل و قصاص میں تاخیر کرنا غرض کہ اور بہت ہی نصیحتیں کئے
سامی ملک بقا ہوا نوذر تخت پر بیٹھا فرمانروا ہوا چند بے پند پیر پر کار بند رہا چھوٹا فرزند
بنو ظلم و ستم کی بنیاد ڈالی خانہ خرابی کی لڑائی کالی سران سپاہ رئیس شہر عالیجاہ برگشتہ ہو گئے رعیت
جو رویدہ خراب ہوئی بے انتظامی بروی کار ہوئی اور سوت بدحواس ہو کر نامہ سام کو بھیجا طلب کیا
سام یہ ماجرا تمام پہلے سن چکا تھا کفن افسوس ملے سر دھن چکا تھا خدا روانہ ہوا قریب پہونچا
تو ایمان سلطنت و سامی مملکت استقبال کو گئے طاقات کے بعد تخت نشینی کے سام سے مل گئے ہوئے
نہن نامہ لے کر آیا اور کہا کجرامی حلال زادہ کا کام نہیں بہادت سام نہیں اگر منوچہر کی بیٹی ہوئی

تو یہ حرکت نکرتا اور سکی بھی اطاعت کا دم بھرتا مگر اور سکو نصیحت کرونگا حرکت سے باطنی جو رو جفا سے
 باز رکھو گا فریاد کیا سامنے از سر نو سکو مطلع اور فرمانبردار کیا نو ذرے ظلم و ستم سے انکار کیا کمر شکنو
 و بکایا سلطنت کو چھوڑ کیا یا خبر سلطنت کو برہی کی تو ان میں جو پہونچی پشتنگ نام تو کی نسل سخت نشین
 تو ان زمین تھا او سے اثر سیلاب اپنے بیٹے کو پاس بلایا کہ جب تک منوچھو والی ملک تھا بکو
 اوس سے لڑنے کی طاقت تھی اب نو ذرے سے انتقام خون سلم و طور لینا ضرور ہے لکھا ہے کہ افراسیاب
 پہلو ان بڑا زبردست جوان تھا اور فن سپہ گری میں سرشت زرم میں اولاد انہم کہتا تھا جس پر سیاہی و کھنڈ تو سے

برہنچ شہر کشان زبان	دل آگندہ کریں کمر بر میان	کرشائے جنگ شیرین خم	خم کو دوسا لاریان خم
---------------------	---------------------------	---------------------	----------------------

لیکن منوچھر کو ہمسرہ کو نو ذرے زمین لاجوانان تھن خون ایشام مثل قارن سام اور کس کس نام لایں یہ سب
 ہمارے ہیں بار بار ہرے ہرے ہیں ہزاروں سے نہیں گھٹے ہیں طریقہ زرم سے خوب گاہ ہیں ہمارے
 پہلو ان اٹکے مقابل کی تاب لائیکے منہ چپا کے عینہ کھائیکے اگر چند روز اور وقفہ ملے تو عین
 منسلک ہے پشتنگ لئے کہا اس سے بہتر وقت ہاتھ نہ آئے گا بیکار از دست رفتہ کا مال ہو گا کچھ تیار کیا
 افراسیاب نے باپ کو اس قدر چھوڑا کہ وہ دیکھا حکم سے منہ نہ پھیرا سپاہ قرون از شمار پہلو انان جنگ
 آدمودہ خنجر گزار ہمارا لیکر روانہ ہوا انھوں نے انوری اختیار کی نصیب نیایا بی نیادادہ ہوا اور شماساس
 دروان کی نو ذرے تافی پہلو ان تھے انکو سپاہ لڑا کر بڑی چمک کا لشکر تیار کیا راہ میں خبر مرگ سام جو
 سی جان تارو پالی جسم نو ذرے سے سنا کہ سپر پشتنگ مثل جنگ فوج جلا رہا پہلو انان نامدار لکے آپو چپا
 یہ بھی ایک سے چالیس ہزار سوار کا آدمودہ انتخاب ہر لہر کا ب لیکر فوج زرم لکھا جب لشکر کو کا متابلہ
 ہوا صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی پہلے افراسیاب نے بر سر میدان باران کو بھیجا اور ہرے
 قبا و غرق قریبے نو ذرے سپر کا وہ گھوڑے کو کا وہ دیتا آیا باران کو لکھا راہ لڑائی ہوئی باران کے
 قبا و کو مارا قارن قبا و کا بھائی تھا تاب لایا گھوڑا بڑا بیا و نو ذرے طرفی فوج ملکی تلوار چلنے لگی قزوچی

زادہ از اسبان گرو سپاہ	نہ خورشید پلایا نہ باد	تا شام خون کے دریا بیکے لاشوں کے انبار
------------------------	------------------------	--

رکے را کو طرفین کے پہلو انون نے آرام کیا دم سحر جنگ کا سر انجام کیا نو ذرے دیکھتا ہزار ہا

پیدا ہو گا جو دنیا میں بمثل لاجواب ہو گا کہ فرشتان نہ ہو کہ زبردستی سے زیر کر گیا اسکے دیکھنے سے
ہیلو انون کا زہر و آب ہو گا یہ کھلے اور گیا تنوڑی گھاس لیکے زال کے پاس آیا گیا ہیلو
اسکا چاک کرو اس ہیلو سے اڑ کے کو نکال کے بجائے مریم یہ گھاس پی کے گا و فرودوی

سیا کیے مود چرست	ان ہر زبانی کر دست	شکا فیہ میری ہیلویا	بتا مید میری ہر سر زراہ
چنان کہ زبانی ہر آوریہ	اگر در جہان شگفتی نید	شگفت اندک ان ہر زبانی	کہ اندک کے پھر پیل تن

نہجوں نے پوچھ کر بھالے رستم اسکا نام رکھا زال نے بیٹے کی تصویر کشی کی اپنے باپ کے پاس بھیج دیہ
مازندران میں اترتا تھا یہ خردہ سنکے تصویر کو دیکھ کر سب خوش ہو اسات وایان رستم کو دودہ پڑاتی تھیں
اسپر شکر کا پچہ سیر نہوتا تھا بھوک کی جھانج میں رہتا تھا جب نہ بڑھایا تو پانچ بیٹے کا گوشت چٹایا فرودوی

بریں چہ بڑھو اور فرورش	بماندہ زبانی انان ہر سرش	کس اندر جہان کو دکھارید	بریں سروروی گری ہندید
بجندید مراد دل نہ جائے	بیداران کو دکھار مش اس	چو ہر شہر پور دکن کشید	پیرا سوزا بلستان کشید
فرورست سرخ کو دیکھنے کو آیا بہت یکا رستم یہ کھنڈا بنایا		کو بندہ ام ہیلو انام را	نشاہم خورد و خواب نام را
چھشت میں خورم فصیح و جود	ہر تر فرادکن سازد سرود	فرشتان را چارم بیا	بفرمان داد اور بر خدا

سام نے جن غلام کیا تھے اچان کو بہت کچھ دیا دفعہ ضیم کے سر اٹھانے کی خبر آئی پھو مازندران کو روانہ
ہوا اگر سام نے اپنے سامنے زال اور رستم کو میستان میں بھیجا یہاں کی حکومت آل کو تھی تہے لگا ایک روز
رستم ہوتا تھا اور شہر میں غلام ہوتا تھا اسنے پوچھا یہ غلام کیا ہے لوگوں نے کہا فیل سفید بادشاہ کا بیٹا ہے
اسکے پیرنے کا ہنگامہ ہے آدمیوں کو گزند پہنچانے بلدی میں نہ جان کا گرنایا جو کبھی بڑا ہوٹھایا تھا اور نہ لگا

مستحق کے تھوڑے پھر شمشیر	متر سید و آبرو و لیسیر	ایک روز اور زبرد سرش	اکہم گشت بالا و کمر سیرش
بفتا دیل سوندہ زبانی	مستحق ہا نہ بیکانہ جائے	زال مینال شہر بہت شاد ہوا بند فکر و آناک اس	
بفرودا رستم آید برش	ہو سیکان و دریل و برش	دل کے کہا مریمان کے خون کا بلا ایسی بے گاسفد	

دیکھو نہ اور کیا مرگ فرمایاں کا حال فرمادیے اپنے عہد میں زبکیاں کو مع فوج و لشکر سفید دیو کے قلعہ
پہنچیا تھا وہاں فرمایاں مارا گیا سر بر تیرا لیا کہ بان سے بچا و گیا افسہ کہ تال زال رستم سے کہنا ہے

ہندو اللہ نے ہر سر میدان جان دی عدم کی راہ لی کہے سے گھوڑا بڑا ہا کر افراسیاب سے کہا
 ہم تم با ہم طریقہ دونوں لشکر سپر و کسین جسکو سر میدان نیردان فتح ہے وہ تخت و تاج سے افراسیاب گھوڑا
 چمکا کر کھل کیا نیزہ بازی ہونے لگی تا شام یہ نوبت ہوئی کہ ہاتھ بین ڈانڈر لگی فرج تحسین کرتی رہی خوشید
 نے رخ اور کوہ مغرب کی طرف کیا ہر ایک شہر بار بار جزا بزدگاہ سے اپنے اپنے رخ کو چلا اوسنی دارو گیر
 میں آج تو ذکر کا تاج بر سر زمین آیا تھا کسی ملازم نے میدان سے اٹھایا تھا اس شگون سے نوز کو
 امید فرج جو جی شکست کب بدل ہوئی سلطنت یاسوئی شکوہ صلح ہوئی کہ بیوہ نکو فارس روانہ کیجیے
 و وون لڑائی سے حلت لیجیے کوئی بہانہ کیجیے افراسیاب سے و وون کا عذر کیا وہ مالگیا پھر طوس
 و درگتہم کو قارن کے ساتھ فارس کی طرف رخصت کیا و وون کے برہنہ کی طیاری اور عورت کی
 گرم بازاری ہوئی تو زتاب جنگ نکلیا حصار بند ہو اگر فتاری کا زمانہ نزدیک یا افراسیاب پھر طوس
 پہنچے کو گھیر اور قارن کے تعاقب میں بارہاں کو روانہ کیا نوز بھی کہ فرج افراسیاب کی ہمارہ کھدی تیرہ
 زمین قلعے سے فرار ہوا افراسیاب نے اس حال سے خبر ہوا نوز کے سراغ میں سوار ہوا رات بھر لے
 پیچھے و وون چلے گئے جسدم تاجدار زرین کلاہ غیظ سے سخت رنگاری پر تھرانے لگا ایک نے دوسرے
 کو پھینا اپنا بیگانہ نظر نے لگا لڑائی شروع ہوئی کچھ جانے لگے فرار ہوئے اور ہزاروں نوز کے ساتھ گواہ ہوئے

شیرین یا شہزادہ آفراسیاب	یہ پست یا نوز افراسیاب	اگر و وون ان جہان تار شد	یہ انجام نوز گرفتار شد
میں اہ جہت مند دگر خنند	بدام بلاد رینا و خنند	یہ بندش برآمد ہر دو بست	لو گفنی کہ شان جہان جاو

وہاں بارہاں سے قارن کو گھیرا اوستہ نیزہ پیکر کے منہ پھر ابارہاں کو جان سے مارا شاہزادوں کو صحیح و

ساکم فارس میں جاو تار افراسیاب	جو افراسیاب میں خبر تار شد	بہشت و تنش نکلان کرد
--------------------------------	----------------------------	----------------------

پھر تھما سار و نوز و وون پہاڑوں کو تھیں ہزار سوار کیا سی روز گار بکے افراسیاب کے کابل و زابل کی
 لڑی بیجا آپ ایران کا مالک ہوا جسدم سواران نادر اور و وون سپہ سالار کا کابلستان میں گنہگار تھم کے

ہندوون چمکا کھی تھی گز آل ماوہ کار ہر ہات	نمان آل شہید ساز بند	باسپہ اندر اید کرد
پہاڑ شہید زین	سیر ز کین ابروان ہر چین	بجگ اندر اید کرد

چست اندون شاگرز پیر	شش گشت چشم و خون جگر	بہولہ آدر و چون اژدہا	بمیدان مردن تنگ گردش
بزرگ بر شش گز ناگاد رنگ	زین شش خون بچو پست لنگ	حرم روان کو سر میدان مارا اور شماس اس لوڈا نرس	

لکارا وہ تو خوف سے بھاگا فرج بخون آگندہ پر آگندہ فراموشی زندگی دشوار ہوئی ناگاہ اس حال تباہ کی خبر
افراسیاب کو ہوئی مثل مار دم بریدہ بر خود حبیدہ ہوا اور تو بس بچا نوذر کو قتل کیا فردوسی
بزرگ دون نوذر تاجدار

کی نوبت آئی وہ مملکت پائی بقول قتل نوذر وہ پشیمان پارس کو چلا کہ طور اس درگتہم کو گرفتار کیجیے ذلیل و خوار کیجیے
وہ طفل جفا دیدہ بے پدر خستہ جگر یہ خبر سنکر سیستان کو چلے کہ جان تو بچے زال یہ حال دریافت کر کے
پیشوا کی کو گیا بہت اعزاز و اکرام سے دونوں کا ولایت سکین و تفسی کر کے باوجود خوف میں ٹھٹھایا فوج
خوردہ نوذر کی زال کے پاس جمع ہوئی اونکی بھی دلداری کی ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن فکر
یہ ہوئی کہ نسل کیان سے کوئی سرور وان اگر بائے تو بوستان خزان دیدہ سلطنت شاداب ہو با آس
تاب ہو جائے پیر افراسیاب سے نوذر کا انتقام لیجے خور و خواب حرام کیجے طوس و گتہم بچے خرد سال

اس باعث سے زال کو یہ خیال تھے القصہ غریب برادر افراسیاب کہ خلق و عروت ہمت و شجاعت میں
حیدر عمر تھا تجریم ہوا اچھی مبارقا رخسار خوش تقریر سچا اور نامہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ لشکر عظیم الشان
جیسا ہر ایک جوان جنگ دیدہ نبرد آزمودہ انتخاب جمع ہو قدم ریز فرمانے کی فیر ہے افراسیاب
زمینیت سے سیر ہر مملکت ایران میں آپکا عمل ہوگا افراسیاب کی سلطنت میں خلل ہوگا یہ فردہ سکے
وہ رے سے ملک کی چاہ میں تا بابل آیا کسی نے اس حال سے مفصل افراسیاب کو خبر دی سنتے ہی اس
خونخواری آنکھوں میں خون ابل آیا مع فوج وہ مہوت میر و ہاروت و ماروت جا پہونچا اوس زہرہ جبین
پر کمین کو قتل کیا یہ حکایت زال خوش خصال نے سنی عداوت دونی ہوئی بقدر نقص و تحسین سلم کا پوتا طما
کا پورا پوتا یار و اسکا نام تھا پوشیدہ پہاڑ کی ڈانک میں وہ ذی احتشام تھا زال نے قارن نامہ لکھو
کیا وہ روارو جاکے رو کو لایا سلطنت کی روشنی ہوئی بادشاہ بنایا مذکور مرگ منوچہر اور
نوذر پھر شینگ کا چھٹا نا افراسیاب کا آنا نوذر کی گرفتاری ایران کی خواری

اور تاریخ معجم میں رقم ہے کہ ابن المقفع جو مولف اخبار ملوک ثم ہے اس نے لکھا ہے کہ جب بایک قلعہ عالم اور
کفالت صالح بنی آدم نوذیر مقرر ہوئی وہ متنازعین داری اور غایت کم ازاریسی سلطنت کا انتظام و درگاہ کا انتظام
نکرے گا اس خفیہ سہارے کی کاربیشی اور قبائل کے زوال نے فتنہ خواہیہ کو جو کیا فساد کو اٹھایا ہے

بہشتیہ سالار لشکر بود | اگر کار تین نماز پر بود | بڑا فرسخ و فرماندہی | حرام ست گر سیر بالین بختی

اور حافظ آبرو لکھتا ہے کہ جب خبر ملت منوجہ تور انجین پہنچی اون وزون پشنگ کو ترکستان کی حکومت
میں آئے تھے اپنی اولاد کو جمع کر کے کہا کہ اِنَّ بُلُوْغَ الْاَمَالِ فِیْ رُكُوْبِ الْاَهْوَالِ وَالْفُرْخُضُ نَصْرُ الْمَلِکِ
وَالْقَعُوْدُ مِنْ اَخْلَاقِ الْعَجَائِدِ وَالْقَنَاعَةُ مِنْ اَمْرِ السَّاعُوْنَ وَخَطَرٌ عَلٰی اَنَاہِیْنِیْنَا ہُوَ طَرَفُ عَرَادِیْ کے اور وقت و
ساعت روزہ ہے مثل برواہ کے اور ایک جابجے بٹینا عافریہ پیر زنون کا کام ہے اور قناعت طبائع
کے نام یعنی بیل گاہی اور فصلت و دوام ہے طبیعت کسی بگردن مقصود دست حلقہ کند کہ پیش قدمی ہا پیر بود
مرد قوی را می صاحب جرم اولو الفرم طلب جاء و دولت یا خواہش عزت و حکومت سے کسی وقت میں
باز نہیں رہتا اور صوفیہ کم ظرف بہت حوصلہ کبھی عقائد بلند پر داز سے دمساز نہیں ہوتا یہ وہ مقام ہے
کہ مصائب جنگ مصیبت سفر اختیار کرو وقت فرصت ہاتھ سے نہ دوں و تو رکاوٹ دیرینہ منوجہ کی اولاد
سے لو اوئین افراسیاب فرزند رشید خلف سید پشنگ کا تھا کبھی باپ کے حکم سے منہ نہ پھیرا تھا
اور سابق ازمین ایران میں جابجے منوجہ کو گیلر تھا بید گاہی سفر خروئی کیو اسطے اس کام کا پیر اٹھایا گیا
لاکھ سواریا دہ لڑائی کا آمادہ ہوا لیکر ایران کی طرف آیا جب تو اسے خیر ایران میں پہنچی رئیسوں نے سام کو
اس باجے سے آگاہ کر کے طلب کیا سام جناح جمیل پر پر سبیل کی بنیاد روز کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو
طریق نصیحت شاہان ہوتا ہے اس طرح ہند مشفقانہ کر کے خلاف حرکات کا مانع ہوا اور نیارسی لشکر کو اجازت
لیکے تھوڑے روزانہ وطن پہنچے سپاہ مرگ میں گھرا جیتا پھر نہ پھیرا تو دارالقاکور اہی ہوا ایران تیغ فنا اور
تختہ مشوق تباہی ہوا نوذیر مبتلا عالم مشغول نالہ و فریاد ہوا افراسیاب تھرہ شکے بہت شاد ہوا اور بکھری
تھامز افراسیاب جب طرغ شیب کی طرف سیلاب جا تا داری کی راہ سے ناگاہ آیا اور نوذیر غصہ جگر کے سے
مازندران میں لشکر لایا جہدم مقابلہ ہوا صف کارناریا روئی غیر تو اس طرح میں پیغام اجل دلیہ دیکر

کا مین پہنچانے لگے اور وہ فوج کے سرکشیانے لگے بہا مدان صف شکن بلان ملین بذائق تمام زخم
 شمشیر و خنجر لپٹ لپٹ کر جسم و خنجر رکھانے لگے ترکوں سے بارمان نکلا اور ہر سے قبا و نو جوان
 نکلا سا غزلیت بادہ اجل سے لبریز ہو چکا تھا بزم شمشیر تیز بارمان نے جام اجل مایا قارن لیسرا وہ
 جادو کا بھالی اتحاد سے بڑی کوشش کی قریب تھا کہ افراسیاب کا حال خراب ہو کر وہ فوج ابر و تار آیا
 کہ روز روشن شہنشاہ ایک سیتہ تر ہو گیا اندھیرا افراسیاب کی سپہر ہو گیا خوب برباد گھر آیا و نون جانب
 کا لشکر راہ ٹھٹھٹا اپنے اپنے خون میں پھریا جب نوذر کو انار شکست نظر پڑے طوس اور کستم کو
 قارن کے ہمراہ فارس کو روانہ کیا کہ ناموس کوہ البرز میں پہنچا تا یہ حال خراب افراسیاب کو معلوم ہوا
 اپنے قراخان اور بارمان کو مع فوج تعاقب میں راہی کیا وہاں تو بارمان کو قارن نے جانے
 مارا قراخان بدحواس فرام ہوا یہاں نوذر گرفتار ہوا افراسیاب نے چاہا کہ سیکو بے دیسج یتیم کے
 اعزیزت اسکا بھالی شفاعت خواہ ہو جان پانچ گلی مگر قید ہے اور اعزیزت سے کہا قلعہ ساری میں
 آسار کو لے جا حفاظت کرنا مگر نوذر کو قتل کیا اسکا یہ سبب ہوا کہ جب شاہ حرکان نے عبور حجون سے
 کیا تو تیس ہزار و دو سو سالار حستان کو بھیجے کہ ولیران نامدار بلان خنجر گداز غیور سے آگے نوذر کی
 شرکت نکریں اور غیور زمین مطلع صان تھا کہ سام چکا تھا بلال ملک کے بندوبست کو کلاتا تھا عراب
 وہاں تھا جب وہ سوار داخل ہوئے عراب جیلہ سوچا انکسب خد عتہ کہ بت سامال اور اسباب طریق پیشکش
 سپہ سالاروں کے پاس بھیجا اور کہا میں فضا کا کی اولاد سے ہوں مجبوری سے نسل فروری کی اجابت
 کر کے منتظر وقت تھا کہ لڑکے بلوٹے تا شہر دکنائی یہ سلطنت ہمارے شہر یار کے قبضہ میں آئی بندہ فرمان پذیر
 خد مگر اسے نہایت خسروانہ کا اھوار ہے اور خورالوشید یہ حال نال کو کھادہ مثل برق خافت اسونکے
 سر آیا سیکو قتل کیا گروہ دونوں سردار فرار ہو کر افراسیاب کے پاس بدحواس پہنچے ماجر اسے گزشتہ
 قتل کا شگامہ بیان کیا اسکو جو غیظ آیا نوذر کو قتل کیا سات برس نوذر نے سلطنت کی لقب و سکا

آزاد و خوار ناری ایک تخت و سکو گنجت کستورین سے

کہہ از منور و از اجناس چہرہ سلطنت حق افرا پنا

خداوند اخبار کسر و حجم

در شہر بخوالی آغا کرد

چین کدو کر ملوک عجم

وز قیصر ملک باز کرد

اگر تیردورید اگر مرد و شست

نظر بر فلان نو چو شست

تاریخ مجسمین لکھا ہے کہ جب ظلم و تعدی افراسیاب کی

ہر سے گذری کشواد اور قبیہ پہلوانان پیشہ راہ باہم مشورہ کر کے کہنے لگے کہ بہت حرکت سلسلہ خنجر و شمشیر ظلم کی نہ خیر جو گلو گلو ہے قلعہ منوگی اور قارن خوش تدبیر کی مصلحت یہ ہوئی کہ قاضی غزنوی پانچ سو چودہ ایرانیوں سے بے گستاخ و ادھوکہ کو قیدیوں کو رہا کر کے یہاں قدم نہ بچھڑائیے تا مگر حضرت بجا لائیں اپنا حق ادا کر لیں جس نے اس بات کو پسند کر کے ایلیچی روانہ کیا تا مگر بروہان پوچھا غزنویٹ حال سے مطلع ہو جواب دیا کہ اگر زال فرخ قال اس طرف کو آئے تو اس سے کاسرا انجام دے تکلف ہو جائے یہاں میر نے جواب دیا کہ جواب اے کیا دون لوگوں نے زال کو آگاہ کیا جہاں پہلوانان یہ سن کے بے تاب ہو ا میر کہا وہ کون ہے جو اس محم کا تکفل ہو یہ ناموری اس سے حاصل ہو کشواد نے بادل شادی مقدمہ قبول کیا زال نے کچھ فوج ہمراہ کر کے روانہ کیا جس دم غزنویٹ نے کشواد کی آمد سے آگاہی پائی حسب عہد قیدیوں کو رہا کیا خود کو کارستہ لیا کشواد کی تمنا برآئی اوں سب کو ساتھ لے کے زابلستان میں آیا زال کو مسرت تازہ حاصل ہوئی سران سپاہ نے پیشوائی کی بعد از ملاقات و حرف حکایات سب نے باہم نود رکھا تا مگر یہاں کیا

دینا کہ سلطان کشو نکلیں

دینا کہ شہر لودہ نود رکھانند

دینا کہ غالی شہر از شاہ تخت

دینا کہ شہر ملک سرحد

اسی عالم میں یہ خبر ہو چکی کہ افراسیاب نے غزنویٹ اپنے بھائی کو بعلت برائی ایران جان سے مارا غضب تازہ برپا کیا اس کے ہر عضو کو مثل حروف تہجی جسے جوڑا گیا یہ خبر محوش سننے آتش شتم غضب کا آئینہ سینہ میں زال کے شعلہ زن ہوئی شدت سے خرین لول ہوا بجا بجا فوج کو ناسے لکھے اسباب جمع کرنے لگا سلمان جنگ جلال میں مشغول ہوا میان سلطنت و افراسیاب کا قرار پھر مرگ رزوا و حکمرانی کرنا سب افراسیاب کے چہرہ ہالی رستم کی لڑائی بروز ہایوں نود بخت نہ بیامد یہ کہ بعد ازاں تخت پہ پہلے پارس کو تین کر کیا پھر افراسیاب کی تدبیر میں ہوا وہ تاب جنگ لایا بھال کے توران میں شہنشاہ کے پاس آیا پانچ برس نود شور سے سلطنت کی زیادہ مدت اہل خنجر ہی کر شاد او سکا بیٹا بعد پد رسر سے سلطنت پہ جلوہ گر ہوا البتہ یہ فیرو سال چھار طر یاب کا حکمران ال تھا اور شہنشاہ قیست ال غزنویٹ افراسیاب سے تنگ تھا اس قدر بیزار تھا کہ اس کا منہ دیکھنا ناگوار تھا جس پر شہنشاہ نے

سنا کہ فرو کی شمع حیات و مرقا سے گل ہوئی سلطنت کی روشنی اندھیرے سے بدل باکھل ہوئی کرشماتِ لہو کا کم سن آنسو کا دن ہے افراسیاب کو رو بہر و بلا یا تعمیرِ محاف کی تدبیرِ مصاف کی فیر و سیر

از ایران برآمدن سرخوش	برآمدن کهنه بران کجوش	ز دست کینا قیام و آب	بکی لشکر ساختن ریاس
-----------------------	-----------------------	----------------------	---------------------

ایران کے رئیس صدا حیات، وصال نال کے یہاں سے افراسیاب کا حج و تاب لشکر کا حساب بتایا نزال نے کہا

الکی بار رستم نامدار کو بچھڑو گنگا فروری

ملاکای عشق مستیخ دور از
کزو گیسو خواب رام باز
میگردد خسته پشت بزو
ترا نزد شیران رکمن دور

چنین گفت رستم به پسران سام
که من رستم و آرام و جام
زال خوش اقا خوش هوا رستم نه اسباب

طلب کا اگر تمام اوس ملکی نام کو دیا سیکے میں سے اوٹھا مال سبزا اور پلہ شاہی و الیہ کے لئے

کھوڑے کی سڑکوں کے کٹے مانعہ رکھنا وہ سڑک گاہ عرصہ مرابک گاہ سنانے آئی اور وہ گاہ

ملو الامم که نظر سے نگہ رانجہ ملتے ہستند کہ ان کو دیکھ کر اس کے کونکے

اوسکا بروکر ہوا تاکہ اگر کچھ گڑبگڑ نہ ہو تو اس کا سہرا لگا دیا جائے اور خوشنواز کے ساتھ

منہ سے اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اس کے

یہ کو چار دروازوں کے قریب ہوتا ہے۔ خون سیاہ ہے یہ سب سے بدرونی

سید احمد علی بیگ
سرکش احمد به بند
بجای سیران مادرش
میرزا اسفندیار

عزیز و مہربان

جیہذا تہا اسلام جبکہ فرمایا انکے انہو

۱۰۰ پرسوں پر سیکھ کر سیاح کے محلے کو لوچا اور دن کے بعد نال کو تباہی کی بینڈز رسم کے پاس باوقار یا نال کو

سلطان خرد سال کی طرف سے لشکر کشی کر کے اپنے فوج پریمی سنائی یعنی نسل فریدون سے ایک بادشاہ علیہ السلام

بناؤ کی بناء نام کوہ البرز میں ایسا دی شوکت عالی بہت با عدل و داد نظر نہیں آیا یہ فرودہ شکیں

۱۴۴۴
 ۱۴۴۵
 ۱۴۴۶
 ۱۴۴۷
 ۱۴۴۸
 ۱۴۴۹
 ۱۴۵۰
 ۱۴۵۱
 ۱۴۵۲
 ۱۴۵۳
 ۱۴۵۴
 ۱۴۵۵
 ۱۴۵۶
 ۱۴۵۷
 ۱۴۵۸
 ۱۴۵۹
 ۱۴۶۰
 ۱۴۶۱
 ۱۴۶۲
 ۱۴۶۳
 ۱۴۶۴
 ۱۴۶۵
 ۱۴۶۶
 ۱۴۶۷
 ۱۴۶۸
 ۱۴۶۹
 ۱۴۷۰
 ۱۴۷۱
 ۱۴۷۲
 ۱۴۷۳
 ۱۴۷۴
 ۱۴۷۵
 ۱۴۷۶
 ۱۴۷۷
 ۱۴۷۸
 ۱۴۷۹
 ۱۴۸۰
 ۱۴۸۱
 ۱۴۸۲
 ۱۴۸۳
 ۱۴۸۴
 ۱۴۸۵
 ۱۴۸۶
 ۱۴۸۷
 ۱۴۸۸
 ۱۴۸۹
 ۱۴۹۰
 ۱۴۹۱
 ۱۴۹۲
 ۱۴۹۳
 ۱۴۹۴
 ۱۴۹۵
 ۱۴۹۶
 ۱۴۹۷
 ۱۴۹۸
 ۱۴۹۹
 ۱۵۰۰
 ۱۵۰۱
 ۱۵۰۲
 ۱۵۰۳
 ۱۵۰۴
 ۱۵۰۵
 ۱۵۰۶
 ۱۵۰۷
 ۱۵۰۸
 ۱۵۰۹
 ۱۵۱۰
 ۱۵۱۱
 ۱۵۱۲
 ۱۵۱۳
 ۱۵۱۴
 ۱۵۱۵
 ۱۵۱۶
 ۱۵۱۷
 ۱۵۱۸
 ۱۵۱۹
 ۱۵۲۰
 ۱۵۲۱
 ۱۵۲۲
 ۱۵۲۳
 ۱۵۲۴
 ۱۵۲۵
 ۱۵۲۶
 ۱۵۲۷
 ۱۵۲۸
 ۱۵۲۹
 ۱۵۳۰
 ۱۵۳۱
 ۱۵۳۲
 ۱۵۳۳
 ۱۵۳۴
 ۱۵۳۵
 ۱۵۳۶
 ۱۵۳۷
 ۱۵۳۸
 ۱۵۳۹
 ۱۵۴۰
 ۱۵۴۱
 ۱۵۴۲
 ۱۵۴۳
 ۱۵۴۴
 ۱۵۴۵
 ۱۵۴۶
 ۱۵۴۷
 ۱۵۴۸
 ۱۵۴۹
 ۱۵۵۰
 ۱۵۵۱
 ۱۵۵۲
 ۱۵۵۳
 ۱۵۵۴
 ۱۵۵۵
 ۱۵۵۶
 ۱۵۵۷
 ۱۵۵۸
 ۱۵۵۹
 ۱۵۶۰
 ۱۵۶۱
 ۱۵۶۲
 ۱۵۶۳
 ۱۵۶۴
 ۱۵۶۵
 ۱۵۶۶
 ۱۵۶۷
 ۱۵۶۸
 ۱۵۶۹
 ۱۵۷۰
 ۱۵۷۱
 ۱۵۷۲
 ۱۵۷۳
 ۱۵۷۴
 ۱۵۷۵
 ۱۵۷۶
 ۱۵۷۷
 ۱۵۷۸
 ۱۵۷۹
 ۱۵۸۰
 ۱۵۸۱
 ۱۵۸۲
 ۱۵۸۳
 ۱۵۸۴
 ۱۵۸۵
 ۱۵۸۶
 ۱۵۸۷
 ۱۵۸۸
 ۱۵۸۹
 ۱۵۹۰
 ۱۵۹۱
 ۱۵۹۲
 ۱۵۹۳
 ۱۵۹۴
 ۱۵۹۵
 ۱۵۹۶
 ۱۵۹۷
 ۱۵۹۸
 ۱۵۹۹
 ۱۶۰۰
 ۱۶۰۱
 ۱۶۰۲
 ۱۶۰۳
 ۱۶۰۴
 ۱۶۰۵
 ۱۶۰۶
 ۱۶۰۷
 ۱۶۰۸
 ۱۶۰۹
 ۱۶۱۰
 ۱۶۱۱
 ۱۶۱۲
 ۱۶۱۳
 ۱۶۱۴
 ۱۶۱۵
 ۱۶۱۶
 ۱۶۱۷
 ۱۶۱۸
 ۱۶۱۹
 ۱۶۲۰
 ۱۶۲۱
 ۱۶۲۲
 ۱۶۲۳
 ۱۶۲۴
 ۱۶۲۵
 ۱۶۲۶
 ۱۶۲۷
 ۱۶۲۸
 ۱۶۲۹
 ۱۶۳۰
 ۱۶۳۱
 ۱۶۳۲
 ۱۶۳۳
 ۱۶۳۴
 ۱۶۳۵
 ۱۶۳۶
 ۱۶۳۷
 ۱۶۳۸
 ۱۶۳۹
 ۱۶۴۰
 ۱۶۴۱
 ۱۶۴۲
 ۱۶۴۳
 ۱۶۴۴
 ۱۶۴۵
 ۱۶۴۶
 ۱۶۴۷
 ۱۶۴۸
 ۱۶۴۹
 ۱۶۵۰
 ۱۶۵۱
 ۱۶۵۲
 ۱۶۵۳
 ۱۶۵۴
 ۱۶۵۵
 ۱۶۵۶
 ۱۶۵۷
 ۱۶۵۸
 ۱۶۵۹
 ۱۶۶۰
 ۱۶۶۱
 ۱۶۶۲
 ۱۶۶۳
 ۱۶۶۴
 ۱۶۶۵
 ۱۶۶۶
 ۱۶۶۷
 ۱۶۶۸
 ۱۶۶۹
 ۱۶۷۰
 ۱۶۷۱
 ۱۶۷۲
 ۱۶۷۳
 ۱۶۷۴
 ۱۶۷۵
 ۱۶۷۶
 ۱۶۷۷
 ۱۶۷۸
 ۱۶۷۹
 ۱۶۸۰
 ۱۶۸۱
 ۱۶۸۲
 ۱۶۸۳
 ۱۶۸۴
 ۱۶۸۵
 ۱۶۸۶
 ۱۶۸۷
 ۱۶۸۸
 ۱۶۸۹
 ۱۶۹۰
 ۱۶۹۱
 ۱۶۹۲
 ۱۶۹۳
 ۱۶۹۴
 ۱۶۹۵
 ۱۶۹۶
 ۱۶۹۷
 ۱۶۹۸
 ۱۶۹۹
 ۱۷۰۰
 ۱۷۰۱
 ۱۷۰۲
 ۱۷۰۳
 ۱۷۰۴
 ۱۷۰۵
 ۱۷۰۶
 ۱۷۰۷
 ۱۷۰۸
 ۱۷۰۹
 ۱۷۱۰
 ۱۷۱۱
 ۱۷۱۲
 ۱۷۱۳
 ۱۷۱۴
 ۱۷۱۵
 ۱۷۱۶
 ۱۷۱۷
 ۱۷۱۸
 ۱۷۱۹
 ۱۷۲۰
 ۱۷۲۱
 ۱۷۲۲
 ۱۷۲۳
 ۱۷۲۴
 ۱۷۲۵
 ۱۷۲۶
 ۱۷۲۷
 ۱۷۲۸
 ۱۷۲۹
 ۱۷۳۰
 ۱۷۳۱
 ۱۷۳۲
 ۱۷۳۳
 ۱۷۳۴
 ۱۷۳۵
 ۱۷۳۶
 ۱۷۳۷
 ۱۷۳۸
 ۱۷۳۹
 ۱۷۴۰
 ۱۷۴۱
 ۱۷۴۲
 ۱۷۴۳
 ۱۷۴۴
 ۱۷۴۵
 ۱۷۴۶
 ۱۷۴۷
 ۱۷۴۸
 ۱۷۴۹
 ۱۷۵۰
 ۱۷۵۱
 ۱۷۵۲
 ۱۷۵۳
 ۱۷۵۴
 ۱۷۵۵
 ۱۷۵۶
 ۱۷۵۷
 ۱۷۵۸

میں پیش ابھرنے لگے
گیوں کہ شکر ترا خواستند
ہرآن تاج شاہی آراستند

شش مجله این مینو ابرفت خیزان نیرین سارنگفت خیزان نیرین سارنگفت گران سارنگفت

اتفاقاً کیتا د کوہ البرز سے اوتر کے ایک ٹیکرے پر بیٹھا سر کرتا تھا سانس سے رستم نظر اچھپ بردست
 پہلوان غریب سپیری میک زار دوران ہاتھ میں گزر کر ان نشان کیتا کو خواہش ہوئی کہ اس جوان سے
 ہداستان ہوا و ازدی کہ اس صبار قتاری برق کرداری سے مطلب کیا ہے رستم نے جواب دیا شہر یار کیتا د
 کی جستجو سے سرت کا سبب اسکی آند و جتباد نے فرمایا جو تم ہمارے پاس آؤ تو نشان بتا وین یا ملا دین

سر دوسی		چو شنیدنیشان نشان قباد	متمن بخش نشانند آمد چو باد	قباد رستم کی بہت کم
دگر جام بادہ بر رستم سپر	برو گفت کا می امہر دار گرد	پیر یارمن نشان قباد	تو این نام را از کرداری بیاد	
رستم نے کہا ای فرزند خصال میرا پاپ ہے زال سے	سرخ شامی بیار استند	مرگفت و تانہ البرز کوہ	قباد دلاور گرین بارگہ	
بگوش کہ روان خواستند	پدر برید زام زام باد	ز گفتار رستم دلیر جوان	بخندید و گفتش کہ او پہلوان	
زخم فریون مخم کے قباد	پناہ و لیلان ناپست جان	چو شنید رستم فرورد سر	بخند مت خویش نین کر	
کہ از خسرو خرم خان جہان		سرخ تیران بکام تو باد	تن زرد و سیلان ملل تو باد	

التقصی قباد نے وہ جام جو دیا متمن نے پیا احتلا بنا ہونے لگا پھر قباد نے جو خواب میں لکھا تھا وہ رستم بیکان کیا ہے
 متمن چو شنید کہ خواب شاہ زار و فرخ و فرزان چو باد

عزم کی جلد سوار ہوئے فرخ و لشکر نیار ہے فقط شاہ

خجستہ کا انتظار ہو فرخ کہ رستم و کیتا د باخاطر شگفتہ و شاد ہائے راہی تھے سرحد ایران میں ہو بچے فلون
 نام پہلوان کر شام کی طرف سے یہاں تھا انکے آنے سے جو آگاہ ہوا اس کو کے سردار ہوا اور نرہ
 رستم کو مارا لیلان نامدار نے پھینکے جو وار کیا ڈانڈ سمیت سینے کے پار کیا فلون تلخ بخت اتر و ن سرنگون
 گر اجاں ہی ہوا ہیون نے راہ گزری پھر دونوں نامدار عالی جاہ دن کو صحرا میں پوشیدہ رہتے رات کو
 مانندہ از شام تا بچاہ راہ طی کرتے زال کے پاس داخل ہوئے ایک بہتہ پر سامنے اس ماہ دو ہفتہ کو خلیہ کہا
 معانداری کے بعد موبد و نکو جمع کر کے بساعت فرخ و روزید تخت پر بیٹھا یا سلطان کیا ایران زیر فرمان کیا
 تخت پر بیٹھین کیتا د کا رستم کی لڑائی شکست کھانا افراسیاب پانی پیدا
 کا پشتنگ کا پیام صلح قباد کا مان لینا جب کہ قباد والا ترو فرمازا ہوا اپنے سے ساز و سامان
 کی دہشتی میں تامل کیا پھر فرخ و رستم محبت بزم سے سوار ہوا لشکر انراک سو دوچار ہوا پہلے جو صف شکن میدان

نکارا وہ تارن تھا اور افراسیاب کی طرف سے شرماس میں جو اس آیا قارن نے سر میرا ان دلاکار کیا
جھٹ بیٹ مارا کرتا کہ کبھی گلبا یا زال سے کہا میں افراسیاب کو طلب کرتا ہوں اور حکام قبالا کہتا ہوں
زال نے جواب دیا وہ گرگ باران دیدہ تو طفل مار سیدہ ہے اور کسی کو بلانے اور زار زار سے کہتا ہوں انہوں نے
میں جھٹ بیٹا خاں غام بیکار ہے یہ کہے خوش کو ٹھکرایا مثل برق چمک کر فوج کے دل میں ازل سے نکل آیا اور افراسیاب
آواز دی اوسنے جھٹ کے سے نکلے ازراہ تخت و تاج کمر بستہ کمر بستہ کو دیکھا چہرہ کہا تجھے بتیا کر کرنا
ننگ ہے سر میرا ان باند کے لیجا اور گھا تو زایت سے ننگ ہے کمر بستہ نے بھی گزرتا ہے سے رکھ دیا نام
نور زامانی ہونے لگی افراسیاب نے چہرہ زور کیا رستم نے جنبش نکلی ناگاہ میں نے مجھ نے کمر بستہ میں ہاتھ ڈالنے
مثل پرکھ اپشت زین سے اٹھایا اور دشمن دونوں نے غلغلہ کھینچا آفرین نے لگا رستم نے چاہا اسطرح اس نے
منا کو پیش کیا دیکھا اپنی چاکر تہی دیکھا کہ گزشتہ صبا اس کا مضبوط تھا دال ٹھٹ گیا وہ جھٹ گیا

بہنہ کمر زور و جنگ	بدار زل اپشت زین	بہنہ بست بدن پیش تباد	دہر جنگ و زینت پیش یاد
بچک سپہا جنگی سوار	بیامہ دوال کمر انداز	گشت کباب و تار تنش	سواران گفتند گردا در ش

جسد مہم پاتین سکھاتے سے افراسیاب بروی نہیں گزرتا ہوا یہ اب بہت سیاح و تاب کھایا لشکر نے
اجم کر کے بچا یا دونوں طرف کی سپاہ مل گئی تو سرحد انھوں نے لگے رستم نے اوس و زینت عظیم کی ہنگامہ
بیا ہو گیا دریا و شت و رشت دریا ہو گیا صحرا میں سیل و خان و خان تمام میں زن تلوار کا گھاٹ تھا ویا میں لاشے
پٹ گئے تھے نہ کمارہ نظر آتا تھا نہ پاٹ تھا نہ

افراسیاب خیف بادل تنگ چٹنگ کچاس گیا شکست کا احوال کی قیاد کا فراق اقبال نصیر حسرت و یاس

سیان کیا اور ذکر رستم میں ہزار المیہ تقریر کی	سوار می پیدار النسل نام	کوستانش رستم نہاد نام
بیامہ سیان تنگ و رستم	بزدل و شاد اندر کمر بند من	کوئی کہ کجست جوین من
چہرہ بکر و قزم زینت جنگ	کمر بستہ زینت قباہی	رخا پیش قدام گون زری
بران و سر گزشتہ ہرگز	اسی طرح سوار چارہ نہیں ٹھکرا اور فوج کو اوس	

سے لڑنے کا مارا نہیں پیشک سے عجب یہ حال مناضل نہایت سنا سوہنا تھی افراسیاب کا رستم

سیر جی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا سیران و سیر کو سپاہ دار اور نامہ دار کیا اس ضمن میں کانہ
 لکھو کہ سلطنت اور تیرے جوان پرچ منقور سے کیا منو خیر نہ اس کا بدل لایا نہ افراسیاب کی گینہ سلطنت اور تیرے
 کے پورے نکال تاکہ یہ فساد دیر یا ہر گاہ ایک جہان کشیدہ شیر نہ ابھی تک لے سے ہی نہ سیر ہو
 کینک لہو کا دیر یا ہر گاہ لازم ہے کہ تم پر ہر سرخ سو کے تقسیم قدیم پر راضی ہیں باقی ماندہ خویر نکمیں جو
 ملک فریدون کے آئینہ کو تا کننا ریحون دیا تھا تم نے اس طرف کی حکومت ہو دو کہ طرفین سے قتل و خویر زری کی
 کھدو اگر خیال کرو تو ہمارا ایک حصہ ہے جس دم یہ نامہ پیران کیسے قیادت کے پائل یا رستم تو راضی نہوا
 مگر زال و محراب مشورہ کر کے فیصلہ کروا لے تقصیر عمل کے بعد قیادت نے اوس عمل و داد کے ساتھ
 سلطنت کی کہ خلعت فریدون کا نام ہو لگئی جب تک نام اجلا یا اوقات چلدی تیش و حواس میں خلل آیا یا
 بیٹے تیش کیا و اس آرس روم آریں تاج و تخت تو کا و اس کو دیا سلطنت کا الگ کیا اور بڑی ملکات
 کی تاکید کی ملک فریدون کی طرح نہ بانٹ ہی زاب کا حال کر شاسف کا و اگر قیادت کا انار تم
 کی لڑائی ہو جب تک حرم تحقیق و اکٹہ تیار نہ ہو مگر حرم کی بیگناہی ہے کہ جب زاب جب کو
 فرووی نے زولکھا ہے افراسیاب سے لڑنے لگا تو یہ نقشہ ہوا کہ صبح سے تا شام ہنگامہ رستخیز اور مظاہرہ
 و مقابلہ قیامت کا قیام رہتا تھا اور خوب خیمیں آتے سوتے میں چونک چکنا جاتے سات جیمے
 صدائے فار و گز لوہا کی بریل تیر کی گھنٹا سن ملک تیر لایہ رہی، ثوبت یا بخار سید کہ قط عظیم ہوا سبکا حال
 سقیم ہوا طرفین سے دو بروی گنگو ہولی کہ ہائے ظلم و ظم سے یہ روز سیاہ پیش یا ناحی کی خوفناکی نے
 قحط و گرائی کا منہ دکھایا اس تقریر کے بعد سالار ترکان نے جنگ تک کے کے توران کی راہ لی کسی منزل
 پر مقام کر نیکی مجال نہ دیکھی فرووی

جہان جنگی نہ مقرر برک	توران میں فت افراسیاب	پر مقام کر نیکی مجال نہ دیکھی فرووی
-----------------------	-----------------------	-------------------------------------

بارہ برس منو خیر کے بعد ایرانین افراسیاب کا عمل رہا افراسیاب کے معنی جناح طاہر یعنی چکی کا پاٹ
 لکھتے ہیں اور ڈو ذراع بھی اس کو کہتے ہیں جس دم ایران زاب کے قبضے میں آیا اسی برس کا سن تھا اس نے
 تدبیر پرانہ سے جو خویر ابلی لشکر یگانہ سے ملک میں واقع ہوئی تھی سبکی اصلاح کی مستحق اور ورامند و کو
 غنی کیا محتاج فقر کو اشرفی رو یا دیاسیات برس سمیت ہوا قین سے محصول و خراج ملیا نہرین

جو افراسیاب نجد کی تھیں اونکی تیاری کی پانی جاری کیا کہانے وہ وہ لطیف پاکیزہ طبیعت کے اختراع
 کر کے کھوارے کھارے اور کھارے جو کسی دیکھنے سننے میں نہ آتے تھے اور جو غنیمت غراسے حاصل کیا تھیں
 کو بخش دی ایک کوڑی تھانے میں بن جمع کی تیس برس سلطنت قبضے میں ہی جسم مرگ فریب سپوچی کر شاست
 بن یامین بن یعقوب علیہ السلام کا نوہا اسکا بیٹا تھا سلطنت اوسکے سپرد کی اور منافع العلوم میں یہ مرقوم
 ہے کہ زابا و کر شاست بہم سلطنت کرتے تھے اور طبری کی یہ تحریر ہے کہ کر شاست زابا کے وزیر ہے اور
 تاریخ جو میں یہ رقم ہے کہ زابا کے بعد تیس برس تک کر شاست بادشاہ رہا ہے مگر مشیرادیونکی حکومت کا
 کر شاست کمال نہ تھا یہ سپر کیا تو کا سلسلہ چلا ہے بیان کیقتیا و والا نژاد کا افراسیاب سے
 لڑائی رستم کی زور آزمائی اور فتح کیا خون سے پہلے جو بادشاہ ہوا بالاتفاق وہ کیقتیا و کیا تھا

تھا کہ کے منی پہلوی زبان میں جبار میں سے	جبار نژاد والا گھر کیقتیا	شعبہ بودا فرما میں دوداد
--	---------------------------	--------------------------

منوچہر کی نسل سے تھا کر شاست کے بعد زال نے بڑی جستجو سے پایا تاج شاہی پہنچا تھے اوسکے سر رکھا سر پر
 سلطنت پٹیا یا قباد لشکر کی سپہ سالاری سپاہ کی سرداری تھم سنا گویا اور دروغا آخرا مگر کیوں لکھنا افراسیاب کو باہر کی

سپاہی ابریکوہ دیدار	سپاہی زشمارا خرافزون	سپاہی انجاسا عقدیرن
---------------------	----------------------	---------------------

جمع کر کے رستم زابلی محراب کا بلی قارن پلٹیں گشتا و صف شکن کے ہمراہ کی اور آپ تمام پہلو انان ایران
 بعد شوکت نشان ہمراہ رکاب ظفر انشاب لیکے اوزکے بعد چلا اور سا لاکر کان یہ خبر سنکر لشکر مصرعہ

زیا و موزفرون ازمنخ	لایا اور تیار پنج معجم میں لکھا ہے کہ جب صفیر آراستہ ہو چکے ہیں تو رستم پلٹیں گزرتوہ شکن
---------------------	--

جانشان ہاتھ میں لیکے سر میدان نکلا اور جو سر جلاوت اور فن سپر گری حسن علی اور جلاوہ گری سے کہا کیا افراسیاب
 حوصلہ بلند ہے ہوا صلح کا بند بست ہوا اور قباد بھی برہم آیا فرمایا کہ ملتیں دشمن مقہور راہ غور سے اگر نہ سنے تو وہ
 دین کے تلافی جسکی ممکن نہوا قصہ بعد فتح افراسیاب ملکات بختیہ میں آئے ان کے سپاہیوں کو غارت گرا کر ان کا عطا فرمائے

درم داد و دنیا ریت و غیرہ	الو در زور کلاہ و کمر	بیا راست پلان گدو کلاہ	شکا و چو اترن اور چوکوہ
کیجا مہ شہر ایران بزر	زیا قوت پر کردور و گھر	فرستاد و دیکہ ستان سام	کہ بخش مرز پر خرون لوکام
اگر شہر زندگانی دراز	نژاد ارم اندر جان کینا	رستم نے دست ارمیاد بے زبان	و عا شامین کھونی لفظ

لہجہ انجی میں بے گشاہ	اگر عورت تھانہ کرمان ارم	و اگر بیکہ درون خود منت	چونکہ گشت آستان ارم
-----------------------	--------------------------	-------------------------	---------------------

وہاں سے فارس میں آئے ایک سچے مین بس سلطنت کی بیبیا کہ شیوہ مقبلان و مسخت صاحب دولتان روشن دل ہے
اوسط طرح پر عدل کی داد دی نیکنامی سے زندگی بسر کی بعد زاموری حاصل کر نیکی جب زمانہ کو چکا
اس مقام سے قریب آیا تو درگاہ نیردان میں پناہ لی بدو اوس سے چاہی اور کہا منظم

از جو خود دردم سچ سود	اچہ کروم اچہ گنہم سچ بود	چون توانستم نہ انستم سود	چون بد انستم نہ انستم بود
پھر کیا کوس طاب کے نصیحت کی جیسا فردوسی اولما ہو سہ		و دست سازش جز نزدیک گشت	زبان کند و چنان اشنایا یک شد
بدست کا نہ بزرگ	بہ پیرم و خواہد سچی بزرگ	سگاہ کا اوس کے رانجواند	ز داد و دوش چند بر و براند
بزرگفت بزرگواریم رخت	تربسیا کا بابت بردار تخت	اگر داد گرانی پاک لے	بیابی نکولی بہر و در لے
در اگر درست را بدام	براری کی تیغ تیز از نیام	یہ بھیجے کے سرے سے فنا ہو اند کو را و سکا فساد ہوا	

لقب و سکا دل ہے الیاس و سچ اسماعیل و حقیق علی بنیاد علیہم السلام اوس کے بعد دولت میں مبعوث ہو
اوس نے انکی ملت قبول کی تاریخ گزیدہ میں ہے کہ کوس و فرسخ کا تعین کیا ہے ہے اور بیت السلطنت
اصغرمان تھا اور قاضی بنیاد نظام التواریخ میں لکھا ہے کہ ہمیشہ کتاب جیون و رشک فریدون ہوتا تھا و ان
رات اوس کو افراسیاب و ترکون کا خیال تھا بزرگ جہاں تھا ہوا کا گدراوس گھاٹ پر محال تھا
کا کوس کا مازندران جیسے پھیجا نا رستم کا ہفتخوان کی سہ سے آگے چھڑانا سیف و دیو کا
قتل مازندران کا عمل پھر مازندران کا عزم چکا کوس بگرفت گاہ پیر پڑ مر اور اجمان بندہ شد
سر سبز ایسا شاہ نیک سنا و با عدل و داد تھا کہ فوج خوش عایا کا دل شاد تھا باپائے کے طریق پر قدم
باقدم تھا کوئی اندیشہ نہ تھا ملکات زریر آباد کوئی فتنہ نہ تھا و ایک روز کوئی خوش الحان مازندران کے
دار و ہوا گانے بجانے کہ پور اوسے مازندران کی تعریف بہت کی کہ ہوا و ہوا کی طرح افراسیاب پر بار وشت و
صحرے شہر بنی انیس ہے ایران سے برس ہے گرد حصین حصین بفر و گمین مذی مرد و مردار حسین بیکہ زہرین اس چرب
زبانی اور لسانی سے تقریر کی کہ کا کوس کی طبیعت پھیل گئی زہر و امیر حوران پیر جو جو صحبت اور شیر تھے اوسے
فرمایا کہ صحبت تم کو بہت عرصہ جوانی و نوش کا غل سا چلے معرکہ زد و کیمے صدائے سیفر قرعے مازندران کو

فروری کا اوس سرزمین کو تخت حکومت لاؤنگا جس نے دست بستہ عرض کی جیسے وہ شہر اور شہر بار
 کون کتا ہے کہ قابل سیر ہے دیو اور ساحر و کاوٹن بلا کا سکین یہ سابق کے شاہان نامدار کو اس نام انکار
 تھا کاؤس نے سطلق کیسکا کا ناما غم با مجرم ٹھانا اور دوس گستم دگیو وغیرہ جو جو مقرب بادشاہ زندہ
 حال سے آگاہ تھے روک نکلے مگر یہ صلاح ٹھہری کہ زال کو بولائے شاید اس کے کہنے سے بادشاہ سفر
 پر خطر موقوف رکھے جسے متفق یہ حال زال کو لکھا وہ سنتے ہی روانہ ہوا کیا کاؤس کو زال کی آمد معلوم
 ہوئی سردار استقبال کو گئے وہ آیا شدہ زمین بوس بی لایا اور دمر احم شاہانہ ہوا کاؤس نے
 حال پوچھا قیل و قال کے بعد سفر کا تذکرہ کیا زال تک حلال نے منع کیا بہت سمجھا یا بادشاہ یہ جواب دیا

جہان افروزین دیار دست	سیر زید دیوان شکار دست	تو بارستم انون بہا بندار دست	انگبان ایران دیار دست
سیک شہ زال پرورد کرد	دل از رفتن غم زد و کرد	کاؤس کے میلا دو کو جاشین کرے	مازندران کارستہ سیات
میلاد پر دیار ان زمین	کلید در گنج و تخت یگین	اور گئے کو پہلے با سپاہ فراوان	سوزان عدنان داد کیا

کہد یا کہ جب سرزمین اوس کی پہنچے تراعت ہو یا باغ سبکو بلے چراغ کرنا اور جو شخص نظر پڑے قتل یا گرفتار ہو
 تاکہ وہ سرزمین کیسے خراب خوار ہو انصاف فرمان کیونے تادرا زندران آدمی قتل کیے ملک ایران کیا
 کیا کاؤس بھی متصل جاپو پناو کم ہا نکتاب جنگ کاؤس لایا یا قلعہ بند ہوا اور دیو پیچیدہ دیا ہی نامہ لکھا
 کنون کرنا تھی تو فریاد رس

نہی زاندران نہ کسرا

دہ یہ لال ہوا فوج خور آیا ایک ایک یوفیل سیماہ مستحق جنگ رنجواہ ایران کے جوان اونکی سیات سے
 مہلت کھائے متر دو اور ایران پھرے القہہ ایک ہشتہ میں لشکر کی صفائی ہو گئی کچھ نہنگ اجل بند رہے خبر
 ویشتر ہے باقی کاؤس کے ساتھ ایترے ارزنگا کو سپرد کیا کہ کیا کاؤس کو فوج سے جدا قید برنج
 کرنا اور ایرامیون کے جدا بند کر نیکی تبریکرنا بارہ ہزار دیو فوج خوار چکیدا مقرر ہو کاؤس کے گرفتاری
 سے پہلے سامان بردیکے زال کو نامہ لکھا تھا کہ از راستہ کہ راست تیرے کہنے پر عمل کیا
 اہ صد آہ روز سیاہ پیش آیا جو قوت زال کو یہ خبر پہنچی گریان پارہ کر کے سر کٹے مارا خرو جی

چو تیند بترن میر پوشت

رودین داشت نامزد

مگر پوشتیہ ارہ

سسم کو بلا سکے کا حیف ہے ایسا

فرمانروا دین اثر و بامین تمام بلامین گرفتار ہو کر سطر جی کو آرام و قرار ہو میں ضعیف و زایل ہو گیا کہ ہر
 تو فضل الہی سے نوجوان اثر و پہلو ان خوف [ہما کا لڑ بھڑاں کارزار] [ترار و ایند پر و دگار]
 رستم بعد الم اوسیدم عازم ہوا زال سے کہا خوف یہ ہے کہ راہ دور دراز ہولناک ہو گا اوس غم و غصے سے
 ہلاک نہ ہو جائے بادشاہ غیور راہ دور زل سے کہا دور رہے ایک سترہ تو سفر کو یہ تو آگاہ ہو دوسری جانب
 بہانہ و ذکی راہ ہے مگر خطر عظیم ہے ہر منزل میں مقام خوف و بیم ہے خوار و شیا عیاں رستم نے کہا فروسی
 تن جان ہمارا سپہ سالار [طاسم ہم جاو ان بشکم] [زال نے بعد گریہ و زاری سنت ماہد کا حاجت روا]
 اوٹھا کے مدد چاہی اور رستم کو نصرت کیا پہلی منزل رستم فضل نہوان پر نظر کر کے سیستان کے روان ہوا
 اسی راہ پر خطر کی طرست تمام دن روان ہوا چلا گیا آخر شام پہلو ان ایک نیتا میں پہونچے چشمہ خوشگوار
 نظر آیا گور کا شکر کیا وہیں کہا لگائے خوش کی گام اوتا کے چنے کو چھوڑا آپ کہا بکھار کے لب چشمہ بہا افضا
 وہ مقام ہر نوجوان شام کا تھا شام کو وہ جو ایسا ہی جگہ پر ایک سترہ زبان کو سوتے پایا اور گھوڑا بھی نظر نہیں پڑا اسی حکم کیا
 سچو خوش نشان پیدا دمان [چو آتش بخیزد خوش آفرینان] [دوست را در دبر سرش] [ہما تیز دندان بشیاد درش]
 غمناک خوش نے شیر کو زیست سے سیر کیا ماسے نا پون کے زمین پر ڈھیر کیا رستم جو اوٹھایا مبرا دیکھ کر خوش
 پر خفا ہوا کہا تو اگر زیون و زار ہو تو زمین پر گزرو و کند لیکے کہ سپہ سوار ہو تو دوسری منزل دوسرے روز
 دم سحر پہلو ان اثر و در سوار ہوا شام تک پالی کہیں نظر نہ آیا پیاس کی شدت سمیت گھبرا پڑا زارنا دیو بات
 یدر گاہ عالی پر آرمندہ حاجات کی دعا کہتے دین سے ہرن رہبری کو آیا اور آہستہ آہستہ ایک سمت کو چلا
 رستم یہ خبر سمجھا اچکے ساتھ ہوا ایک ساعت میں ہرن نے پیش قدمی کر کے خردار بر سر چشمہ دم غرار
 پہونچا ویا رستم نے پانی پیا وادار کا شکر کیا اوس و ز بھی گور کے شکار سے تمام دن کی ہو گا افطار کیا
 گھوڑے کو چھوڑ کے سورہا نصف شب جب گزری اثر و دریدہ وہاں شعلہ نشان پیدا ہوا فروسی
 چکر مازان اثر و ہا و درم [بہفتاد گز بود از دم بزم] [خوش نے اوسکو دیکھ کے ایسی آواز دی کہ رستم کی
 اکٹھے کھڑا گئی اثر و تو آواز سن کر زمین میں غائب ہو گیا رستم نے ہر طرف نگاہ کی کچھ نہ کیا گھوڑی پر چڑھا کہنے
 کیوں گھایا پھر سورہا ایک دم کے بعد وہ راخونہ را رہنے لگا گھوڑے نے فل جی یا رستم اوٹھ بیٹھا ہر چہ چنے اس

برہمن جو اس کی کیا کچھ نہ پایا گھوڑے سے کہا اکی بار جو چوکی تو اندر ہی سو گیا تو تیر شیش سو گیا کہ کسے لیت رہا
وہ سانپ پھر نہ سو سوا خوش چکا دیکھنے لگا جب رستم پر آنا گھوڑا سانسے ہو جاتا اہٹ کر رستم کی آنکھ لگی
کہ از در کوہ پیکرے تجھ پیکر تلوار لگائی خطہ پڑا کمال میں بھی نہ درائی ایشیے نے یہ قصہ کیا کہ آدم سے پہنچنے
نخل طائرے رستم نے انگر جا کے چاہا کہ انگرے کو خوش ملے

بدیر بچوں پر دھو شیر	برہمن و شہ پلوان دیر	برہمن و انداختن سرش	ہلید گوش در انداختن
----------------------	----------------------	---------------------	---------------------

رستم اور حکاقدیش کے حیران ہو ابعد عجز شاخو ان یزدان ہوا تیسرے کوچ پر کوچ تیسری منزل سخت کڑی
سانے پڑی دو گھڑی دن ہے مقام دھسپ نظر آیا چشمائے آب وان دیکھنے صحرانہ نگہستان پایا مقام
کیا دیکھو تمام کیا گھوڑا سبزے میں چوڑا آپ لیت ہاشام کو عورت پری پیکر ملامتی دسا غدار دہلی ایک
بات میں شراب کا پیالہ دوسرے میں حضور بہت اعلیٰ رستم نے پاس بٹھایا اختلاک کیا وہ قلع شراب
ناب پایا یہ نہ سمجھا کہ سارہ ہے اسکا حال پوچھا کتنے لگی شباب کے سن کے کہ وہ وہ ب کے دن ہوتے ہیں
صحبت بشکر اوکین نرا شر ہے کنارہ کیا عبادت عبود کو دامن صحرانہ اختیار کیا تو کون ہے کہاں سے آیا بحر
رستم پہلے حمد خدا پر زبان لایا اور کچھ کہتے نہ پایا تھا کہ ان سے بل کھایا تیوری چڑبالی روکھی صورت
بنائی او سوخت رستم سمجھا کہ یہ بادور گئی ہے غور مضبوط باندھا کھانچ تا تو کون لگایا رہا یا کہ میں سنو ہوں
مجھے قتل نہ کرو تو کہے گا وہ بجا لاؤنگی بہت کام آؤنگی رستم نے کچھ نہ سنا ڈکڑے کیا ابھی سو رہا
چوتھی منزل جبکہ مسافر مغرب مطلع مشرق سے نمودار ہوا رستم سوار ہوا ایک شست تیرہ تارین گدا ہوا
ہول سے آفتاب و دھرم جاتا تھا ہر طرف اندر نظر آتا تھا رستم راہ بھولے ایک میں سبزہ زار میں
جا بکھا چشمہ آب بھی آب و تاب کا دیکھا راہ کی کسل سے اوڑپڑا خیر میں خوش کو مطلق العنان کیا اپنے
سوئے کا سامان کیا وہاں کا گھمبان جو آیا رستم کو خواب غفلت میں پایا بے تکلف چوبست پاؤں
لگائی اور کہا تو نہیں جاننا کہ یہ دشت اوس پہلوان ہر دشت کا ہے کئی داوہے نہ فرما دینام اوسکا
اولاد ہے اوسکے خون سے اولاد آدم کا تو ذکر کیا پرندوں کے پر جلتے ہیں قوی ہر کیل دیو بیابان
نہیں چلتے ہیں رستم نے اوس مکان سے اوجھکے دونوں کان اوسکے پکر کے مکان خود ہی

جڑ سے چھوٹ گئے اور ساتھ ساتھ چھوٹ گیا کئی دانت ٹوٹ گئے بھاگ کر اولاد پاس پہنچا اوصاف فرج
شکا کھینا تھا شربت بان کو لہو لہان دیکھ کے حیران ہوا جہاں ساغی میں بہاں رسم قریب کے کہا

کہ جلد اپنا نام تاکہ ایسے ہاتھ سے گناہ تمام نہ ہو

پیر لو چھا تو کس راہ سے بیان آیا رستم نے جواب کیا اے نادان ہتھوڑا سے میں بلا عنایت نروان کے

بے گزند ہو میں آج تیری باری ہے یہ کلہ سنکے اولاد گہرا خوف کھایا فرج سے کہا اسکو قتل کر دے

جانے نہ دو چار طرف وہ گھر آئے تلوار چلی بروے زمین ہزاروں سر کے لشکر پر لگندہ ہو کے فرار ہوا اولاد

بھاگا رستم نے تعاقب کیا جان بچا نہ شواہو پایا پچوین منزل آ کر کار پانچوین منزل میں رستم زبرد کیا

ایک جھٹکے میں ڈھیل بند بند کیا دونوں ہاتھ باندھ کے ساتھ لیا راہ اوس گمراہ سے پوچھی تھکے مارے پر

چشمہ سرد و شیریں لایا رستم اوتر خورش کو کھولا اولاد کو درخت سے باندھا نیل کا وادہ ہر اوس سلتین

نے شکار کر کے کھائے اور کھیلے سامنے آئے کہ یہ منزل بھی اولاد کی تھی پھر رستم نے کیا وکیل مال

پوچھا اولاد نے سب قصہ مفصل سنایا رستم نے خنجر کھینچ کر چاکا اوس کا تن ہر جہاں ارون شفا عتواہ

ہوا رستم نے کہا اگر تجھے قتل نہ کروں مجھے کیا فائدہ ہو گا اولاد نے قسم کہا جانفشانی کو ہمراہ ہونگا

سیانکی راہ دیو و نکی رسم در راہ سے آگاہ کرونگا رستم یہ سنکے خوش ہوا اولاد کو کھول دیا کیا جلد

بے چال نعام دو گنا تیر جو وصلے سے زیادہ کام دو گنا اولاد نے کہا جس پر مار میں کاؤس قید ہے وہ

نزدیک ہے مگر دور دور تک نیز بہت پاسبان ہیں ہر دم سراہ نگران ہیں دوبارہ سے فیمل مستحق رہو

فیمل فلک سپت نظر آتا ہے دور وہ کٹر زمین بان اور پٹے سونڈین جڑ میں چل جو ہوا کا چلنا محال ہے ف

خندید رستم بجفت راو بد گفت گرامنی راہ جو برہمنی تو کر کیا تن سلطان چاہیران ہمارا انجن

غرض کہ اولاد کی رہبری سے ایک دن رات راہ طے کی آدمی رات کو سپا پر روشنی نظر آئی رستم نے کہا

یہ کیا جلتا ہے اولاد نے کہا مازندران کے شہر کا دروازہ ہے سفید دیو یہ آتش افروزی دلسوزی سے

کر رہا ہے رستم نے خورش سے اوتر کے سخن کا قصہ کیا ہم خیز اولاد سے عہد پیمان تھا دغا کا نہ گمان

معا الا اعتبارا دشمن سمجھ کے درخت سے باندھ دیا چھٹی منزل صبح کو مکر باندھی اولاد کے ہاتھ کھولے

بیاض خوری راوٹے کی تھی اولاد بہت گہرا گہرا لہذا درمیان میں ہوا اور رنگ کیو کاغذ قریب ایک رستم نے ف
 کے فخر زور و میان گودہ | کہ گنتی ہزار زور دیا کو وہ | برون جیت خیر از رنگ دیو | چاند کو شش از زبان

ارژنگ نے اُسے رستم کے کمر بند میں ہاتھ ڈالا متعجب نے ایک ہاتھ سے شانے کا نشانہ بنا کر دوسرے
 گردن پکڑ کر دھڑ سے ٹھینچ کر دیووں کے غول میں دھڑ سے پھینک دیا دیو کھٹکے بھاگے کسی نے مقابلہ
 کیا میدان مصافحہ کیسوں میں ہو گیا رستم پہاڑ پر چڑھا جہاں کاوس قیر تھا اوس طرف بڑھا جو جو چوکیدار
 تھے رات بھر بیدار تھے دم سحر ٹھنڈی ہوا پا کر سو گئے تھے رستم دیکھا کہ کاوس نامدار کوس کی بخی میں گرفتار ہے
 اور کیا کاوس نے جو دیکھا ہنس کے اٹھا کر لپٹ گیا رستم سے سبکا حال ہو چھا اوسے بیان کیا جہاں پہاڑ
 زنجیر کاٹنے کے خیال میں تھا کہ دیو چپکے خبردار ہوئے بیدار رنگ افس گودہ کاہر وار تھا مقابلہ کو آیا پلٹیں
 نے ارژنگ کا سترن سے جدا کرنا ہفت خان سے گزرنا کیلئے کہا اب سفید دیو کی اصل میرے ہاتھ ہے
 اوسکا مار ڈالنا کیا بات ہے تو اپنی جان مفت کیوں کھوتا ہے ملک الموت کے روبرو ہوتا ہو یا تین شے
 بیدار رنگ کے دل میں رستم کی ہدیت چھا گئی بدخواہی اگلی ہنوز رستم کی تلوار نکلی تھی کہ اوسے گردن
 خم کی ہتیار کھولے سائے رستم کے اطاعت قبول کی ملازمت حصول کی رستم نے دلاسا دیا اوسکا
 اطمینان کیا دیو سفید کے قتل کا سامان کیا ایک دیو دہانے راہ بتا نیکو ہمراہ لیارات کو چلا گیا مجمع
 اور انہوہ نظر آتا رستم اولاد سے مخاطب ہوا وہ بولا دیو سفید کا لشکر تمام رات یہ جاگتے ہیں صبح کو سوتے
 ہیں نہ بیدار نہیں سوتے ہیں تم سنے ہاں تامل کیا ساتویں منزل جہدم روز روشن ہو پلٹیں
 گزریکے جھپٹا اور راست چپ چپا جھپ گزرا گانے لگا بہت تو سوتے کے سوتے رہے کچھ چو جاگے
 رستم کی ضرب اٹھا سکے دھڑے نوکر مہاگے کشتوں کے شیشے ہو رہا رہا رہا باقی ماندہ فرار ہوئے
 رستم سفید دیو کے سر پر زبان اجل یاد بھی غائے نکل آیا رستم نے ایک ہاتھ میں اوسکا پاؤں کا لادو گہرا لپٹ گیا
 کشتی ہونے لگی قضا اس کے سر پر رونے لگی سیا شک ہو کر دونوں تھکے تھکے ہو کے تھکے جگمگے

زور و شورش ز بھیر | بگڑوں کو زور و دھندلیر | زور و زمین بچہ شیر زبان | چنان کر سن اور برن زبان

اولاد بادل شاد گرد و پراچہ کرافت مازندران اور خلیجی کی کاوس شہنشاہ ایران مبارک رستم نے جواب دیا

بفضل نیروان حاکم مازندران سمجھے کرونگا اولاد بن تفکر سے آزاد ہوا پنج و ظفر وہ دیو کش از در کاوس
 کی خدمت میں حاضر ہوا الہی کا حال سفید دیو کا حال اولاد نے مشرہ عرض کیا فردوسی
 پروا فرین کرد کاوس شاہ کہ بے تو مبادا کلاہ و سپاہ

آن کا ماسپلا انون کی رہائی ہوئی ایک سخت مرصع اور مطلقا رستم کے روبرو لایا رستم نے کیا کاوس کو
 تخت پر بٹھایا طوس فرامرز گودرز کیورہام گرگین گردھن بستہ کبھے بجے دست راست تھمق کر سیا
 زرین پر با گرین ہوا بیدار رنگ دیو کا پر ابانکے روبرو آیا جانو دکھایا پھر جن کی تیاری تھی اکیفہ
 شرب کباب پانچ گانا جاسیہ بھگفانہ رہا اسکے بعد کاوس نے فرہاد کو برسم رسالت شاہ مازندران کے
 پاس بھیجا اس مضمون کا نام لکھا کہ بعد شکر روبرو دگار و محمد خالق لیل و سنار و افغ ہو کہ وہ شیر خوجا کو
 زبردست زیر کیے رستم نام سپرہ سام بیان مفتخو انکی راہ سے آیا ساتون منز لون میں مقام کیا کھکھا سا
 شے کی طرح از رنگ نیو کی گردن توڑی سفید دیو کی فرج زندہ پھوڑی اور سفید دیو کو اٹھا کر سر سے
 بلند کر کے زمین پر ٹپک یا تن سے سر جدا کیا اگر آبادی ملک اور اپنی زیست اور سلطنت کے کار ہو دست
 بستہ حاضر ہوا لاندون میں متین غر و قار ہونین تو شہر لئے گا تخت چھٹے گاتن و سر جدا ہوگا بہت بڑا
 ہوگا نہ خیر نظر لئے گا نہ تاج سے گا ملک با سراج ہو جائے گا تو گور و گفن کو محتاج رہے گا جسم نامہ
 شاہ مازندران کے پاس آیا مضمون شے بہت چ و تاب کھایا جوابے یا سالی میں خیر تھا ملک و وزیر
 تھا اب مثل سفید دیو اور رستم بہت سے خادم رکھتا ہوں ابکی بار وہ قید شدید ہوگی جس سے
 بیجان ئیے رہائی نظر نہ آئیگی فرما دے نیل مرام جان شیرین تلخ کامی سے بجا کر حاضر ہوا اور اسکا جانا
 پہلوان کا عالم سطر سے بیان کیا کہ کاوس حیران ہوا اور انکا سامان ہوا رستم نے رنگ و شکل کہا کہ ابکی بار نامہ لکے
 ہم جائیگی اپنی سونے کی شرب و بایا لینگے القصہ نامہ لکے چلا شاہ مازندران کو خبر ہوئی فرسودہ

فرستاد چون بہر درزم کہند و بفرستد خست خم | وزیر اندون بارہ کاخرن | کہ زندہ ہل گوی برتن

شاہ مازندران نے پہلوانان نامی گردان کر امی استقبال کو بھیجے رستم نے اونکو دیکھ کر غرت
 اوکھا لیا نیزی کی طرح ہلا تا چلا وہ پہلوان جب قریب آئے فرخت ہاتھ پھینک دیا کہ بے ادب

اوسکے تلے دب گئے یہ سنکے کلاہور نام ہزار ہر دست پہلو ان تھا شاہ مازندران نے اوسکو بھیجا
 کلاہور سے پنجہ ہوا کلاہور کی تفریڈالی اوسنے دست شکستہ جا کے سر دست بادشاہ کو دکھایا کرنا
 ہیبت میرے ہاتھ سے یہ صدر ہو چکا اسی گفتگو میں رستم نامہ لیکے دو بدوہوا اور سخنان درشت
 بر زبان لایا شاہ مازندران سے اور تو کچھ نہ سو سکا غصہ کھا کے خلوت میں اوٹھ گیا رستم کا اوس کے
 پاس آیا دوسرے روز سامان جنگ رست کر کے کا اوس سوار ہوا شاہ مازندران یوونکی فوج لیکے نکلا
 ایک ہفتہ دونوں لشکر خوب لڑے طرفین کے لائے لگتے کشتوں کے اٹم لاشوں کے دھیر تھے
 باقی ماندہ مشتاق اجل نیست کیے تھے آٹھویں روز رستم بگڑ کے میدان میں آیا شاہ مازندران پر پیچ
 لایا جو فیل مست ہو رہا اگر کوہ شکن کے پست ہوا فوج کو درہم و برہم کر کے شاہ مازندران تک تھم پونجا
 ناگمان گزر گراں ہاتھ سے گڑا اگر رستم کا منہ نہ پر کیونے بجتی نیزہ اڑدیا پھر جھینگر دست تھن میں دیا ف

ازان پس تھن بان نیزہ جہت	سوشاہ مازندران رفت راست	راست ہا شاہ مازندران	پہلے لشکر خیر گشت مازندران
ہوا نیزہ زویر مکر بند او	جہا ساخت آن بندویند او	غرض شاہ مازندران کو نیزہ پر اوٹھ کے تمام لشکر کو	

دکھا کر پھینکا ہنوز بر سر زمین نہ آیا تھا جچن ایک ضرب شمشیر سے ٹوٹ کر لے کیا لشکر بھاگ نکلا پھر تو کیا کلاہور
 بقارہ و کوس مازندران میں داخل ہوا مطلب حاصل ہوا باقی ماندوں نے ہاتھ باندھے ہتیار رکھو لے
 پہلو انوں نے امان دی کچھ نبولے بصلاح رستم مازندران کی حکومت اوالانے پالی تھنا دلی
 بر آئی کچھ دن کا اوس کو ہاں مقام کیا پھر مال اسباب بر جو اہر لیکے کوچ کا سرانجام کیا فر دوی
 بجا ہر شہر کے کا اوس شاہ

از مازندران تہا راج و گاہ	مازند کی سرزمین جنگت	اگر کاوش تہا بنی اگرنت
---------------------------	----------------------	------------------------

ستر تالی شاہ ہما واران اور جانا کیا کا اوس کا پاشوک و شان صلح سو دایہ کے
 عقد پر قریب سے گرفتاری رستم کا آنا بعد فتح مازندران گردن کشان دہر سے
 سر جکایا اطاعت شاہ ایران قبول کی ملازمت حصول کی لیکن شاہ ہما واران کو ابدانے گیرانہ فرمایا
 کا اوس کی مٹی منہ پیر شاہ ایران پاشوک و شان جاسو پونجا شہر کا محارہ کیا کیسے گوش گذار شاہ
 دومی اقتدار کیا کہ مٹی اوسکی سو وایہ نام غیرت ماہ تمام ہے بہت سے اوسکی طلبکاری کے سود

مین شری ہوئے اور متاع خوبی کا وصال نہ میسر ہوا بادی گھر ہوا یہ خبر سنکے نادیدہ کیا کاؤس فریفتہ ہوا
خواستگاری کی اور صلح ہوئی اس صلت پر شری اٹھنے اپنی بیٹی سے مصلحت چوچیہ کاؤس سے راضی ہوئے
القصد وکیل میا بخی گئے نکاح کر کے لے آئے کاؤس کو اس کے وصال سے مسرت کمال ہوئی اور اسکے
باپ کو ممتاز کیا زرو مال سب بے نیاز کیا اور سننے قلعے میں کاؤس کو معاف کیا دعوت کے بدلے
دعوت کا سامان کیا سو دایہ اس جہیز سے آگاہ تھی کاؤس کو منع کرتی رہی کہ میرے بچے کے ولیمین
بخاش ہے تیری گرفتاری کی تلاش ہے قلعے میں اگر جاؤ گے پھر کرناؤ گے کاؤس نے نہ مانا بامعروف و خفا داخل ہوا
اٹھنے اکیڈن اور رات کا ناناغ سنایا دکھایا کھانے بہت تختہ عہہ کھلائے رام کیا آخر گرفتار دام کیا ف

گرفتار ناگاہ کاؤس را	ہاں گیر کو درویش طوس را	چو شد رشتانہ دیم جو	سپاہش ایران دندرو
----------------------	-------------------------	---------------------	-------------------

اور جاسوسوں نے یہ خبر شباب فراسیاب کو دی وہ بالمشکرہ راز فرائیران میں آیا ملک اپنے قبیضے میں لایا
سپاہ اندر ایران پر آکر نہ شد زن مرد کو کوئی را نہ شد

کہا رستم نے نامہ لکھا کہ اگر سکوٹے کے کاؤس کو رہا کیا تو خیر نہیں تو برا شر ہوگا تم نے اپنے حق میں برا کیا
دیکھنا کیا کیا ہوگا قتلے سنائیں میں نے شاہ دہندران کو سر میدان کس طرح مار لیا دیوسفی کا سر غرور
کیسا اوتار لیا شاہ چہن کو ایک کندہ کے جھٹکے میں خانہ زین سے برو سے زمین لایا کلا ہو کر در سیاہ
دکھایا اور سنے نامہ پڑھ کے جواب دیا کہ اگر تو ادھر آئے گا جہیز بندہ کرونگا کاؤس پر درنا کامی کھلیگا اور اسکے
پاس بجھے بندہ کرونگا یہ کلمہ شکرے تمہیں شعلہ غضب سے افرختہ ہوئے لال ہو گیا خون اور سس
حر افرادے کا حلال ہو گیا لشکر کو جمع کر کے باخاطر پریشان ہا مانوران کو چلا اٹھنے بادشاہ مصر اور والی
بربر کو جہیز دے طلب کیا جنگ کا سامان رست سب کیا القصد رستم اور وند داخل ہوا کہ وہ ونون بادشاہ
پر شکست کھانچا کچکے تھے

ہمہ دل پر از بیم رجا ستند	سپاہ سپہ شور بیا راستند	رستم نے صف سے
---------------------------	-------------------------	---------------

نکلے سر میدان خروش کو جو لان کر کے مبارز طلب کیا وہ کون تھا کہ جب کو خوف رستم نہ تھا دلاؤش کے
دم میں دم تھا جب کوئی روبرو نہ آیا شاہ ہا مانوران نے فرج کے نامداروں کو سپاہ کے سرداروں کو
نفرین کی اور وقت کئی مرگ رسیدہ پہلوان میدان میں آئے رستم نے حملہ کیا میدان میں تپانہ لگا

تیا ہوئے فوج کو چھوڑ کر منہ کوڑکریا بان میں آئے یہ ماجرا دیکھ کے شاد مسر کو غیرت فرعون کی آلی سانسے
آیا جہان پہلوان نے گز رنگایا او سنہ بھی سرخزایا اور بھاگا مگر رستم نے حال کیا کمزیر بن جیسا لیا

بزدل سے سید خوشن	کہ تار تگر و فزان سلطین	ز بند کشتن بانی نبود	بیچارہ یارست رستم پرورد
------------------	-------------------------	----------------------	-------------------------

اوس کے گرفتار کر کے اپنی فوج میں لایا پھر شاہ بربر کی طرف منہ اٹھایا سرور و سی

تقتن لمبیا بر آورد گفت	تو گفتی کہ بستن خورشید تفت	بزرگت سپاہ اندر و ش	بد انسان کو یاد آید کجوش
فوج بانی پرید کمالی گمر	شہر برستان جنگ گراز	گرفتار شد با جیل سرفراز	اور شاہ ہامانزلان نے

بصدقت جامی ہامان چاہی جہان پہلوان نے کہا کیا اوس کو اور اس کے ناموس کو ہا کو خد تکراروں کی طرح
فرمان پذیر ہا کر والخرض بعد از عید میان جہاں کو ائینان حاصل ہوا کاوس کی تخت پر بٹھایا پرورد بھی تخت حکومت آیا

چو از دربار کاوس را	ہمان گویو گوز و دم سزا	سلطان کشور گنج و سپاہ	ہمہ بد فرمان کاوس شاہ
---------------------	------------------------	-----------------------	-----------------------

سپاہش فزون سیصد ہزار	ز دربار گستران و سوار	اس عرصہ میں افراسیاب بھی بادل کیاب
----------------------	-----------------------	------------------------------------

لشکر اس کے آریا پس پہلوان خون کو سے کھیل سنا پاسے	ہمان رستم پہلوان شیر دل	کہ از تیغ او کشتہ گردوں بخت
ہر انکس اور ابرو زبیر	زیرین سمندانہ زار و گیر	بدشاہی و خور و دم

الرحم میں چند اجل سیدو پہلوان سرمدان ویرانے رستم نے دم کو ہونے لیا چار افراسیاب کے مقابلہ

کیا تہمتیں نے عجب ملد کیا	سرخن گمان اندر خواب	گزران انہ تمام افراسیاب	اوسے تو نورافین دم لیا
---------------------------	---------------------	-------------------------	------------------------

کاوس کے از سر نو ایران میں عمل کیا بلکہ دیو اور پری فرمان پر یمن آئے کاوس کو الہ زمین مکانات تفت عمارات
عالی شینہ فربر جہا تو شکہ یار و نے خواہی یہاں تک دیو فرما تو نے تنگ سے تارہ جگت سے مارنے کی ترکیب
سوجنے لگے چنانچہ شیطان کی تعلیم سے جیسا کہ فردوسی مخفونے لکھا ہے کہ چند عقاب کے بچے فردوسی

ہی پر اید شان سال ماہ	برخ و کباب برہ خیل گاہ	چو نیر و رفتند ہر یک چو شیر	بد انسانہ اندک اید بالا وزیر
-----------------------	------------------------	-----------------------------	------------------------------

ز عو قارہ یایکے تخت کرد	سرختمار ایز سخت کرد	بیاد و نیت از نیر بر آن برہ	بست اندر اندیشہ دل کسیر
-------------------------	---------------------	-----------------------------	-------------------------

وزان کشتاب بللہ بر بار	یاد و در تخت بست آمو	چو شد گزشتہ پان شب	سرخ شستہ گردنہ بر یکتاب
------------------------	----------------------	--------------------	-------------------------

ز دروین سخت برداشتند	ز ہامون ابلہ انداز فرشتند	دوسرا قول میسکہ با کمان تیر جنگ ب قہر چلا
----------------------	---------------------------	---

لوگوں اگر امیر وزیر نے زرخیز دینے کے دیو دینے دے کیے ہر لعل آسمان زمین پر شے کے آکر کار
جین کے جنگل میں پایا پیر لاکے تخت پر بٹھایا چنانچہ رستم و گودرز نے کاوس سے یہ کہا فردوسی

یادیت چہینج و سختی قتاد | سر ترازانیش گشت ایشاد | کوکار زمین برانگو ساختی | کہ بر آسمان نیزه افراختی

کاوس اپنی حرکت یہاں سے پیشان ہو کر بنیان ہوا پیر بادل و داد زندگی کی شہرت پالی نیک نامی ہاتھ آئی
اور بعضی تواریخ میں یہ دیکھا کہ شاہ مازندران نے فسق و فجور اختیار کیا اور راہ و رسم دینداری سے
انکار کیا تھا مگر چند بادشاہین نے اپنے سپے قاصر کو بھی کیا ب نصیحت پند اور سپر کھولا کہ دینے خیال فرام
جو باندہا تھا کلمہ حق بولا اس واسطے سلطان خدا شناس سلام کے پاس سے گونٹائی کو چلا وہ طاقت مبالغہ
لیاقت متاثر نہ کرتا تھا پندہ سنا قطعہ بند ہو چاند سے محاصرہ ہوا پھر صلاح یہ بھری ہو کا دیکھا پاناکام
کیجیے کمی منزل وہاں سے ہٹکے مقام کیا کچھ لوگ پوشیدہ سودا گر بنے باہمال و متاع گئے
غلے سے اسباب بدلنے لگے ایک روز انبار میں اناج کے آگ لگا دھلے کی راہ بنا و اس
دانالی سے دان جب قلعے میں نہ رہا کاوس نے پھر کے پھر اکئی دن کے بھوکے پیاموں سے
برجی کے پہل کھائے آپ ہم شیشہ پراریست کیجیے کشتوں کے ڈوبیر جوے دار البقا کار سستہ ایسا
پھر کیا دوسرے و ظفر ہندوستان میں آیا ہند کو سر کیا زبردستوں کو زبرد کیا کوئی پیش نیکیا ابد کے
مکران کی راہ سے سیرستان میں روئی افروز ہوا کچھ دنوں لایت میوزین باعیش و عشرت شب بابت
ون نوروز ہوا ہائے بیت اسطنت میں مارا ہوا چند سے توفیق کر کے قوی الافکار کی گیر و دار کو
میں چلا ارکان دولت ہوا خواہ سدا رہے نہانا جدم طے مراحل قطع منازل کر کے سرزمین میں نیز
صح جو انان سلطین صف شکم داخل ہوا قوی الافکار پر او بارش کو خوار لیکے کھلا جنگ عظیم فوج غنیمت سے
ہوئی آخر کار حریف و غنا خواہ فرار ہوا اسی ہنگامے میں یہ خبر پہونچی کہ حاکم مین کے جملہ عصمت پندہ شمع
انچوں افروز ہے کہ ہر درخشاں اوس چہارہ سے ہر دم فیاض طلب ہے آخر مہر ج شہر یاری عالی نسب و احسب
بے کاوس کے مشتاق ہوا پیرا ہوا اسی مقدمے پر صلح کا دار و مدار ہوا اوسکی طلب کا پیام بھیجا
حاکم مین طوعا و کرہا اس صلحت پر راضی ہوا طلب قاضی ہوا وہ متاع گر انہا پر عظیم سے عجم کو سودا

کہتے ہیں کاؤس کو تسلیم کی شاہ ایران نے بادل شادمان اور فیاریں غلغلہ عیش و عشرت بگوش
 صہرواہ شام و بگاہ پہونچایا حاکم مین نے خوف و خیزی دیکھے سمجھانے سے سکے یہ حرکت کی تھی مگر
 وقت کا منتظر تھا دفعہ موقع پانکے طوس درستم حین اور پیلوان لشکر شکن مع کیا کاؤس قلعے میں محسوس
 کیے رستم دستارین خبر خوش جانستان سنکے ہزار ہزار ہزار لیکے مین میں آیا ذوی الافکار کو تاب
 جنگ کمان تھی لجز و منت پیش آیا صلح کی کیا کاؤس کو رحالی ملی اور سولہ کیاجل خروان ہزار لوتریان کچھ
 رشک شاہ و صہر دیکھے یاد شاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور مین و زون افراسیاب میلان خالی پانکے غصے مین
 ہزار ایران مین آیا قتل و غارت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ کیا ظلم و ستم برپا رکھا جب کاؤس کی رہائی ہوئی
 جی تو چھوڑا تھا غرض کہ جو کچھ لوٹا تھا اس کو لیکر لپٹی ان گیا ترکستان گیا اور کیا کاؤس مستقر دولت
 مین لکے اس مضمون کا فرمان لکھا کہ ہمنے رستم وستان کو فرمانبرداری سے فرمانروا کیا سیستان اور
 کابلستان کا حکمران اب ہوا اور زبان پیلوان و تہمتل اس لشکر شکن کا لقب ہوا اور گلاہ زر لفت مصلح
 کو جسکو بادشاہ کے سوا کوئی سردار سر پر نہیں رکھ سکتا تھا اس کے زب فریق کیا اتنا تہجے مین فرق کیا
 اور اجازت دی کہ تخت مین وزیرین پر چلوں گے رستم نہایت شوکت و عظمت سے یار عزیز مین جلوہ
 افراز ہوا ملک سیستان اور کابل کو اس کی مودت اور نصفت سے رفق حاصل ہوئی عنایت خدا
 شامل ہوئی ابکی بار کیا کاؤس جو ایران مین تخت نشین و غیر و ملک مین بھا جتنے سلاطین و زکرا و گرو نکش
 جزا سے سب خد متکذری مین کرماند ہی زبان کو صفت و ثناء مین کھولا پڑااعت اور کوئی کلمہ بنولا
 رعایا برابرا مین امان مین خوش و فرم گذران کرنے لگے شور و شرف تہ و فضا و مملکت سے
 یکسر جاتے رہے اور توران سالار ترکان یعنی افراسیاب نے نہایت آب تاب سے آیا دیکھا بسکوشا دیکھا
 لشکر با رعیت مرفہ حال دکاندار مال مال ہر دم صدائے نواز و نواز عیش و طرب سے دوش بدوش
 رہنے لگے جنگ جبرال کے خدشے موقوف تھے بیان سہرا پیدل ہونے کا
 مٹھن سے دھوکے مین لڑنا بعد قتل حال رستم کے رونے کا لاش کا
 سیستان چانا زال کا پیلوانا فرود سیا کنون ہم سار و رستم شنو دگر باشندستی انہم شنو

ایک دن شکار میں ستم نادر نے گرسے کے تعاقب میں گھوڑا گم کر دیا اور سبھی جا بکے ڈر سے
 اپنی رفتار کو تیز کیا تمام روز نہات نہ آیا سرحد تو ران پر لایا شام کو رستم نے شمشیر خن آشام سے
 گور کو انڈی منزل گور میں پہنچایا کیا لگا سے خوب کھارے اور خوش کی لگا ام اتنا کچھ چڑا آپ سو رہا گھوڑا
 گھاس کھاتا ہوا رستم سے دور ہو گیا چند ترکسہ اور پہلوان ہزار قریب سے خوش کی گردن کھنڈ میں نہ کی
 گھوڑے سے گئی جوان تباہ پست سترخی کیے دو ایک جان سے گئے اور کمندین بڑ گین خوش ٹا پتا رہا
 لیکن بچھو نا وہاں شہر چنگان نزدیک تھا گھوڑے کو لپکا کے ایک گھوڑی کا نایابانہ جھیت میں
 اسکا جوڑا تھا او سپر چڑا پھر خوش کو باندھ کر گناہ بھی حاضر پائنتہی فوراً بقدرت پرور کار بار دیا ہونا
 رستم چونکہ خوش کو نایاب ایران ہوا پھر سمجھا کہ کوئی سے گیا نشان قدم سے پتا لگاتا شہر میں داخل ہوا
 وہ تو رانی سے جد قریبی کے والدے شہر اور سیات کے محل اور تھانہ خارج گزرتی اور تھانہ رستم کی آمد کے استقبائے
 وہ خوشخصاں یا متھن کو پٹے رازدار کر ام سے اپنے مکان پر لایا گئے کا سبب پوچھا جہاں پہلوان
 نے بے باور سخت تند و ک سخت جواب دیا کہ میرا گھوڑا تیرے ملازم مغز اس سے گرفتار کر لائے ہیں جلد
 لے گا تیرے مگر نہ اچھا نہو گا شاہ سنگ اس کے کاسریت تند و تیزی کام نہیں لاتی پوچھو تیزی جاتی ہے
 جو جوان و جوانی سے ہیں بہر دور پائنتہ میں آپ سے شریف لانے سے میں محتاج ہوا ہر فرخین سرفراز ہوا
 شہر حاکم اندر ہی بجلاؤ گا فکر کارا ہوا رانیش کو شکوہ لگا

دل اوز اندیشہ آزاد شد	اسم من گرفتار او شد و خرد	اگر شہر حاکم اندر ہی بجلاؤ گا فکر کارا ہوا رانیش کو شکوہ لگا
چو فرشتہ تابان از کونین	ز پرہ برآمد یک ماہری	از پس پردہ کھلے رستم کے آگے آٹھنی خروسی
چو فرشتہ تابان از کونین	ز پرہ برآمد یک ماہری	رواہر و کمان دو گیسو کند
چو فرشتہ تابان از کونین	ز پرہ برآمد یک ماہری	چنین او پاش کہ تہمتہ ام
چو فرشتہ تابان از کونین	ز پرہ برآمد یک ماہری	تو گولی کہ از غم و عیام
چو فرشتہ تابان از کونین	ز پرہ برآمد یک ماہری	تیرا اوصاف شیکہ مدت سے مشتاق تھی جہاں بہت شاق تھی نادیدہ دام محبت میں گرفتار تھی زلیست
چو فرشتہ تابان از کونین	ز پرہ برآمد یک ماہری	سے بیزار تھی خالصہ عہد تھا کہ اپنا جوہر کر دینی مگر سوا تیرے اور نہ شوہر کر دینی باب میرا جوہر کیا دشاہ

ہے میرے اس عہد و پیمان سے آگاہ ہے رخص کو قین نے پراسگو ایاجکے خیلے سو تو بیان آیا مسلمان محمد
 دعا مستجاب ہوئی مین کامیاب ہوئی صبح کو یہ کام کرنا میری طلب کیا مگر نہ ستم یہ نزدہ سنکے فرخاک ہوا
 جدم گریبان سے چاک ہوا بزرگ و بقران بارگاہ و اسکے بالکواس مقدم سے آگاہ کیا بشتوق تمام اوسنے قبول کیا
 تہینہ نے اپنا مطلب حصول کیا دو چار روز بعین و طلب ستم نے سقا کیا پیر خیش کو سگو ایاج کو چکا لہر نام
 کیا دم رخصت مہر سام اوس گفتام کو دیا اور کہا جو بیاید ہو تو اوکی بازو میں باز نہنا اگر بیٹی ہوگی سو میں باندہ ہنیز دانی اوسکو
 جرات سام و نہر کا حکم کیا نامور پیر اگر کاغذ کہہ ستم رخصت بعد دو آہ ہوا تہینہ کی آنکھوں میں جہاں سیاہ ہوا فر دسی

چونہ ماہ گذشت بخت سناہ	کے کو دل درد مانند ماہ	تو گفتی کہ او پلین ستم	دیا سام شیرت یا نہر ستم
چونکہ ہمیشہ ہم کیسالی بود	بزرگان بر ستم و زوال بود	چو سالہ شد زان زمین	کہ یارست با از بند و از ستم

شاہ سمنگان نے نام اوس مہر جہان کا سہرا کیا جب تک سن جوان ہو چاکہ میری باکی کیا
 نام ہے کام کیا کرتا ہو کہاں سقا ہر تہینہ بوی زبان زد عالم ہے نام اوس کا ستم ستر فر دوی
 جان آفرین تاجان آفرین چو ستم سواری نیامد پیر

اس عرصے میں ذوالقمرین قوت یا قوت ستم نے سیم
 خبر سگو ایاج تہینہ نے لکھا لڑکی ہوئی ستم ملول ہو کے چپ ہا یہ مقدمہ کسی ستم لکھا اور سہراب کی مان لڑنے کیا
 کہ تو اپنے باپ کا نام کیسے رو پر نہ لینا دگر افراسیاب تجھے چین لیا ایک گامیرے سامنے روز سیاہ
 آسکا سہراب نے کہا مجھے یہ نہوگا کہ اپنے باپ کا نام پوشیدہ گردن کیسے رو پر نہوگا ملون ف

کون منجھ کان نام آوران	فرز آدم لشکر سگیزان	بہر اگزرم از گاہ کا دس	از ایران بزم طعوس
بگیرم تخت افراسیاب	سرخرہ بگذرم از قاف	چو ستم بار بار شد من سیر	بگیتی نہاند کسے تا جو

سہراب کی مان یہ سنکے بہت روی ہر چیز اوسکو سمجھا یا دہ کچھ خاطر میں نہ لایا مان سگو گور سوار کا طلب
 کیا بہت گور اوسنے سگو ائے اوسکو پسند نہ آخرا کار گاہ بان رخش کو بچے کو لایا سہراب نے
 اوسکی بیٹی نہ ہاتہ پیرا دیکھے خوش ہوا

جب کہ گور اسکے ہاتہ آیا اور سلاح حرب بدینہ سبکے باہر نکل آیا ایک عالم نکلے ہوا اوسکے ہاتہ پاؤں
 دیکھے چیران ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ایک یل نامدار پلین لشکر تلکین یادگار روزگار پیدا ہوا ہے

زہ شیر جنگل سے بستی میں کوئی کہ لیا ہے وہ ناریہ شیرا ہوا بہت سناقتہ جس ساز و ماہان کے طور پر
 اوسکریا سن بھیوانا لکھا کہ اوس میرا دشمن ہے اور تجھے بھی اوسکا خیال ہے مجسا بادشاہ تجسا
 سیوان شیر پھر فتح میں کیا دیر ہے میں تیرا شریک ہوں فتح کے بعد تجھ کو اختیار ہے ملک لینا یا کسی کو
 بخش دینا اور وہ سیوان جہان دیدہ نامی ہومان اور یاران سالار لشکر ناگر سمجھے ونگو بھائی کہ بار
 اطاعت سہراب دٹھانا اوسکو اپنے طور پر لانا خلاصہ یہ کہ وہ ڈھنگ ہو کہ اس سے اور رستم سے جنگ
 ممکن اسکے ہاتھ سے جانبر نہوگا اسکے فترک میں اوسکا سر ہوگا اور جب رستم کو اسنے مارا تو اسکا مارا ڈالنا
 کتنا کام ہے یہ شکار توتہ دام ہے وہ قرقی خواہ افراسیاب فوج لیکے شتاب سہراب کے پاس آئے کوسو سپہ سالار
 بنا کے لیچا اٹھائے راہ میں کیا کوس کا قلعہ تھا اسپند نام و شربا حکام اور ہجیر بان کا قلعہ ارستا سر ہوٹ بان
 آیا جیتراب نکلیا اور دیا سوا مادہ کا زار ہو سہراب ہنستا ہوا مقابلے میں آیا مجیر نے نہر کہ میں لگاکے سہرا لکھو ڈھکیا اور
 گھوڑے جنبش بھی نکلی مگر کندہ جبر کی گردن میں ڈاکے کھینچ لیا ایک جھٹکے میں گھوڑے اوار لیا شکار بون
 کی طرح مار لیا گرفتار کیا اسکے بعد گرد آفرید نام سیوان زادی میدان میں کلی فرو و سی

پرچہ و نام گرد آفرید	کہ چون اوس ز زمانہ ندید	پوشش شروع سواران جنگ	نبو و اندران کا بعد از جنگ
نہان گرد کیسوز بر زہرہ	بر اقلند بند زہرہ را گرہ	فرد آمل از در بگردار شیر	کمر میان بادیاے بزر
پریش سپاہ اندر آمد چو گرد	چو در خروشان ملک اندر گرد	سہراب نے نہ چہا نا کی نہ ہی ہے یام و فرد سال ہے	

یا سال غور وہ میدان نہر ہے آتے ہی چند تیرے خطاب جیسے کمان ابر سے سر ہوتا ہے گائے
 سہراب کچھ خوش میں سن سے دیا لے مجبور سپر کو نیاہ رود سر کر کے سہراب نے نیزے پر اوسکو اوٹھایا
 اسنے مجبوری شمشیر بر قدم سے نیزے کی ڈانڈ کے دو ٹکڑے کیے اور زمین پر گری کر تے ہی بسان
 صبا سر کے سے ہوا ہوئی سہراب نے جھلا کے کندہ رہا کی وہ پھنس گئی خرو و سی
 رہا شد ز بند زہرہ و
 درخشان چو شیر شد و سی

بھوکے دم دیا کہا میلر باپے دھنیں سے قلعہ میرے اختیار میں ہے مجھ کو چھوڑ دے وہاں جا کے تیرا
 کام کرونگی شادی کا پیغام کرونگی قلعے کا مالک تجھے کرونگی طاعت میں ہونگی تیرے خود کار محبت کا

مردن آمد و دست و شمشیر کی تقاضی نمودی او سکه همراه کاوس کے رو برو کیا فروسی

جوان و زور و پیر و پادشاه	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر
بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر

مین گریز و وقت نمان فلک ستم جام آفتاب چرخ پر دکھا یاد و شراب باب موقوف ہزارم سے رزم کا
 شکام آیا بہت کروفر سے لشکر کشم کے ایک طرف کاوش خانہ سپند کے قریب خیام پراقتضام استیلا
 ہے مثل و مثل سبیل و ترس شب کو تھکن مارا رعبا راز مودہ کار سبھی تھا ہیات بڑ لکے سہراب کے
 خیمے میں گیا دیوار تخت صبح کار پر ایک ہنر زیستیان جماعت بیٹھا ہے گرد و پیلوامان مارا سپہ سالار اپنے
 متبے کے موافق گری آہ و گنگاں سیکھے ہنر سہا پیمان سپین ساق عشوہ غریبے بلاتق جان میں صراحی
 بلورین و رشتہ و شاد و سمن سستہ این دریا غرنا تہ پر خ استر چل رہا ہر شاہ اور ویر ایک کس میں
 ہے آنکھ میں ملتا ہے رستم گوشتے میں پیر و پیر کر رہا تھا آئندہ کار خندہ نام پہلوان مجلس سے اوٹھا
 رستم کے قریب کر پوچھا تو کون بہ تہا میں سے خود ایک گھوڑا گردن پر اس کے مارا زندہ وہ گیا پیر اپنے
 لشکر میں چلا آیا کچھ دیر کے بعد مرگ زندہ کی خبر سہراب کو پہنچی کہ کوئی عیاں طراریہ کر گیا زندہ گیا بہت
 پیچ و تاب کھا کر غلیظ نہیں رہا پیر لایا کھجوا کھجوا کاوس کے لوگ اس میدان جو کھانا ہے وہ کھو گیا
 رستم کے کاوس سے سہراب کی تعریف بہت کی

بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر
-----------------------	-----------------------	-----------------------	-----------------------

نار ان توڑاں کا نہ کس	افوہ کی کہ سام ہزار	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر
-----------------------	---------------------	-----------------------	-----------------------

ولدار سے کہا جو میں پوچھوں اگر سچ بتائے گا قید سے رہا ہو گا انعام مارے کاغیر بلینگی جان باقی
 جمع ہیں کس کا سہا ہے اس کے کاوس بہتا ہے پیر و پیر پیر و پیر کس خون آشام کہے جواب پاکہ گوند کے
 اسے لے لیتا ہے پیر سہراب پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر
 شان اور تخت سلطانی رستم کی نشانی ہے کس نیر و زاناکا ہے پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر
 پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر پیر و پیر

نار ان توڑاں کا نہ کس	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر
بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر	بیر و پیر و پیر و پیر

بھیرا لکھا تو کچھ اور تہا ہوا وہ بطور تہا کیونکر تہا تا اذاجار القدر اعنی البصر کہا خاقان حسین
 شہرک سلطان ایران زمین کو آیا ہی سہرا بنے لے کہا کہ جو بونشان رستم کے میری مان
 نے بتائے ہیں وہ سب یحییٰ پائے ہیں الا جو رستم ہوتا تو بھیج کر کہدیتا ہر دوسری

نشان لہ باز پر بادشہ	بہی دیدیدہ بندادش	بشستہ لبیر برادر گونہ بود	زفرمان کا ہند نہر گز فرود
----------------------	-------------------	---------------------------	---------------------------

پیر رستم کا حال پوچھا بھیجے کہا اسی زابل سے نہیں آیا اور تھمن کی روح کرنے لگا ف

چو او ختم گیر دہر ز تہر	بہ پیشش سچیل چہ شیر و میر	آتش زردار دہر دزد	سروش بربر از درخت بلند
-------------------------	---------------------------	-------------------	------------------------

غرض کہ سہرا ب نشان رستم سے ناامید ہونے کے قلعے سے اوترا ہر سلاح بنر بدن پر سبکے فوج کو تہرا
 لیکر جنگاہ میں آیا علم کھلے کوس حربی نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی جس حکم گاہ اوس بل زخو آہ
 پڑی اور آنکھ سے آنکھ لڑی خود بخود ہانپنے لگا فوج کا بنے لگا بخبر اسکے کہ آنکھ حرائے یہ حرات
 نہوی کہ اوس کے رو بردائے پردہ پہلوان ارجمند باد از بلند چکار کہ سینے شکو قتل کا اوس کی قسم کہانی ہر
 اگر اوس کو حرات ہو میر کردہ آئے لڑنکی حشر نہ چاؤ

یہ نذر رستم برد آگئی	کہ تین گشتہ گز گردان تھی	مدام سواری ادا بہم نہر	غین گشت کاوش از ادا	کہ تو بادارن خرد
----------------------	--------------------------	------------------------	---------------------	------------------

رستم کہا تھا آج اور کوئی پہلوان اوس نے جو ان بگرد آ رہا ہو کل میں سمجھ لو گا اس سبب تھمن نہ آیا تھا جب
 پیام شاہ سے آگاہ ہوا مسلح ہوئے روبراہ ہوا جدم پر تو رخس بڑھایا سہرا ہی فوج سے کل یا رستم
 سے کہا تو میری مائے سے زندہ بچاؤ گا ناحق جانے میںے کا غم کیا یگا رستم نے جواب دیا کہ وہ میں ہوں جسے
 میرا سنا کیا مارا کیا جانے بچاؤ گا کیا ف

سہرا بے کہا کیا تو رستم ہے تھمن نے جواب دیا رستم کہاں میں کہاں یہ تیرا وہم و گمان ہے	فر دوسری
--	----------

ز امید سہرا ب شد نا امید	ابر ترہ شدہ رگور ز امید
--------------------------	-------------------------

ہو گئے ہو لیکن ہر طور کی سبک بعد دونوں نے گزرا دھائے عجیب گزرا دھائے صف جنگاہ میں
 ہر نچال تہا زمین کیسے ہلتی تھی جانو نی چھاتی دہلتی تھی کڑا رہنا محال تھا فر دوسری

نزدیک ہر دو گادہ کار	یکے را بندہ باز دھکار	رستم نے کہا تیری آگئی سیاسی چا گئی دیکھنے
----------------------	-----------------------	---

داون کو نظر نہیں آتا اڑائی کا لطف نہ سہراب نے کہا جا بجا فرصت لیتا ہوں مگر لشکر کو دیکھ لیتا ہوں غرض کہ سہراب نے ادھر گھوڑا اڑھایا رستم تو رانیوں پر آیا

پراگندہ گشتن خرو و فرنگ | عین جنگ میں رستم کو خیال آیا ایسا شو بہ پہلوان لغو زمانہ ایران کے بوز

جائے اسکو بھی جو شہنشاہت کئے تو جب یہ سوا سی دشت میں خاتمہ بالآخر ہوا یہ سوچ کر پرے سے نکلا اپنی فوج میں آیا نہ تاشا نظر پڑا نہ تاشا نگاہ گئی لاشے پر لاشا نظر پڑا جب سہراب منہ اڑھاتا پہلوانوں کے دل بیٹھے جاتے تھیں پراصات ہوا جاتا ہے آواز دی کہ اونو جوان سدا و درگروں کے میر سے سامنے آ سہراب بھی تھک چکا تھا اپنا لشکر میں بھی گیا شکو کاوس کے زور و رستم نے حال نہ دسہراب با دل

پر در و جان بیتاب سیان کیا فردوسی | کہ کہیں جہان کو کونار سدا | بیشن پروردی کوئی ندید

میں نے کوئی فن اور کوئی حربہ دیکھا نہ کیا ایک رگروں کو یہ پیش رفت نکلیا بھگو دیکھے پروردگار کیا کرتا ہے کون جیتا ہے کون تباہ دیکھے وزیر سامنا ہوا سہراب کھول میں رستم کی محبت آگئی یہ کیا فردوسی

زکھ نفلان تیغ و شمشیر کین	زرن چنگ بد و ابر زین	نصیحت میر و بر امش ہم	مٹی زو دایم روے درم
بام تو کردم بے جستجو	ناگفتند نامت تو با من بگو	نشانی بھی بیمن و نام	زمن نام سپراند و کام

ہر چیز سہراب کے چاہا کہ یہ نرم نرم سے بدل سو جائے لیکن تحریر تقدیر کا تب کے کلمے کو کون مٹا دے بھیجا کہ جو نوشہ پیشانی آدھی پیش آئی ہے رستم سوچا کہ یہ نو جوان خرد سال ہے اسکی صلح کا اعتبار عقل و خلاف ہے خدا جانے اسکا کیا خیال ہے جب تھکن نے اوسکا کہنا نا بھگو سہراب گھوڑے سے کودا فردوسی

چشمہ ان بکشتی در اوختند	زرتنا جو خون ہی رختند	زبردست سہراب چن پست	برادر داز جاؤ قدر دہ پست
مکر ز رستم گرفت و کشید	ز دین و گفنی زمین برید	چون رستم شیر را بر زمین	سیاہ پیران گداہ چشم کین
نشست بر سینه سلطین	ایرا خاک چکال دوز دین	یکے خیرا بگون بر کشید	بیمخواست ازین بر سر ابرید
رستم دیکھا یا ایک تاجے زیر خاک کرتا ہے فردوسی		نخستین کہ شوش ز بند زمین	نبرد سرش گرہ پاشد زمین

سہراب بھگو جو سنا خیر کو خلاف کیا رستم کے کہنے سے نہ خلاف کیا ایک فتح نصیب دوسرا شکست خوردہ مرگ سے تریل ہی اپنی جگہ پر آیا ہوا مان نے سہراب کے کہا بڑی غلطی تجھے ہوئی کہ تو ایسے زبردست کو

دیکر سے اور اسکے قتل میں دیکر کے کشتہ سے تو پیش کیا نہ کیا نہ کچھ کا قدم باخبر کر گیا اب جو بات
 حوال ہے اتنی کسر کی آخر کو حوالہ فرما دیا ہے سر اس کے جواب دیا یہاں یہ کہ نہ راہیوان زور میں سے
 برقیقیل سے اور سو کچھ اڑا نہ تھا طاقت میں ہا رہا تھا باغیلا اگر میرے سامنے آئے کہ کیا حرف سے کہہ کر اڑ جائے
 اور ہر قسم جو چیزیں اس کے اندر وہ میں گھبراہٹ کاں پر اس کے غصے کی تمام شب بد گاہہ ڈال کر یہ دیکھا کرتا رہا
 اور طاقت اول سے اس سے طلب کی کہتے ہیں کہ رستم میں ایسا زور تھا جس کا دنیا میں شہر تو بہت یادہ چلا
 اور پھر پراولن پر جاتا اور سین پر چڑھتا چہا پھر پراولن چلنے سے ہاتھ اور مٹایا اتنا سہرا پڑے زور سے پایا تھا
 اسی حالت میں مناجات بد گاہہ قاضی حاجات کی تھی نصف طاقت سے یادہ کم ہو گئی تھی اس سے

دو طلب کی قدر ہوئی	برداوردان برانچہ اور دوست	بر آورد و دشمنان و دشمنان	جسوقت میں منقرضی آہستہ
نخن سمندیکو نوپروا براسر اس کے رستم و چار اقصا		کشتی کو فتنہ نہاد و سر	گرفتہ ہو و در و در و در
رہشگیر تاسا یہ کستر دود	حی ان بن ان بن کفر و		
اور سر اس کا کمر بند پکڑ کے سر سے بلند کر کے خر و کی		بروز وین سر کمر از شیر	پلاستہ نہ کہم نامہ بر زیر
سبک تیز از میان کرشیا	بروز سپید و کشت اول بر در		شہر اس کے کہ سرد و زنی پرورد سے کہنے اور کرا اذ کو

مشاق دیدار پر محروم و نا کام سپردار ناپا عدا سے جدا متعلق شیر افش نذا کر تو اب مجھ کی نیکی میرے قدم
 گام زمین نہا یہ لیا گیا اختر کو فکر نہ نہیں کیے تھیں جو پیا گیا میرا بیباکین منہ نہ کر گیا کسیدار و چو
 زندہ چوڑیگا رستم نے جو چاہا اور کا کیا نام ہے سر اس کے کہ رستم جہاں پہلو آں آں رستم جہاں شہر شاہ متنگان سے

چو رستم شیلین سخن کشت	جہاں تپ چشم بندش کشت	پیر سر اس کے کہ مافوق	گرو چہاری از رستم نشان
کہم با دامنش کر و کشتان	کہ رستم مسم کہم مانا و نام	نشینا و بر نام زال سام	سدر اس کے جواب یا اگر

نشانی مجبے نشانے چاہتا ہے تو زور کی اگر کوں مجھ میں اب طاقت نہیں جو رستم نام باز سے نا کام پر ہے

کنون کار کشد کہ کشت	سیر و شش چشم بد و خوار کشت	رستم نے زور کو لکے ہو پیا نادانہ رخ زور کو لگا
---------------------	----------------------------	--

پلٹن شہر بخین غرتا ہوا ہم میں یعنی پیدا ہو پوشش حواس میں فرق ہوا لب پر نالہ ایسا فریاد کیسے مل جائے
 لگا بیٹے کو چچا کے چچا میں کھانے لگا دینک خورش کو خالی جو دیکھا سب کو یہ حالی ہو کہ رستم مار لگا سرائ

سپاہ نامہ اران رزمخواہ کے جسے شہر اب کو تو خون میں غلطان دیکھا اور تھن کو برود خاک گریبان
جاک لیان دیکھا پہلو انون نے رستم کا سر زمین سے اٹھا کر زانو پر رکھا حال پوچھا رستم آہ کھینچ کر بولا
سیراکہ شتم میرانہ سیرا زقہ رستم خنین کو درکار زوارہ گیا جمع سارا رونے لگا جان بھونے لگا

پیشتر نوشتہ پر آخر رسد کہ من گشتہ کرد و نہ تاملد لیکن یہ آخری وصیت ہے کہ جو سردار پلوٹان نامدار

میں خراج میرے ہمراہ آکر میں مجھ کو دہلیس کے مادرِ حُسن سے چھڑا کر لائے۔ میں انکو گھیر کر حراج و خراج و خراج لائی اسنے بار و گرسنو
یہ کہنے سہرا سنے جان بچی تسلیم کی رستم کی بکربار الم سے دو نیم کی جہان پہلو ان گریہ کمان بکھیر زبان لایا ص

برین دم ترا دارم	که جز خاک تیرو مبادم	دین اینمردی را تو	دین آن قدر زیای تو
دین آن غم دست جاس	ز مادر جزا پذیرد و داغ دل	بهر زواری که ساد کرکس هومان	کونست بهیت فوج

سمیت چھوٹے پاراوتارویا نرس سہا ب ہر ایک بیتاب تھا سراسر ماتم کا سا ان تھا جو دیکھتا تھا گشت
 بدندان حیران تھا ایک طرف تو اوس نوجوان سیر کی لاش خنجر پیسے دل بھگدیش پاش کہیں فور و کفن کسی جا
 عسال سرگرمیاں گریبان گورکن کہیں کونے کھڑے سیر کی پتی اور رولی تھی قتل لہر سے سراسر ستم کی
 پے آبرولی تھی آخر کار غسل و کفن کیلئے تابوت میں لکھا اور صندوق لاش اٹھا کر سبز رعبت کی چادر اوپر
 ڈالی سرزائلی طرف سہرا نکلیا شامیانہ اوپر کھینچا درفش کاویانی اوپر کھول لائے بائیں سپاہ بالباس سپاہ
 تلواریں کچھی حال زبون نشان سب ننگوں اور فوج کے سرداریان خنجر گذارانی پوشاک شلیکوں آنکھیں
 جیسے جوئے خون جہان پہلوانکی یہ شان انگلیوں میں لوگ ہاتھ دے رہے ہر ننگ فرساختم کے پیراہن
 بصورت کفن گریبان تادامان چاک کپڑوں میں بیٹے کا لہو لگا تمام عمر کا وہ سپاہی سرفراں امر طرز تقریر حیرت
 ناکہ میدا کا تیر ایک ہاتھ درد کی شدت سے کلیجے پر ڈوسرے سے خاک پر سرانچوں رکھتا کہیں لڑکھڑانے
 سے کہیں جاتا نا تاعش برین جاتا نہ ہر باز یہ کھڑے باغیر لاتا لوگوں کا دل کہہ جاتا کہ ضعیفی میں کھینک لیا
 لگا مٹھول میں تیر روز گزار ہوا میر نے سوا کس باب کا خنجر ابدار تہ نہ دیدار بیٹے کے سینے

سے بارہوا کچھ اپنا قتل گوارا ہے تو جوان بیٹیا اپنے بارہا سے قہر و روسی

طلبگار تھے یہ بایکوانکار تھا جب دکنی مرضی الی تو ران پشنگ سے ہوئی میں سخت دلالتنگ ہوئی کہ
 وہ صورت اور سیرت کا ہزار حد تمام میری نارضا مندی پر نام گھر پر فر ہوا ناچار گھر کر نصف شب گذرے
 گھوڑے پر سوار ہوئے میں فرار ہوئی دریا میں ٹپنے کو گھوڑا ڈالا پروردگار نے باز نکالا کوس کرے جو طے
 کیے خوش نجات سے گھوڑا سقا ہو گیا پیادہ پا چلنا پڑا تین دن سے اس جنگل اور دو دوام میں میں
 گرفتار الام بسر کرتی ہوں شب مصیبت تنہائی میں رورو کے سحر کرتی ہوں دیکھے چرخ سفلیہ پرورد پر
 تو کہ کچا کیا کھاتا ہے یہ اندھیری راتیں تو کٹیں اب کونسا روز سیاہ پیش آتا ہے گویا و طوش شکے اوس کا اوس
 ہے مشتاق کنا دیوس ہو دو ملا میں ایک نغمی حرام ہوتی دو دنوں کام ہے کیونکر کراؤں مطلب کچا ہو
 آپس میں قصہ میریان آیا فساد حاصل ہو فیصلہ سپرد کیا ابھی اسکو کوئی ہاتھ نہ لگا ہے جیتک کیکاؤں کے روبرو
 بجائے بد ملا خط بادشاہ جسکو عنایت کرے وہ اسے جو وقت ہفت روزہ گار کاؤں کو چار ہوئی نظر اول
 طبیعت بے اختیار ہوئی ارشاد کیا تم دو دنوں اس سے ہاتھ اٹھاؤ سروسٹ ہمارے محل میں پہنچاؤ
 عنایت پروردگار دیکھیے چند عرصے میں وہ باردار ہوئی خاتون باغ و قمار ہوئی اور فرزند زنیہ جیسے
 الماس کا نگینہ محمد طلعت ماہ جبیں انتہا کا حسین پیدا ہوا جسے دیکھا نہ ہو کاؤں شیدا ہوا مودبان اختر شناس
 سند و نحس سے ماہ اور نجومی خوش قیاس گردش مہر و ماہ جن پر ظاہر تھی حاضر ہوئے بادشاہ نے کیفیت طالع
 اوس نیر طالع کی پوچھی سب نے بتاں سیرا بہت غور کر کے اظہار کیا کہ جو نجات ہوگا شایہ میں صاحب تاج و
 تخت ہوگا لیکن اہل بیت انتر استان کے باعث پریشان خاطر ہے گادل کا مار نہ کیگا کچھ کہ ایسا مقدمہ
 برو کار ہوگا کہ مجبور غریب یار ہوگا پریشانی سپرد ہوگی جمعیت خاطر حاصل طبیعت مسرور ہوگی صاحب
 فوج ہوگا ملک ابدال کا مالک بڑا اوج ہوگا پھر رفتہ رفتہ دیوبنگ ہو جائے کہ جنگ ہو جائے اور گرفتار ہو
 پھر مہم و گناہ تیرخ آبدار ہو مگر نام اس خانہ بدوش کا سیاوش رکھا چاہیے فردوسی

چو شہریان کو دیکھ چن پری	بچہ نشان بآذری	جہاندار نامش سیاقش کرد	بروجر خروندہ را بخش کرد
--------------------------	----------------	------------------------	-------------------------

بادشاہ کو خوشی تو ہوئی مگر مال کار کا بجز میوئے اظہار سے ملال رہتا تھا اسی کا خیال رہتا تھا رستم اوس
 اختر باندہ کو دیکھے پرورش کا طلبگار ہوا کاؤں نے حوالہ کیا چند عرصے میں طریقہ فرمانروائی

آداب شاہی سیکھا اور سن سپہ گری میں بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رہا فروری
 پانند کو سن داریاں اور سوانے شکار شیر اور کسی جانور پر غلبہ میں لیر کو بھی جب نامور زمانہ ہوا تو
 رستم مع تحف و ہدیاء کو لیکے کاؤس کی خدمت میں روانہ ہوا آمد کی خبر سنکے کاؤس وزیر امیر سپہ سالار
 اور نامدار استقبال کو بھیجے بڑے بچل اور شوکت و شان سے وہ نوجوان کاؤس کے روبرو آیا فہر بردی
 خون جگری نے جوش کھمایا کاؤس نے کلجے سے لگایا اور اسکے علم و منہ پر مطلع ہو کر رستم کی بہت تعریف
 کی بہتات برائے ساتھ ساتھ جو فضل و کمال باقی رہا تھا اوس میں بمثال کیا القصد علم و فن میں طاقی ہوا
 صورت اور سیرت میں خلف شہر بار شہرہ آفاق ہوا قصائے کار کا سا حال و دردم حسن و جمال کی سنکے
 سودا و دوسری جور و کاؤس کی سیاوش پر فریفتہ ہوئی حیلہ سرچنے لگا کیرن کاؤس سے کہا میں نے
 شاہزادی عالی نسب لیکے پالی ہی چاہتی ہوں کہ اوسکا ہنر سیاوش کے ساتھ ہو میرے پاس اوسکو
 بھیج دیکھاؤس نے سیاوش کو محل میں بھیجا جیسے سیاوش نے سلام کیا سودا وہ کو ننگ کا خیال آیا نہ
 مار کیا تنگ محل میں لیا خوب پیار کیا یہ جوان عنادی عقل و اثا تھا طرز دلیری دیکھا بھر اور کھوپیا
 بہت گھرا یا بظاہر شادی کا سودا وہ نے پیام دیا باطن میں اپنا کام کیا سیاوش نے ماہ سازی و مہابی
 سے رخصت ہوا اپنے مکان پر آیا دیوار کے بعد پھر اوسنے طلب کیا اور صحبت سبب دھندلے غیر ہوئی
 یعنی خلوت تو عجب سیر ہوئی دلوں میں غلبہ نہ ہو سکا زردل بر زبان آیا وقت امتحان آیا کہا میں بچہ
 عاشق نہ رہوں مرغ نسل سے زیادہ طیان اور بقیر رہوں میرا مطلب لا دام الم سے بچہ کاؤس کا تخت
 و تاج ہے وہ تیرے واسطے آج ہے سیاوش نے کہا اما واللہ یہ ولد الزنا کا کام ہے تو میرے ہر کیف حرام ہیں
 اپنی جان و دنگا جان و بھگے یہ حرکت ناشائستہ نکلے گا جب سودا وہ کو وہاں سے اس بچی کو تیرا واس ہوئی
 ان کیلئے کن عظیمہ خدائے عظیم فرماتا ہے دفعہ گریبان دامن تک پاش پاش کیا ورنہ نائن سے روئے تابان کو
 خراش بالون کو نوچا پریشان کیا ستم رسید و نکاسا مان کیا شور و غوغا آسمان تک پہنچا آخر کو کاؤس
 کے کاٹک پہنچا محل میں آیا عجیب شائستہ نظر لڑا سودا وہ کو ٹھن بایا کپڑے لئے چہرے پر نازن کے نشان
 آئینے کی طرح حیران ہوا حال لڑچھا اوس سکار نے کہا تیرے پس نہ نازن نے میرا ڈھنگ کیا ہے

بڑی کوہ کنی سے خیشہ عصمت اوس ننگل کے ہاتھ سے پچا یاہ آتے ہی مجھ کو دبوچا میں نے انکار کیا
 تو نوچا کا اوس نے سیاوش کو طلب کیا کہا یہ کیا غضب کیا او سے راست راست بے کم و کاست
 بیان کیا کا اوس بھی سن سیریدہ گرم و سرد و زکا و ریدہ تھا قرآن کے رافیت کیا کہ سیاوش نے قصور سے
 بانی فتور ہی غیرت جو رہے اور اہل نجوم کی تقریر بھی اوس شاہ کشور گیر کو یاد تھی چاہا کہ اوس جھوٹی مٹاؤ کو
 تیغ بیداد سے پان بارہ کرے چند اعرانے ہوئے ایک تو سراپہ دہ خاص میں اور خواص نگار پرستار
 سیائی دوسرے اوسکی اولاد کی خرد سال یا دانی تیسرے بڑا یہ بچا و تھا کہ طبیعت کا لگا و تھا قتل سے
 درگزر اور دھمکا کے یہ کہا کہ سیاوش بے گناہ ہے تیرا سامان جلی او سکا شاہد تھا کو اوسے اس سزا کو نشانگرنا
 اپنی صہمت خاک میں ملائے مجھ کو رسوا نکرا مگر وہ بھی کیا بڈلاتی تھی روز نیا فعل لاتی تھی اتفاقاً ایک فاحشہ
 حاملہ اسکے ہاتھ آئی شیطان کی نذر دلالی بہت سے روئے دیکھے اس بات پر اوس کو آمادہ کیا یہ سبق دیا
 کہ تو اپنا پیٹ گرا کے زنا کی تہمت میں سیاوش کو لپیٹ لالچ براہوتا ہے وہ راضی ہوئی ایک شب کا اوس
 محل میں سوتا تھا کیا ایک غل ہوا کا اوس چونکا پوچھا کیا ہے لو ٹیوٹن کے عرض کی فلالی مد نظر سلاطانی
 حاملہ تھی اس وقت وضع حمل کچا ہوا مردہ بچا ہوا اوس کو رو برو بلا یارات کا وقت بادشاہ نے صورت تو
 ندیکھی باجرا پوچھا اسنے حرف سو داہ کی تعلیم بیان کی کہ سیاوش نے بھینچہ جو وقت مجھے زیر کر کے
 زیر وقتی بد فعل کیا میں روئی بیٹی تڑپی کچھ پیش گیا اوسی نے در دہوتا تھا آج محل گرا سودا وہ نے
 کہا دیکھا تو اوس کو نیک پر سجا جاتا تھا میری بات نہ مانتا تھا اللہ نے انکو نئے دکھایا تیرے رو برو آیا
 کا اوس نے صبح کو جلوس کر کے پہلے موید اور بخونی ملائے وہ مردہ بچہ دکھا کر حال پوچھا اون لوگوں نے
 پہننے کی حمت طلب کی جب حقیقت دیکھی حاضر ہوئے عرض کی یہ لفظ بازاری شے شوکت شرو سے
 عاری ہے اگر لفظ شاہ و شہریار ہوتا خفتہ بخت نہوتے طالع بیدار ہوتے قرو و سی

نشان پر دیش نا پان	باگتند یا شاہ در انجن	سودا وہ نے فرما دوزاری سے ہنگامہ پکایا
--------------------	-----------------------	--

کہا شرم نے بخو میں کو دھمکایا ہے اس سبب سے اونوں نے یہ فقرہ بنایا ہے تو اپنے بیٹے کی
 حمایت کر کے مجھ کو دلیل و خوار کرتا ہے لہر حق کا انکار کرتا ہے میں اپنا جو ہر کوئی یاد رکھ کے جان و نگی

ناچار اس بات پر قرار ہوا کہ لکھنؤ کا انبار ہوا وہیں آگ لگا دو جب شعلہ گرنا نہ رک جائے سیادش اور عین
 در آئے تھوٹ سچی حقیقت اس حال میں گھٹیا لکے غرض کہ مثل آتش خرو و دہ آگ جلی بعد اسکے وہ شاہزادہ
 جلیل مانند خلیل اور عین آگے ٹھہرا جو قوت باہر آیا دامن عصمت میں دہشتا نظر نہ آیا فرسہ و دوسری

زاتش بردی گنڈا اور دو	لبان پرخندہ خان چھپو درو	جو پختیا لکھنؤ کی گول بو	دم آتش آب کیسان بڑ
-----------------------	--------------------------	--------------------------	--------------------

کا دوسرا لپٹے فرزند کی راستی کا یقین ہوا سو داوہ کا بڑا کام زمین نشین ہوا جلا دہ طلب سے قتل کا اشارہ
 سیادش در رستم نے سفارش کی در گذر نیکی سو اچھ نہ چارہ ہوا مگر وہ بد ذات دن رات سیادش کی
 گھات میں بیٹھتی تھی اسی اثنائیں خبر آئی کہ افراسیاب پیر بابا زو سامان حاکم ایران ہے کا دوس نے کہا
 قوم ترک کے نزدیک ترک کرنا عہد و پیمان ٹھیکہ سنان سہل بات ہے محبت قوم ہے بد انکی ذات ہے
 پریشانی میں عجز و منت سے صلح کرتے ہیں دلچسپی ہوتی ہے تو لڑتے ہیں ابکی بار انکی آسائش تلخ و گڑھا جھاک
 کو دیران خزانہ بلخ کرونگا جب تک افراسیاب خستہ و خراب تو دیران سے قرار ہوگا مگر جو صبر و قرار ہوگا
 سیادش سوچا اس لڑائی کا بار اپنے فحشے نو سودا وہ کی جنگ زرگری سے نکلو کا دوس کے عرض کی
 اس حکم کا اس بار فدوی امیر دار ہے متعلق صحت شکن اگر میر سے ہمراہ ہوگا تو افراسیاب بد دیر و دان
 جلد تباہ ہوگا کا دوس نے رستم سے مصلحت پوچھی اس نے بھی سیادش کی خاطر خواہ فعلی دی کہنا شہر بار
 راحت آرام فرمائے مگر اسیادش کے ہمراہ شرط و متکذاری بجائے افراسیاب خستہ و خراب جو حق و خلیل
 خیل اندر سیل روانہ ہوئی اور زر نقد و زون از شمار خیل جنگی کوہ پیکر اسپان سبک جستہ قتار میں میران
 نامدار خنجر گنڈا جو میں ان نبرد اور معرکہ رزم کو نرم و طپ سے اچھا جانتے تھے اور دوس کے ظفر نقد جان
 باند مکر کھنکھولتے تھے دامن گردانتے تھے ہر دم تلوار آتولتے تھے سیادش کے ساتھ چلے کا دوس انیک
 منزل ہمراہ آیا وہاں سے رخصت کیا اور طرف افراسیاب کر سیوز کا انتظار کرتا نامہل سے چلا آتا تھا

گر سیادش نے بجلی تاسر تلخ کا حمہ کیا	چایران فیرتہ بید رنگ	بلد وادہ کاز بساخت
--------------------------------------	----------------------	--------------------

باہر ملان تلخ کا حکم تھا کچھ دن ٹھکے اور جب عافیت تنگ اور زندگی تلخ ہوئی سہاک کے قلعے میں حبیب
 کر سیوز کا قرار آیا پھر دونوں لشکر ٹپے لکین تلخ کی گڑھ شکن اور شمشیر بر قدم آتش کی تلخ پیر فرار ہوئے

قلعے میں آئے ہزار ہا سپاہیال ستم سمند سے دونوں قلعہ بند ہوئے یہ خبر وحشت اثر سنکے افراسیاب
بہت بیتاب ہوا شہر کو عالم خواب میں فرو کر کے چوڑائی کے محذرات عصمت متحرک حال پہنچنے لگیں
چیزیں باج کر پڑیں شہر میں | گاؤں دیرین دیر میں | آخر کار جب تکرار کی نوبت آئی تو کامیاب نے اس وقت
خواب میں دیکھا کہ ایک محل کے چتر ہولناک ہے وہاں سے لشکر میں کھڑے ہوں جہاں تک نگاہ جاتی ہے
سانپ نظر آتے ہیں اور سر پر عقاب منہ دکھاتے ہیں ناگاہ ایران کی طین سے تندر ہوا چلی اور
پہلو ان آئے علم میرا ناگہاں کیسی کی طنائیں کاٹ کے مسمار کیا تمام فوج بھی بکھر کر قتل ہوئی جو سے
خون بھی پھر نکلو گرفتار کر کے کاؤس کے روبرو لیگئے دونوں جوان بلند قامت خرد سال تخت کے
روبرو بیٹھے تھے وہ اوٹھے چتر تلوار لگائی غصے سے نگاہ کی اوسکی ضرب سے مٹنے آہ کی ابتک صدمہ
دل سے ہے بغیر وان حاضر ہے برعکس اوس خواب کی تعبیر کی افراسیاب کی تسکین نہ ہوئی اونے کہا اس
واقعہ کی حقیقت بے کم و کاست بیان کروں کہ اوس کے خوف مہراس نے سیکے ہوش کو اس کھٹے
تختے ایک نے جانکی امان مانگ کے عرض کی کہ بالفصل سیاوش سے لڑنا نامناسب نہیں صلح کرنی ضرور
ہے ورنہ اس جنگ میں خسر ہے فقیر یہ بات افراسیاب کو پسند آئی اوسکو خلعت انعام دیا اور کرسیوز
بھی اسی روز بلج سے بھاگ آیا افراسیاب نے ہدیہ ہائے نامہ گران بہا تختے نہایت تختہ اوسکو کاناہ
لکھنے کرسیوز کو سیاوش کے پاس بھیجا سیاوش نے کسمت تعظیم و تکریم سے بائیں طرف تخت بچھو لے کے
بٹھایا لطف سے پیش آیا دست راست ہتھن غیور سمت چپ کرسیوز روبرو مجلس طربینے سے سبیلے
اوشے نامہ یا خدمت کے وقت پیام زبانی عرض کیا تجھے میں سیاوش نے جہاں پہلو ان مرد کا مردان سے
نام کا مضمون بیان کر کے مصلحت وقت پوچھی ہتھن نے کہا افراسیاب آپ سے لڑنے کی تاب نہ لایا برسرِ حال آیا
لیکن وہ مجھ کو مار رہا ہے اوسکے قول و فعل کا کیا اعتبار ہے وہ دشمنین جو قبول کرے تو مضائقہ نہیں
ایکے یہ کہ سوادھی بطریق گردیجھے اوسمیں نصف غریزہ و اقربا غمگسار ہے پہلو ان نامہ اردو سے
ایران سے جو کچھ لوٹ کے لے گیا ہے جس تسی کو او بار گیا ہو سبائے لوٹ ہمارے پاس پہنچائے
صلح ہو جائے ورنہ کرسیوز نامہ کا جواب لینے آیا سیاوش نے شریف کو سنا یا کرسیوز نے

یہ سب جزا فریسیاب کو لکھا اور سنے قبول کیا پہلوان نامی عزیز گرامی حسب طلب و تمنا کیے اور سرفراز
 بنجرا اوسکے قبضے میں تھے خالی کر دیے آپ بادل تنگ توران سے لب گنگ تہام کیا سیاوش نے
 وہ اسباب بطریق پیشکش رستم کے ہمراہ کیا فتح کی صورت سے کاوش کی آگاہ کیا یہاں تہمتیں لگنے
 سے پیشتر افراسیاب کے خواب کی خبر کیا اوس کو ہونچی تھی بخوشی و مسرت آل کار کا حال موبد و نئے
 تعمیر سب کچھ پوچھ لیا تھا وہ بالاتفاق یہ کہتے تھے کہ بغیر اقبال شہاد اسی سال افراسیاب کا اتصال
 ہو جائیگا مقید آئیکہ جسد مہمان پہلوان بدیہ افراسیاب اور صلح نامہ کا دوسرے روبرو لایا بہت
 افر و خستہ ہونے کے منہ پھرتا کہا صلح سے میں بیزاری پیکار کا طلبگار ہوں اگرچہ اوس لڑائی سے انکار ہے جس سے
 آرام کرو و دوسرا شخص اس کام پر تیار ہے تہمتیں کو یہ کہیں سخت گران گذر ا عرض برابر ہوا جگو ہمراہ کاٹھن
 اقتساب کیسے کسی اور کو اس لڑائی پر نام زد کیجئے کاوش اوسیدم طوس کو سالار لشکر کیا سیاوش
 کو یہ پیام دیا کہ وہ جو سواد می افراسیاب تھے بھیجے ہیں اوس کو میرے پاس روانہ ہے کہ رو بہ رو ہو سکے
 مسترد کرو اور فرخ و لشکر طوس کو حوالے کر کے یہاں چلے آؤ سیاوش نے یہاں اس کے افسردہ
 خاطر ہوا دین سوچا کہ باکپی اطاعت و فرمانبرداری میں عہد شکنی ہوتی ہے تمام زمانہ تاخیر ہو کر کیسے
 اور عدول حکمی میں کہاں جا کے رہیگا اسی طرح دوچار گھڑی عقل سے اور دل سے گفتگو کر لی
 پھر افراسیاب کے لوگوں کو اوس کے پاس رخصت کیا نامہ لکھا کہ کاوش صلح پر راضی نہ واپس اترتی
 میں آیا طوس کو سپہ سالار بنایا وہ مستعد جنگ آمادہ کار زار آئے خبردار میں اپنے عہد پر ایمان پڑا ہوں
 سلطنت کو چھوڑ دیا رو دیا سے منہ موڑا سلسلہ الفت و محبت توڑا اب غم بالآخرم ہے وہاں جائے
 کہ کیا اوس کے ہاتھ نہ آئے وہ خون آشام ہے پسے انتقام ہے والسلام افراسیاب نامے کو بڑے کے حکم پر
 لڑائی کا یقین ہوا پہلے تو کاوش کو نفرین لکھی سیاوش کو تسکین لکھی پھر تحریر کیا کہ کیا اوس سے جگو
 کیسی طرح اشتیاق منظور نہیں اور طوس بچا ہے اوس کو لڑائی کا شعور نہیں جس پر قہقہے مچائے آئے گی
 گو شرمی ہو جائیگی اور ایمانے تشریف فرماں ہو لکھا تھا اگر اس طرف چلے آؤ دلوں کو سزا ناکہ نہیں آئے
 کاوش بعد المشرقین ہو جائے جو نہاں لکھنے ویک خواہ دور استراحت کے منظور ہو گا بھان دل حاضر ہے

<p>نور زنباشی من گن بڑ</p>	<p>یوم پیش فرزند بستہ کر</p>	<p>حیدم جواب با صواب فرمایا کہ پاس سے آیا</p>
----------------------------	------------------------------	---

سیاوش بپاش ہو ابراہم کو بلایا ملک بلخ اور زمانہ تمام سپاہ اسکے سپرد کی لوس کی راہ نیکوئی بن سے
 سوار ہوا لیکے توران کی راہ کی جھون سے پار ہوا افراسیاب سے دوچار ہوا پھر نامہ لوس کو بھدریج
 واکم رقم کیا کہ ایک زن مکارہ عیارہ کی تھمت بیجا سے میرا قتل گوارا تھا بخیمون نے بلا ترغیب بیکناہی کی
 گواہی دی سیاحتش غضب بھی جلتی ہوئی آگ میں سودا وہ کی لاگت سے ڈال دئے مہمان و آشکارا نے
 سلامت اور اس سے نکالا جب میں نے افراسیاب کو تنگ کیا جنگ سے صلح کی نوبت باہر شان مشوکت
 سوچنا کی مفسد کے شکر کا نے سے ایکو نہ پسند آئی اولے مورد عتاب تقصیر وار ہوا لوس فرج کا سپاہ لہ ہوا
 آئندہ کس جانفشانی پر امید وار عنایت و مہربانی ہوتا تاکہ بیودہ اوقات کموت ایسی باتوں سے مجبور
 اپنے پائوں سے وہیں اندر میں میں قتل ہو کر آیا سگ کے تنگ گوارا کیا اگر دشمن خواری سے ہلاک
 کرے بہتر ہے نہ کہ باپ بیزاری سے آئندہ اوٹھا کے دیکھے فردوسی

<p>شدم من غم دردم اتردا</p>	<p>القصد افراسیاب سیاوش کی آمد شکے استقبال کو آیا دوبدو ہو</p>
<p>تو گویے ترافرووسی</p>	<p>سیاوش اور لاپیادہ بید فرو وادلا سپیش دید</p>
<p>بیکو وادند بر چشم</p>	<p>پیر سیاوش کو سوار کیا در شہر سیاہ سے دیوان خاص تکیم و نذر خاکیا</p>

اور دشمن شاہانہ ترتیب ہوا ایک طرف نظربان خوش عدا خبر بار واد نکیساریات جنگ سرود و ہنر لیکر
 حاضر ہوئے اپنے قرینے سے بیٹھے ایک سمت پریرخان ہر جہین شک لبنتان صلیب کا جمع ہوا غلغلہ
 عیش و نشاط تاجرخ برین ہونچا نائے و نوش کا شغل ہا افراسیاب سر محفل سیاوش کی طرح کرنے لگا
 کہا پروردگار نے تین شرف تجھ کو عطا کیے ہیں ایک تو یہ کہ نسل کی قیاد سے ہے دوسرے اس سن
 سال میں اسخ الاقرار ہونا محال ہے تیسرے صاحب حسن و جمال ہے ایک عالم مفتون و شیدائے
 ہماری خوش فہمی حتی کہ غصے اس ہر زمین کو فرو رواں میں کیا اگر گوشہ کلاہ میرا آسمان فرما ہو تو بجا ہے
 تجسا جلیل القدر شاہزادہ عالی گھر سے شہر فرج و نوا افراسیاب و شل اس لطاف عنایت سے
 چرتیا تم مسرور ہوا میری دطال طبیعت سے دور ہوا کلمات شکر زبان لایا کہا جو کچھ ارشاد ہوا فقط

مراحم شہانہ ہے وگرنہ بندہ غریب یا ربیعہ کو مددگار گم کردہ آشیانہ ہے اب ہر روز محبت الفت کے
ترقی ہوتی تھی دلی کلفت کھوتی تھی چند عرصے میں شیعہ خاص باختصاص ہوا رطب یا بس کے مشورہ
سیاوش منوتا تھا پہلے یہ جب رام کر لیتا تو افراسیاب سوتا تھا پیران دیس کہ اکابر سلطنت اور عقل
کل افراسیاب کا تھا حصہ یہ حال دس صاحب قبال کا جو دیکھا سیاوش کو تنالیکا اور یہ کہا فرود کا

بدین مہربانی کہتے شاہ	بنام تو چند آرا مگاہ	چنان کہ خرم بہاشر قوی	نگارش قوی نگارش قوی
-----------------------	----------------------	-----------------------	---------------------

ایسے شفیق کے پاس سے دور جانا عقل کے نزدیک ناروا ہے بڑے مصلحت سے ہے کہ اپنی شادی کرے کہ
مونس و نگار ہوشب تنہائی میں جلیس وہ وفا شعار ہو سیاوش راضی ہو پیران اپنی بیٹی کا کہ یہ اوسکو
حریرہ کہتا تھا اور نام اوس سنبہ کا گلشن تھا اسکے ساتھ عقد کر دیا نہایت حسین و محضین تھی سمجھیں افروز
شب تابا و گار و زگار خستہ احوال تھی فردوسی

سیاوش چرخ و حریرہ بدید	خوش و خوش خیز شامی کرید
------------------------	-------------------------

شب روز فاطمہ غنیدہ اوس سے خرم و شاد کرتا تھا بولکد بھی کہی کا اوس کو اور سلطنت ایران کو نہ یاد
کرتا تھا اتفاقاً کسی ملازم نے سیاوش کے کہا آپ نے شادی میں جلدی کی وگرنہ افراسیاب نے اپنی بیٹی
فرنگیس غرت بلقیس تجویز کی تھی سیاوش نے جواب دیا اب کیا بگڑا ایسے مقدموں میں اتنی بات سے
کہیں غفلت ہوتے ہیں بادشاہزادوں کے سیکڑوں محل ہوتے ہیں یہ کہنے افراسیاب کے بیٹے کو پاس
بلایا یہ ظم زبانی لایا کہ افراسیاب مجھے محبت اپنے فرزندوں سے زیادہ کرتا ہے اور میں بھی باپ سے
زیادہ اوس شاہ عالیجاہ کو مجھکے سپاہ لایا ہوں اگر مجھ کو دامادی مکن فرما کرے شفقت بکبیدہ منو
یہ خبر افراسیاب سنکر راضی ہو گیا سیاوش نے گلشن سے اجازت پائی وہ عاشق نار تھی فرنیہ شاد تھی
کنے لگی میری عین خوشی ہے تجھے زیادہ فرنگیس کی اطاعت کرونگی اونڈیو نکید طرح خدمت میں ہوں گئی
اور اوسے روز رسم کے موافق سامان سابقہ دست کر کے خود گئی حشر و وحشی

نہیں باموید گلشن گرفت	کہ خورشید اگشت تابعت	اور ایسی خدمت کی کہ فرنگیس کی عاشق ہو گئی
-----------------------	----------------------	---

ایک ہفتہ جشن خسروانہ مجلس تکلفا نہ رہی آٹھویں دن فرنگیس سیاوش کے عقد میں آئی نقد و جنس و جواہر
ہاتھی لگوئے بہت افراسیاب نے جہیز ملنے دیکھے حکومت چین اوس شکار خان قن مہ جہیز

کو دی کہ حیدر وزبے دھندلے غیر وہاں سیر کرے سیاوش تو فرنگیس کو ساتھ لیکے چین میں آیا اور یہ حال مفصل کسی نے کاؤس کو سنایا کہ سردار پروردے کھنجر بہت نگین ہوا تسم بھی بے اجازت سیستان میں جا کے خانہ نشین ہوا کاؤس نے طوس کو نامہ لکھا جنگ تو ان سے منع کیا ورنہ سنائے حضا و باعث شکر یک کر سیدوزید نہاد کہ وہ بھی افراسیاب کا داماد تھا اور سیاوش کا پہنچانی عقد و کجالی لکھا ہے کہ سیاوش جو چین میں گیا وہاں کی بوجہ چین ناکار لوگ افراسیاب سے رشتہ کیے کہ کوئی سرزمین پر حضا و ہونڈے کے خبر کرو آخر کار کنار گنگ سکویسند آیا سیاوش سے آگے کس

نہ کرانٹن مہر مراثی سردار | مہر و شادی ہو کر بدم خور | زینبی دھان شہر ہمار کس | یو تو تان بخت و بس

سیاوش نے جگہ دیکھا صحرائے پڑھنا دریاے گنگا کنارہ اویسی عمارت عالمی کی بنا ڈالی اور قلعہ مستحکم بنوایا اوسمیں ایوان کلاں عمارت کی جان تیار ہوا مصوران سکدرست باریک نظر نقاشان نادر بڑا کے کاؤس قہاد شنگ افراسیاب سام نریان زلال و رستم دستا کی تصویریں کھانچے تختہ اژنگ مرقع مانی پیش لائے کر دیا افراسیاب نے خبر سکے خوش ہوا و سیدم ہزار ہار پر اور کار یک ایک سے ایک جلد و سمت بہتر تلاش کر کے بھیجا اور لکھا جو کچھ حرف ہو خیال نہ کرنا روپی کا مال نہ کرنا خاطر خواہ بنانا دم سفر چین سیاوش فرنگیس کو ہمراہ لایا تھا اور کشتہ ماہ چین کو پیران و سیکے پاس سوئیچا تھا اس واسطے کہ وہ حاملہ تھی راہ کی مصوبت نہ اونہ سکتی جب چین گزرے میثا پیدا ہو اگلہ در پریمی خسار افراسیاب او سکودو میں لیکے فرد نام رکھا اور موافق رسم تو بان زعفران لٹکے کے ہاتھ میں لگا کر نشان خیر زعفرانی سیاوش کے پاس نشانی بھیجا اور صیت سے تحائف بھی کر سیدوز کے ہمراہ روانہ کیے یہ بھی افراسیاب کا داماد تھا مگر کیا دودید نہاد تھا سیاوش کے کہنے اوس کہنے کے سینے میں تھے ہر دم منتظر وقت کیل میں رہتا تھا نہ اس میں کمی نہ کرتا تھا الا افراسیاب کے ڈر سے کچھ کسی سے نہ کہتا تھا جب پر فوری سے کر سیدوز سیاوش پاس پہنچا وہ سر سر ہوا و سکودو کہت کچھ دیا مگر استقبال نہ کیا اسکی بد باطنی کا خیال کیا ہر دم زہن کا جا رہا نہات کا تماشا او سکودا کھایا اس کو تہ میں کوڑا لگا تا کہ دونوں کے یوں یہ نطفہ غلط رخصت ہوا افراسیاب کے پاس گیا قصاوت قلبی سے سید ہی باتوں کو لٹے قالب میں بنایا سیاوش کاؤس کی طبیعت کا رنگ

مختر بیان کیا اور لشکر حرار کا جمع کرنا بغرم رزم و پیکار اٹھا کر کیا اور کہا اوسکے تیور نے ظاہر ہوتا ہے کہ تیغ و شام تو ران میں فساد و عظیم برپا ہو دشمن نفل میں ہے دیکھیں انجیام کیا ہوا فریاد بزدلہ رو بہ بازی میں آگیا دھوکا کھا گیا اوس ہر برہنہ شجاعت کی تدبیر سوچنے لگا لیکن کسی بڑا ظاہر نکلیا پھر صلح ٹھہری کہ جیلے سے سیاوش کو میان ہلا کے گرفتار کیجئے قید و بند میں ذلیل و خوار کیجئے نامہ طلب پیراوسی بد باطن کہتا ہے بھی سیاوش نے اوسکی خاطر داری اور سفر کی تیاری جلد کی یہ مفری تمہیل حکم میں مقدمہ برعکس سمجھا کہ اگر یہ فوراً سوچ جائیگا یہ کلام باطل ہوگا افراسیاب اسکی توقیر بڑھائیگا تناسل و شش کو بجا کر افسردہ خاطر ہوئے کہنے لگا دوستانہ اتنا کہتا ہوں جلد جاننا مناسب نہیں اگر دانا ہو سچے جاؤ گے نہیں تو پچھتاؤ گے سیاوش اسکا سبب سمجھنے لگا اوسنے تجاہل کے مالا سیاہ شک کہ قسم کا حرف زبان پر آیا ایسا جان بچھیا بعد از عہد و بیان بیان کیا کہ افراسیاب کو تیرے جاہ و چشم کا رشک ہے غم ہے تجھے آشفتنہ خاطر ہے طبیعت پر ہم ہے چاہتا ہے کہ تجھے ہلا کے یا ستم کرے گلا تیرا تریغ و دودم کرے سیاوش نے جواب دیا کہ وہ مجھے محبت و الفت رکھتا ہے دنیا میں داماد کا جلا و نہیں ستایہ حرکت اوس سے نہوگی کہ سیوز کہنے لگا کہ داماد کی حقیقت بھائی سے زیادہ سنیے میں نہیں آئی جو حقیقی سہیلو حلال کرے اوس حرار نے کی محبت کا کون خیال کرے اور جو چلنا ہی منظور ہے تو اب کی بات لکھ کر تریغ کی طبیعت علیل ہے کیے آئنی کوئی سبیل ہے بعد صحت حاضر خدمت ہوگا سیاوش راست بارشیب و فراز پر نہو چا نامہ لکھنے حوالے کیا پھر تو اوسکی بن آئی افراسیاب نے خوب گجرا آگ لگائی اوسی دم لشکر ہر اہم کر کے افراسیاب نے کوچ کیا رنج سفر اختیار کیا کہ سیوز کو لشکر کا سالار کیا جسم آئیکہ حال سیاوش نے سنا فرنگیس سے کہا کہ سیوز سیاقا فرودوسی

فرنگیس گرفت کیسے بدست	گل رخوان ایفندی نسبت
فرنگیس نے مشورہ کیا کہ تو ایران کو چلا جا میں مجبور	زگھتار و کردار افراسیاب
ایک روز وہ ہمیر بہت آب	زگھتار و کردار افراسیاب

ہوئے یہ بار لیکر تیرے ہمراہ فرار نہو سکونگی بہر گین شام و سحر اسی جا پسر کو نگی پانچ چہرے جینے کا حاصل ستا گھوڑے کی سواری اور بھگنے میں ہر سر زخل تھا سیاوش نے ہزار سواری راہی جانفتائی کر نیوالے رات لیے چلا دم رخت فرنگیس سے کہا کہ اگر پروردگار تجھے فرزند کے تو کفر نام کھنا ہماری یاد

علی الروام رکھنا افراسیاب کے فرار سے آگاہ ہو کے یلغار آیا تقدیر نے مقابلہ کروایا ہزاروں
 کی حقیقت لاکھوں کے روبرو کیا ہوتی ہے ایک کی دوسرے سے دوا ہوتی ہے سب کے سب
 جان سے سیر ہوئے تھے شمشیر سے سیاوش کا گھوڑا پی ہوا وہ پیادہ ہوا مرگ کا آمادہ ہوا افراسیاب نے
 فوج سے کہا اس شیر کو حلقے میں گھیر لو پاس نہ آنے دو وہ تدبیر کرو ورنہ باران تیر کر ڈال دو ونگو
 اسکی تنہائی کا لال ہوا قتل سے انکار کیا مگر زندہ گرفتار کیا فرنگیس نے دامن و گریبان چاک کیا
 سردار و آغشتہ بخون و خاک کیا اور افراسیاب کے روبرو آئی ہنوت سے گلے زبان پر لائی فرووسی

کس بگینہ برتن اوستم	گر گیتی دور و رفت بر بادوم	کنون زندہ کاؤس شاہ	چو تاج چوین رستم کین خواہ
اکیں سیاوش خوشند آب	اگر خلق نفرین افراسیاب	دل شاہ تو راں و بر خست	ہمین خیر خیم خود را بد خست

فرنگیس کی امید منقطع ہوئی ناچار بادل زخم دار بامید نظارہ و پسین سیاوش کے قریں آئی فرووسی

چنانکہ روسیہ و شمشیر	دور و رفت بر بادوم	اگر گیتی دور و رفت بر بادوم	اگر گیتی دور و رفت بر بادوم
خدا شکست بر آسان کناد	دل بگالت ہر آسان کناد	دوسرا روز غم اندونہ ہو	افراسیاب نے گرد نام

ایک پہلوان تھا اوس سے کہا کہ سیاوش کو سر میدان کشان کشان لاؤ چلا فرووسی

سیاوش بیاورد بر کردگار	اگرچہ تیرا زبانی زندہ کار	اگرچہ تیرا زبانی زندہ کار	اگرچہ تیرا زبانی زندہ کار
کہ خواہد ازین کشان کین من	کہ تازہ و کشور آئین من	غرض کہ پہلوان نے طشت طلب کیا سیاوش	غرض کہ پہلوان نے طشت طلب کیا سیاوش

کاسرکاش کے سر نیز سے پر چڑھایا اور وہ طشت پر خون افراسیاب کے روبرو لایا فرووسی

کے طشت نیماورد بر سر	خدا کرد از ان سر و کین بر سر	اوس سفاک بیباک نے سر لٹکایا خون ابر سر زمین	اوس سفاک بیباک نے سر لٹکایا خون ابر سر زمین
برادر الکھا ہے کہ جیتے	زین خون بگینا ہے	سے رنگین ہوا تو خالی لیں دھارے	بفریق یا دگار ایک

گمانس کو اوس مقام سے پیدا کیا خون سیاوشان اوس کا نام ہے فائدہ اوس کا زبان زرد خاصہ دعام سے ہے

کیا اگر کوفت و غم من نشان	اگر خون ہی خون سیاوشان	یہ خلق فائدہ ہستند	اگرچہ طشت از خون ان ہر
---------------------------	------------------------	--------------------	------------------------

فرنگیس با جان سوختہ و دل داغدار اوس کے مزار پر گئی نال و آہ کیا کی حال سپت تباہ کی افراسیاب کو
 اس حال کی جب خبر ہوئی کہ سیموز سے کہا اوس کو قید کر کے ایسا مار دو تیرے کلیف دے کہ لیسٹین

اوسکا پیٹا گر جالے استقامت حاصل ہو گوز نیست میں خلل ہو اور الفت سیاوش سے اسکی طبیعت پھر جائے
پیران دیسہ اس قصے سے ناگاہ گاہ ہوا افراسیاب کے حضور میں آیا یہ کلمے زبان پر لایا فروغوسی

ہمانا بخود فرنگیس نکت	نداو گشتا منی تاج و نہ تخت	الکشاہ روشن کند جان من	فرستہ مرا در سخاں من
-----------------------	----------------------------	------------------------	----------------------

افراسیاب نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ کبھی گھر سے بیرون در قدم رکھنے نہ پائے اور جو وقت
لڑکا ہو تو میرے رو بروائے پیران دیسہ نے سب کو قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا فرنگیس کو اپنے
گھر میں لے آیا پس نے بیٹے کو منع کیا تشفی کر کے نشیب و فراز سمجھایا الفقہ جب مدت حمل پوری ہوئی
دروزدہ ہو گئے لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا حسب وصیت سیاوش خوشبو کنج و رکھا اور دودھ پلانی کو دایہ
مقرر کر کے گلہ بان جو معتد علیہ تھا وہ لڑکا مع دایہ اوسکے حوالے کیا اور یہ تاکید کی کہ صحرابین اوسکو
دو دوام سے بچا کے آرام سے پرورش میں مصروف رہنا اور اس حال کی کسی کو خبر نہ ہونے پائے
یہ راز زبان پر نہ آئے وہاں اوسی شب کو خواب افراسیاب نے دیکھا کہ ایک شخص شمع روشن ہاتھ میں
چھپے سیاوش تلوار کھینچے آیا ہے چاہتا ہے کہ میرا ریح ہستی گل کے ملک میں اندھیرا بالکل کرے اور یہاں
ازین جوان نشین ہزارا کور

از فرجام گیتی کیے پاؤں	کر روز فوٹین و جشن سنوت	شب بلند شاہ کخیر ست
------------------------	-------------------------	---------------------

افراسیاب بعد اضطراب چونک پڑ پیران کو بلا کے پوچھا فرنگیس کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا اوسنے
کہا درست ہے کہا میرے دربر والا میں دیکھتا ہوں گاہ پیران دیسہ جواب دیا کہ فوراً اوس لڑکے کو میں نے
جنگل میں پھینک دیا باوجود وعدہ سامنے نہ لایا اس میں یہ مصلحت تھی کہ تجھے آفت عظیم سے بچایا قتل
یتیم سے بچایا ایک تو سیاوش کو بے ثبوت جرم و گناہ عداوت پر خواہ سے قتل کر چکا ہے خاص میں ہو
سے بھر چکا ہے اب جو یتیم کا خون بر فرش خاک گرتا آسمان پر عرش پاک کرتا کونسی تدبیر کام آتی آفت و بلا
سے ساکنان شہر کو بچاتی لکھا ہے کہ جس روز سے ہنگامہ قتل سیاوش ہوا تھا افراسیاب شب خواب
پریشان ہوا کہ نہ کہتا تھا رونا تھا چین سے نہ سوتا تھا اور کریموں کا فتور کھل گیا تھا کوفت ہر دم کے
افراسیاب کا بدن گھل گیا تھا یہ شکے چپ ہو رہا کیونکہ صاحب کخیر و اوس صحرابین جس جس کا ہوا
پیران نے معلوم و ادیب کی تاج و روزگار تیر انداز ہمسوار کھینچی گئی جو جو علم و ہنر شاہ و شہر مار و نہکے ہوتے

بنین شاہزادے جس پر روشنی ہے پرورش پاتے ہیں جتنی چیزیں اوکو سکھاتے ہیں سب کچھ
 اوکو اوی دشت میں سکھایا جسم او سے سب علاج سے چٹھی پائی بران دیسہ کو خسر و کی ہمت و
 جرات جو دت طبیعت کی خبر آئی تو ایک وزیر بریل نکو را فرسیاب سے کہنے لگا کہ فرنگیس کا بیٹا گل
 میں پرورش ہوا تھا اوکو جنون ہو گیا دن رات دیوانوں کی طرح وہابی تباری بکتا رہے کوئی کام اس
 ناکام سے ہو نہیں سکتا ہے اگر فرسیاب نے کہا میرے سارے اوکو لاؤ کسی سے بلو او میرا دیسہ
 خسر کو سکھائے گے کیا کہ فرسیاب مجھے گفتگو کرے یا کچھ حال پوچھے تو دیوانہ وار گفتگو کرنا مجنونانہ
 ہائے ہو کر نا القہہ جب خسر و فرسیاب کے روبرو یا مذمت سے او سے سر جھکایا دم تقریر خیر و
 عجبات میں کہیں اگر صبح کا حال پوچھا تو مذکور شام کیا ہر طرح سے اپنا کام کیا فرسیاب کی خاطر جمع ہوئی
 انتقام خون پیر کا لکھا مٹا کہ یہ مجنون ہے حال سکا زبون ہے یہ سمجھا کہ خرابی انجام کا ہے دیوانہ بکار خود
 ہشیار ہے حکم کیا کہ یہ لڑکا فرنگیس کے حواپے کر دیکھ کھانے کو مقرر کر دو کہ دونوں گذر کریں۔ قبر
 سیاوش زندگی بسر کریں غرض کہ وہ جو عمارت عالی شان تحفہ مکان سیاوش نے بنوائے تھے
 اب ویران ہے لیکن تھے یہ وہاں گوشہ نشین تھے دونوں غارت گریں ہو گئے آگاہ ہو یا پیر پیر
 کا قتل فرزند جو ان پر تالہ پونچھا ناثر میں سے آسمان پر رستم کی طلب
 سودا وہ کا مارنا فرسیاب چچی لڑائی جسدیم یہ خبر وشت اثر جاگزا قتل سیاوش کی
 ایران میں کاؤس کو پوچھی کہ بیٹا اس فلت خواری سے مارا گیا میگاہ کا ستر حق اقرار کیا الف پیری
 نے بیسنے میں جوش کھایا تخت جگر خوتا بدل کی راہ ہو کر شرم ترک راہ سے نکل آیا لشکر نصرت اثر
 کو جمع کر کے رستم نامور کو بلا یا حال سنایا آفتن نے شدت سے گریہ وزاری فریاد و مقیاری کی
 پھر کہا یہ سب فساد سودا وہ بد بخت کی بدولت ہوا جو او پر تہمت چیا کر گشتی تو وہ کاہے کو فرسیاب
 سے پاس جاتا یہ روز سیاہ پیش آتا کاؤس نے کہا چ ہے رستم نے کہا ایسی ہکار خو خوار عورت سے
 گرفتار رہنا عقل مصلحت اندیش کے نزدیک بہت دوسرے باعث فتنہ موجب فتور ہے فردوسی

کیسے کو بدست را بن	گفت بہر او از فرمان	اگر کینک دینی ن را بن	مندان افر نام بودی زن
--------------------	---------------------	-----------------------	-----------------------

یہ کہے مجلس کے سلطان بن جاگر سوداؤ کا مرتب سے جدا کیا اور بے تامل بالشکر گران متوجہ ہرگز
ایران ہوا قتل سوداؤ سے مرگ سیاوش مشہور ہوئی گوگر خیر ہوئی طمان نامہ ار سپہ سالار تین خیر
گزار سیاوش کے قاتل وار ہوئے سب لباس سیاہ کیا غم انتقام خون بے گناہ کیا بادل
خارخاراؤ جنگ مستعد کیا ہوئے اشرارے راہ میں حاکم سجناب نے مقابلہ کیا ایک ضرب میں
دو ہوا یہ خیر افراسیاب کو پہنچی سرخہ نام ایک پہلوان زبردست فشاہ زور سے بدست تھا تیس
ہزار سوار آماہ پیکار اسکے ہمارہ کر کے رستم سے لڑنے کو بھیجا جس دم مقابلہ ہوا پہلے سرخہ میرا فین
آیا روئے سیاہ پر سے نکلے دکھایا اور مبارز طلب ہوا فخر رستم کا بیٹا تھا اون سے آئے
کندین لپیٹا سر میدان یہ منہ دکھایا کہ اوس مرگ رسیدہ کو زندہ گرفتار کر کے رستم کے روبرو لایا پلٹیں
نے طوس سے کہا مثل سیاوش اسکو فوج کر کے کاؤس کے پاس مسجد و کہ پادسکو تسکین ہوا سواسطے
کہ افراسیاب سرخہ کو اپنے بیٹے سے کم نہ تھا غرض کہ طوس نے طشت منگا کر سرخہ کو فوج کیا وہ
طشت پر خون اور سر اوس بخت و اثر و نکا کیا اوس کے حضور میں روانہ کیا اس وقت سے افراسیاب
کی کمر ٹوٹ گئی زمانہ نظر میں سیاہ ہوا ایسا حال تباہ ہوا غصہ کی غمان ہاتھ سے چھوٹ گئی کہا اب بخت
ہماری ہے مرنے کی تیار ہے اور اطراف و جوانب سے فوج بحیاب جمع کر کے رستم کے
مقابلہ کو آیا جس دم سامنا ہوا اور طریقین سے عسک کارزار تیار ہوئی جہاں تک پیک نظر جاتا تھا

سوار کا نظر اٹھا تھا	نہاں گشت شہر گیتی فروز	تو گشتی شہر پیدانہ روز	شہزادہ اسپان میں لایا رنگ
نیزہ ہوا شہر چوشت پلنگ	پایم بران لیسہ چھوٹا بھائی	تھا بڑا زبردست جوان	سردمان اوسنے کرنا
آن کرستم سے میں مقابلہ کرونگا	افراسیاب نے کہا جو تو اوسے مارے گا	تو نصف توران اور انجی	بیٹی نوجوان تجھے دوں گا حاکم کرونگا
اور گھوڑا خاصہ مع سلاح جنگ اوس	منگ بھر شجاعت کو دے	رضت کیا بڑو کر دے	پایم سر میدان آیا قرووسی
بازو دیناں اسیاں کریشہ	پایم نے بھیتی تمام تلوار خالی	دیکھتے نیزہ کیو کی کر	بازو دیناں گشت رستم کجاست
میں لگا کھپا ہا کہ فغانہ زین سے اٹھا	الون فرامرز نے بجلدی تمام تلوار علم	کر نیزہ قلم کیا پایم	جھلائے

تلوار پر ہاتھ ڈالا اور اس چمک سے لڑنے لگا کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی گویا اور فرار ہو نہ تو نہ کرنا چہ
 کیا رستم نے یہ حال دیکھ کر رخس کو جو لان کیا غم میدان کیا اور برابر کے گویا اور فرار نہ کرنا چہ کیا
 خود مقابلہ کیا سپہ ستم اسی گرم خبر بھی سن تلوار ستم کے سر پر گالی چھینا کے کی آواز زانی تلوار ٹوٹ گئی ہاتھ سے

چھوٹ گئی مگر رستم سے پہلوان کا مغیر نشان ہو گیا	جنگم اندر آمد شہ نامدا	عنان پر یہ بچید در کارزار
کے نیزہ زد و دگر بنداد	بہی و ناقلب ان سپاہ	بمید آتش خوار در قلعہ گاد
چنین گفت رستم با فریسا	کون خور گنج و مال سپاہ	بدودہ کہ نیزہ بر قبا و گاد
بامید و ختر پلایں را بربنگ	بجا و سیاوش چہ کردی وفا	کہ دیگر گسان را نالی صفا

ایسے کلمے سخت ادس صاحب فرس و سخت کو سنا کر سپہ ستم کو قلب گاہ میں پھینک کے اپنے لشکر کی طرف پھرا
 سیکو اتنی جرات نہوئی کہ رستم سے آنکھ ملائے جس طرف بڑھتا تھا کوئی منہ پر نہ پڑتا تھا پہلو انوکھا
 دل ٹوٹ گیا سپاہ ستم باندھنے سے جی چھوٹ گیا جس سے افراسیاب نے لڑنے کا اشارہ کیا
 وہ بگڑنے لگا زمین پکڑنے لگا ایک نے سامنا نہ کیا مجبور افراسیاب نے بصدیج و تاب گھوڑا بڑھایا ستم
 ہنستا ہوا اپنے پرے سے نکل آیا آواز بلند سنایا کہ آج سر میدان سیاوش کے خون کا بدلہ لیتا ہوں
 فاش نہک تجکو دیتا ہوں افراسیاب نیزہ بکڑ کے دو بدودہ ہوا چند طفون کے بعد نیزہ تان کے تھمتن کے
 سینے پر لگایا چو شہن پر اثر کیا رستم نے خشتنک کے نیزے سے جواب دیا وہ تو بچ گیا گھوڑا زخمی ہوا
 گلاو زور در اندر آمد سپر

ایقتادار و شاہ چرخش کر	جہان پہلوان نے چاہا کہ سر میدان بر نوک
سنان سے سر بلند کردن کہ ہومان پہلوان نے	دور گر ز رخس کے سر پر رستم تو نگر اگر ضرب کے
صدیج سے گھوڑے نے سر جھاڑا اتنی فرصت افراسیاب نے	جو پائی دوسرے گھوڑے پر بیٹھ گیا
دو ٹھالی تھمتن ہومان پر حملہ آور ہوا اسکا بھی حال خوف سے بوج دگر ہوا بھاگا رستم نے	تقاب کیا سنان فوج نے جو گرشتہ اقبال
فریاد گج ان کہ جان	بکزد و نال ترانیان
کینہہ اور فرنگیس کس میرے پاس لاؤ اگر رستم کے ہاتھ کینہہ و آئے گا قصہ بڑھ جائیگا	افراسیاب نے سواروں سے کہا جلد جا کے

پیران سے کہادہ دینا ہے چہن کے پاس ہے وہ ان بشر کا کب گناہ ہے جس کے چہن ہرگز نہ کہاجان پہلو ان
شادان باخ و طغر از سیاب کے تخت پر بیٹھا توران تحت حکومت ہوا **سرد و سہی**
تختن شہنشاہ تخت او | ابی اندرادر سر تخت او | از ایوان ہمہ گنواہار جہت | بختن با او یکا یک دست

سات برس کے لطف کے ساتھ توران کی سلطنت کی افرسیاب کی تلاش میں فوج بھیجی پھر
وہاں کی حکومت فراہم کر سونپی آپ سب ال و رکھ میر خیمہ راہ لینے کیا اوس کی خدمت میں آبادستان
گذشتہ مفصل ہر زبان الی الی کو بطلب کئی و فرنگیں دیا یہ چین کی طرف بھیجا جب کبھی رخصت ہو گیا تو
گو در نے خواب میں حسد کو دیکھا اُس نے جزیرے کا نام اپنے رہنے کا مقام سب تیار کیا گو در نے
کیوں لوگ نام اور مقام بتائے گیو کے پیچھے دوڑائے کہا جہاں وہ ملیں گے کتنا رفاقت میں رہنا
وہ ہوندر ہنا گیو کا کخیسرو کو پھر مایا لب چشمہ اوس شکار کو لے کے چائنا پیران ولسہ
کی لڑائی اور گرفتاری التقدیر کی منزل و مقام بادل پر آلام سے کرتا جاتا تھا جس کو چھٹا کخیسرو
کا تیانہ بتاتا تھا پھرتے پھرتے گیو تنگ ہوا یا ہاکہ پیر طون غیرت اٹھ ہوئی جرات نے رخصت نہ ہوئی
سے کھا اگر بے نیل مرام پیر جاوے رستم کو منہ کیا دگھا گے ایک وزیر بھی مطلع ہوا اور مرد و بخت
کا مگار سے کچھ آدمی اوس نشست میں دوچار ہو گئے کیونے پوچھا کہ اس محلے ہولناک جنگل پر خطر
میں تم کہاں جاتے ہو کہ ہر سے آتے ہو اذنوں نے جواب دیا کہ ہم پیران ولسہ کے نوکر ہیں کخیسرو کو
پاس بھیجا ہے سنتے ہی دل میں شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا پتا سب پوچھ لیا اپنا حال پوچھا پوچھا
اون لوگوں نے گیو کو ویسے خوف کیا یا اور ایسا ہر اس آیا کہ بھاگ گئے صبح کو گیو نے کسی کو نیایا
پوچھتے ہوئے پتے پر قدم بڑھایا اوسکی نظر بفضل رب مہی دوسرے کی پروا کب تھی چلا کئی دن کے
بعد ایک چشمہ سرد و شیریں روان نظر آیا اور ایک جوان بعد فروشان کیا ان یا یا جام سے
لا را خام دردست نشاہ شباب سے مست گیو نے دے کہا اندھا کھر کہ منزل مقصد کو پہنچا لب چشمہ
جو یہ سرد روان ہے بیشک کچھ سردی شان ہے فرمایا دست ادب باندھ کے شرط بندی کجا لایا
عرض کی کہ اے جوان دولت صاحب دولت و شوکت بادہ نوش خلف سید و شوقی ہے یہاں

نگاہ اول گنہگار پہنچا تو فرمایا تو گوزر کا بیٹا کیوں ہے اسکو تعجب ہوا قدم
 کہ اسے سلطان دس زمین ایک کوئی دیکھتین ہوا کہ میں گویا ہوں خسرو نے کہا میری ماں نے گار خانہ سیاوش
 میں سب پہلو ان کی تصویریں دکھا کے نام بتائے تھے میرے باپ نے بڑی مشقت سے سب کے
 نقشے کچھ لائے تھے لیکن نقشے کیونکر دریافت کیا اسے عرض کی حضور کے چہرے سے دبیر
 شوکت سلطانی بھرے سے فرکیانی حیان ہے مگر امیر ہوں کہ دست راست کا بازو دیکھوں فردوسی

برہنہن جیشین محمود شاہ	نگہ کر کیوان نشان سیاہ	کہ میراث بولار کے وکیقباد	دستی بلیان بدکیان انزاد
------------------------	------------------------	---------------------------	-------------------------

کیونے زمین پر سر جھکا یا شکر کا سجہ بچا لایا اپنے گھوڑے پر سوار کر کے فرنگیں کے پاس آیا
 اسنے کہا یہاں وقفہ مناسب ہیں اور جو سواری کی فکر ہے تو قرین غراب سے تھوڑا سا پلہ ہے وہاں
 افراسیاب کا گھر ہے اسین ہزار ایک چھپسے کا نام ہے اوپر نہ زمین ہے نہ لگام ہے نہ زلف تازہ کام ہے
 افراسیاب نے اپنی سواری کے واسطے پالا سے بڑا دوڑنے والا ہے اسے لاگو وہاں گیا
 ہزار بلکہ اس کے ساتھ اور ایک آد فرنگیں کی خاطر لایا یہ سب باہم بے اندیشہ و غم وہاں سے
 گرم نیز باد تند سے تیز ایران بادل فرحان ہے اور وہ لوگ جو کینخرو کے واسطے کچھ لیسے
 آئے تھے سر پٹے خالی پھرے پیران کو خبر ہو چلی کہ غضب ہوا کیونفرنگیں اور کینخرو کو لے گیا

چو شیر پیران غین گشت سخت	بلرزیر برسان بگ دست	اوسید وقت گلبا د کے ہمراہ تین سے سوار ہزار
--------------------------	---------------------	--

رزم خواہ روانہ کیے کہ گوزر نہ جانے اور لیجا نے نیلے یہ برق و باد سے تند و تیز تعاقب تے جاہو پوچھا
 یہاں کس راہ سے کینخرو والا جاہ اور کیونو گئے تھے آہٹ سے گیوی آنگہ کھلی دیکھا کہ حریف
 آپوچے مسلح ہو کے ہزار پیر سوار ہوا فوج سے دو چار ہوا زبر نیا دیکھا خدا کو یاد کیا فردوسی

میان بولان بر باد چو گرد	زیر خاشا و خاک تند لاجورد	نیلے بے تیغ و زماںے برگرز	ہمیر خیا بین بالا سے بزر
--------------------------	---------------------------	---------------------------	--------------------------

مثل شیر گرسنہ جب طرف حملہ کر کے جاتا تھا یہ کابرا دن بزدلوں کا تھا تا تھا الفقہ دو چار حملے کی
 بھی ثابت لائے ایک جہاز سے تین سے سوار بھاگے اور انکو بھاگے کینخرو کو جگایا کشتہ کا انبار دکھایا
 حقیقت حال گذشتہ زمانہ پر لایا یہ تو بادل شاد و دانہ سے رہا اور فریاد کرتے پیران کیسے کچاس

بدحواس کرنے کی وجہ سے دیکھا کہ اس نے نفیر کی کہا ایک سوار نے تم سب کو بھگا یا تو سوخت بغیر تھا کہ زندہ
 میرے پاس کے آیا وہ کیوں تشریف کرنے لگا کہ رستم و سام سے وہ کام نہ ہو جو اس نے کیا میراں نے
 کچھ نانا خود عازم ہو ایساں فرنگیس سفر دراز کی محل منتہی منزل غزل راہ طے کرتی تھی پیران غنیطین
 سوسو کو سولیا لانا تھا شہر نیکی تاب نہ لاتا تھا قضاے کا جس روز وہ اپو بچا خسرو بھی اور گیو ہوتا تھا
 فرنگیس کی آنکھ جو کھٹی فوج کی آمد معلوم ہوئی اور پرچم علم پیران کا دور سے نظر آیا اسے دو لون کو
 نیند سے جگا یا کہ دشمن قریب آیا کھیر دے کہا ابکی باری میں لڑو گا انکو پست پا کر دگا گیو نے عرض کیا
 کہ تو سلطان باغ و قمار ہے اقبال تیرا مدد کو کافی ہے لڑنیو یہ جان متارتیا رہے فردوسی

جہاندار بہر وزیر من است	اسرا خزاندر کنار من است	یہ کہکے مقابلہ کیا پیران نے کہا تو نے تنہا میری
اگر گوہ آہن بود یک سوار	برایند چون ہر گردش ہزار	کند آئینہ در بر چاک
بجز ارمی زاری کشید و نہاک		

گیو نے جواب دیا ہزار بکریوں کو ایک شیر کفایت کرتا ہے بہادر و مکی کون حمایت کرتا ہے اتنا کیوں
 گھرانے ہے جو اول کو کون نے دیکھا وہی تیرے سامنے آتا ہے فردوسی

زمین نام مری بگیتی مخوام	ایک جگہ میں یہ قول تو قرار ہو گا تو زندہ میرے ہاتھ گرفتار ہو گا اور اسی تو افراسیاب
کم ملک ابودریا و آب	اور اس گلے ٹھلے سے پیران ولیسہ کو لاکاراک
چیزان کیو این سہنا شنید	بلبریز شہن چہ زندہ بید
	ہم انجان شیرین بشناید

ہر اس دل میں آیا کہ گجر کے گیو سے کہا جا بختے اور کیخسرو سے ہاتھ اوٹھایا گیو نے جواب کیا کہ اب میں
 زندہ موڑو لگا بختے زندہ چھوڑو لگا پیران تاجدار ہوا جان بچانے کو نہرا ہوا فردوسی

گریزان چو پہلوان بلند	نزد تر کشا پیمان کند	کند کے خلق گیو کے ہاتھ سے جو کھلے
-----------------------	----------------------	-----------------------------------

پیران ولیسہ کی خلق اور گردن میں بند ہوئے باعث ضد گرد نہ ہوئے فوج نے حملہ کیا یا با کہ یہاں
 ہو کند گردنے جدا ہو کیا بار سب نیزے را و تیر لگائے گیو کے جوشن پر کار گرد آئے کشان

خمد کیا کوئی مقابلے کی تاب نہ لایا جیسے بھیڑیں بھیرے سے بھاگتی ہیں آہ کیا پیر و ہاں سے
 کیونا مورع الخیر با فتح و ظفر کھینچے کے روبرو حاضر ہوا کہا اب تک سکون نہ کیوں کھا فرمے تیس ہزار ترک
 بر زبان لالی پیران کی حمایت کی شفاعت کی خسر و کے پالنے نے جان بچائی کیونے کہا میں دریسہ
 کھائی ہے کہ اس مشرب کے خون سے میں لالہ گون کرونگا اس حرافرادیو حلال کے تے تیج خون کا
 اسکے انوسے لال کر کے کاؤس کو دکھاؤنگا ناروغ و زغن کو بوٹیاں اسکی کھلاؤنگا کھینچنے فرمایا اسکے
 کان چھید کے خاک کو رنگ لے تیرا کام ہو جائیگا اسکی جان جو بچ جائیگی میرا نام ہو جائے گا القصد
 حسب ارشاد و کھینچنے والا نرا دیکھو عمل میں لایا کان چھید کے چھوڑ دیا وہ دریدہ گوش باختہ ہوش فراسیاب
 کے سامنے گیا حال مفصل عرض کیا اوسنے طیش کھا کے فرمان گرفتاری با بجا تحریر فرمائے اور جیون
 کے گذرنا نوٹو تاکید کید تحریر کی کہ کشتی اوسکے ہاتھ نہ آئے تا مانع عبور نہ رہا دریا کی طغیانی ہو یا نہ ورق
 حیات تلاطم امواج سپیدار میں طوفانی ہو پھر آپ یلغار فوج ساتھ لیکر روانہ ہوا یہاں کھینچنے پر اقبال روز
 افزوں کٹار جیون آپو نچا ملا حول نے خوف افزا سیاب سے ناندنی بہت گفتگو بھی اوسوقت کیونے
 کہا کا وہ فریڈون کو دجلہ بغداد سے بے زور قی و کشتی خرم و شاد دے گیا آپکو بھی اونکی پروپی درکار ہے
 جو فضل خدا یا رہے تو یہ بڑا بھی باز رہے یہ کھلے سکے خسر و نے دریا میں گھوڑا ڈالا فرنگیس اور گیو
 دونوں ہمراہ ہوئے چشم بردن حافظ حقیقی نے صحیح و سالم اوس بحر زخار سے پار نکالا گذر بان شمشیر
 حیران تھے کہ یہ جن تھے یا انسان تھے ایسے بوجہ و گرداب سے تلاطم آب سے کس طرح پار ہوئے تھے قصداً
 افزا سیاب بھی اوسی وقت وارد ہوا کھینچنے کو دریا کے پار پایا خجالت سے ہمہ تن آب ہو اکیلی جاکر
 کہا اب ہونا نام خفیف تو ران کو بہر اکیو کھینچنے کو لیکے ایران میں داخل ہو مطلب حاصل ہو کاؤس کو
 خبر ہوئی ہران سپاہ امیر وزیر ترقی خواہ استقبال کو آئے شہر راستہ ہوا ہاتھوں ہاتھ کاؤس کے روبرو
 لائے جسم کھینچنے و نظر آیا کاؤس کا دل بھرا ماتحت سے اوٹھا گلے سے لگایا دیر تک پیار کیا
 روبرو ہوا ہزار گیارہ دوسرا تخت برابر بچھو اسکے خسر و کو بٹھایا دست و عابد گراہ جل و علا اوٹھایا

سرور شیدا

یہ جو ان سے کہا وہ سیراوسن دولت کو خواہاں سلطنت تھے ملکہ اطاعت کیخبر میں دست
میرے پاس آیا وہ کہہ سکتے گردان ایران کہ جزا تو پیش فرما کر چلیے۔ دوسرے روز کو دروازے

کچھ زمانہ خود غائب رہے گھر میں آراستہ کر کے تمام نامداروں کو پہنچا دیا اور ان کو طلب کیا نہرو دلوالی مگر طوٹن آیا

وہ لقمہ ہوئی ہے

یہ لوگ جس سے ایل شکریت

مید کوئی بھڑائی میں نہ بخت

نہ خیر و نہ رادھی و لا الہ الا

معناں جاہنگیری

میں نے دیا ہے گا کوس نے جواب دیا کہ میرے دو بیروں دونوں بکساں ہیں۔ اس کا فضا کا دینا گناہ ہے

حضرت علیؓ کے دور کے دیگر دونوں گواہوں نے سامنے ملا کے کہا کہ ہمیں دیر دلو کا کچھ اور بتاؤ۔

و سکون فتح کرے دی سلطنت کے اس بات سے طوم اور فرسہ زدوں اور باطنی سے رہنے قدم

وہ نے فوج سمراہ کر کے رخصت کیا مہ دار لشکر طوس۔ یہاں وراہ طکر کے قلعہ کے

نخے دشت کروا سنگران نظر آماجسٹون نگاہ گم شمشاد تشدد و دواال نظر آجاتا و فر

خود نے سہارا فوراً کتاب سے اٹھا کر ان کے پاس لے گیا۔

[illegible]

شعور و فکر کے عالم میں اگر کوئی انسان اپنے

تقریباً ۱۰۰۰ سال کے حالات

پہلے سے پہلے کے جی بوجھ دست پر عمارتوں کو سارا زمانہ دیوان حاکم

ہاں سو کے سے جواب دے دیے چھہ ہرن تو کیا بچے پہانے کا ہے تھے

ری پا یعنی نہ کسی بھی جو چھٹی دینی بھی کسی الفتنہ ایک ہفتہ اوس صحابہ میں بادل کیا کیا یکین بخورد

انہوں نے دن بھر ہوا مخالف و خاص فریاد اور کوس کج سے مایوس گاہیں کے رد فرمائے

مجلس کومع لیود کوندز باسیاه جبر از موده کابر و اندکیا جسد شمشیران ما اقبال بفروخت کمال

السرور و طغریز علم فیوزی بیک جوان هر ایک شود در برابر القصد و صحت ای تشنگی نظر آید

مقام ہوا سفر تمام ہوا دم سحر شاہزادہ والا لکھ اسما علیٰ بن خضاب میں کہیں بزرگ نے قاتل کو

تو نے کہیں نہ کی تا فرمانی کی کہ نہ خیال کیا فرد کو بے سبب نخر سید اسے حلال کیا پھر وہاں سے
 کوچ کیا اور لڑائیاں ہوئیں دو بار قلعے کی صفائیاں ہوئیں اس سے میں افراسیاب نے تیس ہزار ترک
 سے نرانہ پہلوان کو بھیجا نیزن کے ساتھ سے وہ تو زخمی ہو کے بھاگا فرج کا ترانہ اور پیران ویسے
 بھی چالیس ہزار سواری تیرا فوجیں خبر گذار لیگے آپو پنا بسک فریبست گہو کی ہیبت اس کے دل میں تھی دنگو
 لڑنے کی تاب نہ لایا پھر چون آیا خون کا دیا بھجایا بہت ایوان قتل سے طوس شہیت سے مایوس
 فریبرز کے پاس پہونچا اور وہی راز گزیر کا فرمان آیا کہ طوس نے تا فرمان کی فرد کی خفاشتہ لڑائی کو
 یا زنجیر اسیر کر کے ہمارے پاس بھیج دو لڑائی میں سرگرم رہو طوس کو فریبرز نے خسرو کے پاس نہ کیا
 آپ پیران سے لڑا جنگ عظیم ہوئی پرے کے پے جو الفون سے نامی پہلوانوں سے خالی
 ہونے کے دفعہ دشت یکسر کشتوں سے بھر گئے ہر ایک حق نمک سے او اس کے نام روشن
 کر گیا اور درز کے ساتھ آٹھ ہزار زندہ بچے ستر عزیز و اقربا قتل تھے اور ترکوں سے نئے نئے ہزار خوار
 ہر دے خاک و خون میں غلطان ہوا سارا جنگل لہو لہاں ہوا فریبرز ناچار ہوا وہاں سے فرار ہوا کہیں کو

روبرو آیا اور کھڑے اندوہ و الحاح سے ماتم پر آیا تھا

لڑنے کا اور نہیں پھر	بھی بود گریان و خستہ جگر
----------------------	--------------------------

کچھ دن کے بعد رستم نے طوس کی شفاعت کی قید سے بچھڑایا اور درز کے ساتھ پیران سے کو بھیجا وہاں
 پیران ویسے کو ایک ساحر مل گیا اس سے کیا کیا کہ فرج پر یوں برسالی یہ سرگرم بازاری آتش کا نڈا راد

تار و سنہ پہلوانوں کو ٹھٹھا کیا فردوسی

ابستہ خیلان ایران سپاہ	کہ دیا پھونچن شہر ہر نگاہ
------------------------	---------------------------

آزکار ہام گردنے اوس ساحر کو اسیر کر کے تہمتیں کیا مگر لشکر وہاں پہننے کی تاب نہ لایا ہشکریا پون
 کوہ پر گیا پیران ویسے نے مع کوہ لشکر محاصرہ کیا تھن لشکر شکن مذکور بن و باران فرج کا حال پریشان
 شکے مدد کو آیا اور پیران ویسے نے بھی افراسیاب سے کمک طلب کی تھی اس نے کامونس اور شگل
 کہ دونوں پہلوان خود خود راز در خبر گذار دیئے نامدار تھے اوسے کہا کہ تم چین کی راہ سے
 خاقان کو ہراہ لیگے جلد راز لائی فتح کرو اتفاقات زمانہ جس وزیر تم کا وہاں داخل ہوا خاقان
 چین بھی پہلوانوں کے ساتھ آپو پنا پیران ویسے حکم کی تعریف خاقان سے کرنے لگا فردوسی

برگفت کاموس کا پرورد	دلت کیس اندیشہ بدبرد	لڑتم چراتی تو کیس سخن	ایکے کش زبید اور اس مریں
تن لڑتم لڑا ہوں دہی نیست	پیش نش آت جو نیست	من لڑا چو یاکم ہنگام زرم	ہر زرم اندر شام چو زرم
دلی سلوان ان سخن و شد	زاندیشہ لڑتم آنا دشد	انقصہ جہوت ترک خبر گد لڑید	سوار ہر زرم زرم تو دشت

دسیار سمد منبر فام پر نمودار ہوا دونوں صفیں آراستہ ہوئیں فوج تو ران سے اشکیو س پہلوان سرمدان
 نکلے مبارز طلب ہوا ہر گمراہ دیرانیوں نے نکلا اشکیو س گرز لگایا یہ سپرناہ سر لایا مگر دھال کا بھال ہوا
 پر زبے بے اور گئی بھول جی نظر نہ آیا مغرور پشیمان ہوا ہر ہام مسر کے سے گریزان ہوا اشکیو س
 نے غم باز گشت کیا تھا کہ جہان پہلوان لکھار اقصا کی حد آئی کہ وہ مارا فسر ووسی

تھن بکینیش خود کو دھو جب	گرن کی دیکھو تیر خند گ	بجالی چاچی کما زرد	بجرم گوزن اندر زرد
چو خوار آہ پھنسی کوش	زجرم گوزن ابدر خروش	بزد بر سر سیدہ اشکیو س	سپہر نان داود دوس
چو بیکان سر انگشت او	گند کر داندہ پشت او	قفا گفت گیر قدر گفت	فلک گفت حسن ملک گفت
چو شتر بربان ویکان واند	فلک چای گلہا تریا فشاندا	ہم اندر زمان پہلوان جاندا	تو گفتی کہ ہر گرز زاندر زاندا

لوگ ادکی لاش بعد تلاش خاقان چین کے روبرو لائے دیکھا کہ شیر خوش کہ توڑ کے پاپر غرق بخون
 سینے کے پار تھے زخم کی جگہ غارتھے تمام فوج کے دلہیں اوس ضربت کے خوف سے ہراس چھایا کوئی
 مقابلہ کو چہ نہ آیا لڑائی موقوف رہی صبح کی ٹھہری دوسر دن خاقان نے کہا کوئی ایسا ہو کہ رات
 کرے اشکیو س کا پر لڑتم سے لے کاموس مہر و ہوا تھن بچشم زدن مثل صید لاغر باند کے زیت
 کا او کا قصد پاک کیا یہ شمشیر لاکے زیر خاک کیا بیان زرم خاقان چین اور گرفتاری
 اوسکی بعد دولت و خوار می پھر لولا دوند کا انا اور مہر کے سے بھاگ جانا
 کنون زرم خاقان چین آدم | روانہ ابدانش یقین آدم | جب کاموش بھی مارا گیا پیران و سبہ خاقان
 سے کہا مصلحت یہ ہے کہ افراسیاب کے پاس میں جاؤں اوسکو بیان لاؤں خاقان نجواب دیا
 من اور کا کاموش شہر کا | ہم گند اندر آدم بجاگ | اور چنگش ایک پہلوان خاقان کا تھا بارہا سرمدان
 اوسکا اتھان چو چکا تھا وہ کھلا پھر مقابلہ عجیب معاملہ ہوا کہ جہان پہلوان کے فہرے سے ایسا

خوف آیا کہ جسے لڑنے بیڑے بھاگا بھڑکنے کی تاب نہ لایا پلٹنے نے سبعت تمام تر اس کے
 گھوڑے کی دم پکڑ کے چوکا دیا وہ پشت میں سے بڑھنے میں آیا اونچی م حلال کیا جسم اس کا گھوڑے
 کے سم سے پا مال کیا پھر تویہ حال ہوا سب فتح دریم دبریم عرب سے ہو گئی ہو پخال ہوا ہر چیز
 مبارز طلب کیا کسی کا حوصلہ نہ ٹرا اگر ہومان بیکی صورت لرزان سامنے آیا کہا افسوس سہراب نے
 وصیت اپنے بھٹائی تو رانیوں کی جان پر ناحق بلا آئی رستم نے جواب یا کہ سہراب سے زیادہ میرے
 نزدیک سیاوش شاہزادہ تھا جو تم لوگ اسکو بگینا قتل کرتے تو میرے ہاتھ تمہارا کومین بھرے
 ہومان بولا وہ ترکیب بتائیے کہ جس سے ہماری تقصیر معاف ہو آپ کی طبیعت افراسیاب سے صاف ہو
 تھمن نے کہا پیران ویسہ کو میرے روبرو بلا لاؤ جو میرا کناٹل میں لائے تو تم لوگوں کی جان بچ جائے
 اوسے پیران ویسہ سے یہ حال بیان کیا مجبوراً بدلے بخور پرانہ نشیہ و بیم بجالا ستم پیران ویسہ رستم کے
 سامنے آیا دوسرے پکارا کہ میں نے فرنگیس اور کینجیر کی دسے خدمتگزاری کی ہے اور آپکو معلوم
 ہو گا کہ جب میں نے اونکی جان افراسیاب کے ہاتھ سے بچائی تو کیا دوس کو دیکھنا نصیب ایران جانی
 نوبت آئی رستم نے کہا درست ہے مگر بانی ہنگامہ فساد فزاید تو ہی ہے یہ گنگا تیری کھدائی ہے کہ ہزار ہا
 سیدہ خدا کی زور قی حیات طوفانی ہوئی قتل و قمع کی نوبت آئی ہے پیران ویسہ نے کہا گذشتہ راصلوات
 اب تیری اطاعت سے قدم باہر نہ کرؤ گنگا جو کہے گا وہی کرونگا بشرطیکہ صلح کر قتل و خون ریزی سے
 دور گذر رستم نے کہا اگر افراسیاب گرد کو اور کریسوز بانی فتور کو میرے حوالے کرے اور شکیش منا
 مال بہت سازد مال ہے تا اسکو کینجیر کے روبرو لے جاؤں نشیب و فراز سمجھاؤں صلح پر راضی ہو
 فراتوش حال انہی ہوا اور تو جانتا ہے کہ کچھ صلح کی پروا نہیں لڑنے سے ابھی جی بھرا نہیں اس نظر سے
 کہتا ہوں کہ تو نے کینجیر کی یاری خدمتگزاری کی ہے چاہتا ہوں کہ تیرے تن سے سرو قارا بن جائے
 میرا کہ سے تو مارا بن جائے پیران نے یہ ماجرا خاقان چین سے کہا وہ بہت برہم ہوا پھر اپنے پہلو اون کو
 فوجیکے نامدار جو انوکو طلب کیا جس سے کہ ستم کے مقابلے کا مذکور آیا اس کے جسم میں رخشہ پڑا
 سر جھکایا لیکن ششگل نے کہا میں جاتا ہوں پلٹنے کا سر لا تا ہوں خاقان تو شاد ہوا ایران نشیہ سے

نامراد ہوا اللہ تعالیٰ کے سرور و کرم کا مقابلہ کیا رستم نے عجیب معاملہ کیا نیز سے کی نوک پر اڑھکا کر تمام
خوجکو دیکھا کر زمین پر ٹپک دیا اور چاہا کہ اوس خیرہ سر کے تن و سر میں تفرقہ ڈالے روح اور جسکے جسم
نے نکالے چار طرف سے فوج گھرائی اوسے بھاگنے کی فرصت یا لی رستم تو اوسے لڑنے لگا شمشکلی

بہ خواہش خاقان کے پاس پہونچا فروسی	گر رستم خسار پھر زمین	سہریشہ پیش خاقان چین
گیتی کیل رستم اور نیست	پلوزہ چلست بر پشت کوہ	مگر دم سازند حملہ گروہ

الفرق تمام فوج نے یکبار رستم پر حملہ کیا تن کا یہ رنگ تھا کہ مثل شیر گندہ جس غول پر جاتا تھا لاشوں کا
ویر نظر آتا تھا زخمی فرار ہوتے تھے جو اٹکتے تھے فی النار ہوتے تھے اور متقن زبردست
مثل شیر غران کف در وہان مستانہ وار قتل عام کرتا خاقان چین کے برابر پہونچا اوس وقت اوسے
صلح کا سوال کیا رستم نے جواب دیا کہ سر پر خوار سے تاج اوتار اور یہ تخت مجھ کو دے تو اپنی راہ لے
اس کلمے سے خاقان کو طیش آیا مسلح ہو کے سفید ہاتھی سواری کو منگایا جنگ کا سامان خرم میلان کیا
پھر فوج کو حکم دیا کہ رستم پر باران تیر ہو گئی ہزار تیر ایک بار جو چھڑا بلیقن کا جسم تو بچ گیا مگر جو شش ٹوٹا
وہیل نامہ تیر و نکی کثرت سے پردار ہو گیا اوڑھلا ہاتھی کے قریب کے کندھ میں خاقان کی گردن
بند کر کے جھٹکا جو دیا پشت فیل سے بر سے زمین خاقان چین آیا

چو رستم ترمہ ہاشد کند	سر شہر بار اندر آمد بہ بند	مستین بازو خاقان چین	ہر پا اندر آمد و زور زمین
پیادہ چہر لڑاکوہ شہد	زینل نہاچ شوق و جہد	کوہ رزمی شایہی و ہے	دگر را بدید با بجا ہی ہے
دگر رزمجو قارون کنی	دگر رباخن جگر خون کنی	دہانت ہر ضہ بانف کنی	کہ دیان تری از دیوان کنی

چین کی فوج چہین پر چین بھاگی جو کچھ الی اسباب لوٹ میں بات آیا فریڈ کے ہمراہ کچھ سرور کی خدمت میں
رہا نہ کیا خود با فتح و ظفر فوج اور لشکر کو لیکر افراسیاب کی فکر میں چلا ایران و سیہ جو بھاگا رستم سے
پہلے پہونچا شکست کا حال خاقان کا مال پہوان کا قتل ہو نا دلا در و کا جان کو ناقصیل و اربابان
کیا افراسیاب یہ قصہ سنے بیاب ہوا احوال اسکے تدبیر اندیشی کہ پولاد و نہ ایک بادشاہ پر حکومت چاہتا
اوس سمجھ دیا اسی فوج اوسکی بعزم جنگ رستم کی طرف راہی ہوئی مال الموت کو آگاہی ہوئی اللہ تعالیٰ

مقابلہ ہوا اور پولاد میدان میں نکلا پکارا کہ جو زلیست ہے میرا چھ موت کا طلب گار ہو میرے روبرو آ کے
سہا دروئی ضرب کا ذائقہ چک جائے یہ صدمہ سنکے گویا جگہ دو بدو ہوا پولاد نے حلقہ کندھ میں فوراً بند کیا
برہم اور بیزن تاب لارے مرد کو گھرے دونوں نے کندھ و تین پولاد کو چھنایا اور چاہا کہ خانہ زین سے برہمن
گھونسا کر کے تلوار کا دار کرین ادھر سے انہوں نے کندھ کھینچی اور دھڑ پولاد نے زور کیا کندھ کو ٹکڑے
کی انصاف کیا جسم کندھ ٹوٹی گردن اس کی چھوٹی تر سینھلنے پائے تھے کہ اس نے بچالالائی کی داریں دونوں کو
بھی کیا تمام جسم لہو سے گھنسا ہوا گو درزیہ حال دیکھ کے مضطرب و متحیر رہا رستم سے بڑے کا امیر ہوا
جہان پہلو ان سے رخس کو ٹھکرایا نیز خشت ناک کی طرح پولاد کے سر پر آیا اور کندھ پہاکی پولاد نے
گردن چرائی پھر گز کو شگاف تھقن کے سر پر لاکھ بھی ہلکیا دلاور نو کا دل دھلیا زخم جو کھاری ہوا
دریا سے خون سر سے جاری ہوا فردوسی

تمہیں خاں تہد کہ خنجرش زد گوشت برین جہان ستر

رستم نے جبے کا جواب نہ دیا پولاد نے بھتیسی ٹھکرتیخ آبدار شرر بار لگائی جو شمن کے باعث کارگر نہ ہوئی
تمہیں کے جسم کو غیر نہ ہوئی اس وقت پولاد و نر کو حیرت ہوئی دل سے کہا کہ میرے گز کی ضرب
پیار کو مزہ سا کرتی ہے اور تلوار سے دتن جدا کرتی ہے سخت عجب ہے کہ یہ جوان خاندنیں مجھ زین
نہ آیا میری ضرب خاطر میں نہ لایا اب کشتی کے سوا چار نہیں بے اسکے گذار نہیں رستم سے کشتی کا
سوال کیا اس نے قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا پولاد کے کہا افراسیاب کو بلاؤ مجھے وعدہ کر کے
و و سز اتیری مدد کو نہ پوچھنے پولاد نے اس کو بلایا اتنے عرصے میں رستم کے ہوش میں حواس
درست ہوئے سینہ میں دم سایا افراسیاب سے عند حکم ہوا کہ ہم دونوں کو اختیار ہے تیسریکا
و عمل بیکار ہے ان فرض وہ نہ شیر تادیر سر گرم گیر و دار ہے پسینے کے نالے ہے آخر کار رستم
نامدار نے مکر بند میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا سب کو دکھا کے زمین پر ٹیک دیا پولاد نے ڈر کے
ٹالے دم چرایا سانس سینے سے باہر نکالا تمہیں سمجھا یہ میرا دار فنا سے گذر گیا یہ تو رخس کی طرف
چلا پولاد میدان عالی دیکھ کے جاگا اتان و خیزان افراسیاب کے پاس گیا بدن چور چونکہ ننگ غیرت سے
دل خانہ زبور کہنے لگا قشتا تو آئی تھی مگر حکمت ملی سے جان بچائی اور بے رخصت و اجازت

ہزار رو سیاہی اپنے ملک راہی ہوا فراسیاب بھی نہ سر کا بادل غمیں عازم چین ہوا خالی میدان
 میں لاشوں کا انبار متاخون کی کثرت سے جو چشمہ تھا اوس محل میں گلزار تھا جہاں پہلو ان سے
 لقی و فیروزی افراسیاب کا ملک اور مال پہلو انوں پر تقسیم کیا اور تحائف گراں بہا اپنے ہمراہ لے
 کیں سر کی خدمت میں چلا گئے اور امیرن ہمہ تن زنجی تھے یہ تو ان میں ہے رستم بیدہ و ختم ایران
 میں داخل ہوا خسرو نے وہ سب مال اور اسباب جو لوٹ میں نہایت آیا تھا تھمن کو غایت کیا اور اپنے
 پاس سے خلعت گران بہار و جو اہر بہت سا دیا لڑائی اکوان دیو کی رستم کا اوٹھا لیتا
 ویرا میں چھٹیک نے پڑا ایک وز جو بخت فرور کیں خسرو نے جشن پادشاہانہ جلسہ بلوکا نہ کیا اور بزم طرب
 آراستہ کر کے عیش و نشاط میں مشغول ہوا سب ران سپاہیاں خیر خواہ خبر گذاران و بزرگ و فرد و پادشاہ اپنے
 قرینے سے حاضر تھے مطربان خوش صدا و ہوشان جادو دار قصہ سر و دین سرگرم تھے نالہ و نوح کا
 ہنگامہ نافک جاتا تھا ہر طرف پرستان کا ساحل نظر آتا تھا کیا کیا گلہ فاعل کا گنگھیاں بہ مال پریشان فرما دینا
 حاضر ہوا غرض کی کہ ایک گور فر پیدا ہوا ہے بہت سے گھوڑے اوستے درگور کیے ہلاک کیے
 زیر خاک کیے شاہ والا جاہ نے فرمایا گور کی طاقت گھوڑے سے زیادہ نہیں ہوتی یہ امر عقل
 کے خلاف ہے اس میں پچھان ہے اوس صحبت میں چند رس رسیدہ نیزنگ زمانہ دیدہ موجود تھے
 عرض پیرا ہوئے کہ مدت سے سنتے آئے ہیں اوس دشت میں ایک چشمہ خوشگوار ہے گرد و غبار ہے
 وہاں دیو و جن و غار سرگرم آزار رہتا ہے خشک افروہ گزار ہوتا ہے کچھ نیکو مرد رہتا ہے اگلان یوا و سکا نام ہے
 قتل آزار و سکا کام ہے وہی گور خرمی صورت بنکر آتا ہو گا گھوڑوں کو کھاتا ہو گا سلطان بدار گرد و قار
 نے جہاں پہلوان سے مخفی طرح سے فرمایا گور کو مارنا مشکل ہے لیکن تلو کو یہ مقدمہ حاصل ہے تکلیف
 فرور ہے غفلت میں غور ہے تھمن آداب بجا لایا دشت میں بے خوف و خطر آیا دقت وہی گور نظر پڑا
 جہاں پہلوان نے کند رہا کی وہ غائب ہو گیا تو خالی گئی ایک دم کے بعد پھر پیدا ہوا رستم تلو اور پتلی
 دوڑا قریب جو آیا میدان خالی پایا تین روز و اسی طور بے دانہ و آب تھمن واد و شخص میں خراب
 رہا کیجا اوستے سامنا نکھیا چوتھے دن نیزنگ کا غلبہ ہوا خوش کو چرگاہ میں چھوڑا رستم کچھ

کھیا کے سوز ہادیوں نے غافل چایا وہ زمین کا قطرہ اٹھا کے آسمان پر پونچا پڑیں گے دیر بہرہ بردار ستش

تڑا ہونے لگے دونوں اور شمش	خوڑ کر بھیدید خوشن	چنین گفت انکوں کو اسلین	ایکے آرزو کن کہ تازہ سوز
کجیات افغانم تاکہ کردی ہا	سوتاب اندازت یا بکوه	کجا خواہی قتاد و دربار گردہ	رستم نے دلیں خیال کیا

کہ اس فرقتے کا کام برعکس جتنا ہے اگر دریا کا نام لوں گا سپاڑ پر لڑا گیا جو کوہ کا ذروں دریا میں بجائی گا ترو
کا مقام ہے اگر تعمیر برائے چکا تو استخوان پارہ پارہ کا پتا نمیکہ گا جو دریا میں بھینکے گا تو پہلے کنارہ پاتہ آئے گا
یہ سوچ کے کہا سپاڑ کی جتنا ہے اس نے خوراک جزر خار دریا کے ناپید کنار میں لے لیا اپنی دانست بر آفت کو
ٹال دیا پہلے تو گرتے ہی غوطہ کھایا پھر پانی اور بھار کے اوپر لیا رستم فن شناسے آشنا تھا تیر نے
لگا جانور ان ابلی اپنی خوراک سمجھ کے دوڑے تھکن نے حافظ حقیقی کو یاد کیا اونکے لہو سے سر خود
خنجر فولا دیا اتنے نہنگ اور گھڑیاں مارے کہ دریا خونچکان ہوا ہر ایک بیکہ و لطمہ لہو لہاں بہرہ بردار
کنارہ نظر آیا زندہ و سالم بانہر کلاسیہ میزدان ادا کیا لباس سکھایا اور وسیط ہوا کئی دن کے بعد وہ
دشت دیکھا ریش کو وہیں پایا زمین بانہ کے سوار ہو اسانے سے گھوڑوں کا غول نمودار ہو اگھوڑے
جو نایاب دیکھے دل میں آیا یہاں سے لپٹے وہ افراسیاب کے تھے نگہبان جو آگاہ ہوئے سدا راہ
ہوئے اونکو سپی ناکہ ملازم افراسیاب میں گھوڑوں کے واسطے بے تاب ہیں فردوسی

تیرہ بیان شیر و بکشت نام | کہ میں تم پور و ستان سلام | یہ کیلے تلوار جو بھینچتی کھلی سی چمک گئی سبکی لکھنچک
گئی دوچار جانے کے باقی چل نکلتے وہاں کے حاکم سے یہ حال کہا کہ رستم یکہ و تنہا گھوڑوں کا
غول لے چلا وہ چار فیل اپنے کیض بنا کے آیا جسم سامنا ہوا پالین نامدار شیر و بکشت ہوا ہر ہر ہر
پیہ دکھا کے فرار ہوئے وہ چاروں ہاتھی اور گھوڑے راہ چلتے ملے سبکو لیکے کھینچنے کی حضور میں
مناظر ہوا ہر اسے گزشتہ حرف برون سنایا گھوڑے ہاتھیں لگی نزدیکی آپ پھر اسی چشمہ کی طرف راہ لی
جب بان سپو بچا دیو کو حضرت سلیمان کی قسم دی کہ جرات ہے تو دود و بدو ہو ہم تم لاس لوگ تاشا
دیکھیں یہ کیا نام دون کی طرح چھپکے و خاکرنا ادا کان کو طیش آیا سامنے ہوا تھن نے چالاکی
سے کہ زمین چھپسا کے جھٹکا دیا دیو نے منہ کی کھائی چھٹکا دودہ کی لذت بان پڑی سنبھلنے پنا تھا

کہ گزر کوہ شکس لگایا تڑا قے کی آواز آئی کھوہری ثابت کسی نے پناہ بھیجا کوہوں جانوروں کو مکان کو بھیجا
 ایک ضرب میں دو میدان اسفل السافلیں کو پھونچا پھر خود اندر سے خبر اوس بدشعار کا کاٹا اور فراق سے
 باندھ کے کھینچ دئی مذکور کو لایا شہر یار والا تبار قدر دان بہت خوش ہوا گئے سے لگایا فلت فاختہ
 سے ممتاز کر کے زور و جواہر تیار کیا اور زیادہ اقتدار کیا چند سے محبوب فرمان شاہ
 ایران میں جشن بہا صدائے عیش و طرب گوش زہرہ و شتری بلند ہی محبت پسند ہی نصرت
 ملی جان پہلو ان نے وطن کی نصرت حاصل کی مع انخیریت انہیں پہونچا میان گرفتاری
 بیزن مشیرہ کا عاشق ہو گئے اوٹھالا نا پھر اوسکی گرفتاری پیلین کی آمد
 اور رہائی اوسکی افراسیاب کی دولت و خواری فردوس سے

کنولیم این بیٹا درم | از دھرتی تار و پودش اورم | اکبریم کیے تاشا زکریست | انزان سر بر سر بیادیکریست

ایک وز کوئی و نامدار سر ریاست پر جلوہ فرما تھا ارکان دولت وزیر امیر پادان سپہ سالار نامی جوان
 سب حاضر تھے کچھ لوگ بادل ناشاد فریاد کرتے حاضر ہوئے خیال و نگاہ اور آستان بوس دست بستہ
 عرض پیرا ہوا کہ ہلوگ فلک کے ستارے ہیں دوسرے آئے ہیں تھوڑے دنوں سے بہت سے گراز
 ہمارے سرزمین میں جاگزین ہوئے ہیں مانع سبیران کی کھدراحت کھا گئے کہیت میدان کی
 بادشاہ نے نامداران خراج آزموہ دیا کہ کیطوف دیکھا کہ نیرن ہاتھ باندھ سکے اوشا عرض کی خانہ زاد کو
 ارشاد ہو گئے کہ اسکا بیوہ خیال بھیہ خود سال ہو کو ہاں مرد جہاں دیدہ مشقت کشیدہ چاہیے نیرن ہم

کاہرہ بانیہ اور دوسری | جو انم و لیکرن از دیشہ پیر | تو او شاہ این شہا اکبر پیر | کہیں پیر اضی ہوا کہ ایک

پہلو ان کہ نام اوسکا گرگین تمام سال خوردہ دور بین تھا اوسکو بھی نیرن کے ساتھ کیا نشیب و فراز سمجھایا
 جب نیرن اوٹھلا شہر میں پہونچا خطرن متا وٹھایا ہرگز زمین کی کسی گرازوں کو خاک میں ملا یا بہت
 قتل کیے جو بچے وہ بھاگ گئے نام و نشان نہ پا وشت صاف ہو گیا نیرن اس بنگار سے نصرت
 کر کے سیر و شکار میں مشغول ہوا و نکو صید و شکار رات کو شراب گلنار خوشگوار میں میلان
 گرگین نے کہا میں نے سنا ہے کہ میاں سے قریب ایک شہر ہے کہ ہر طرف اوسکے نیرن ہر طرف

سے زیادہ بہار ہے چشمہ سے سرد شیریں ابلان میں جانوران الی فا ز قمری بطور غالی پران ہیں
 کیلین خیل کا ہے پائہ پہن پھرتے ہیں چو لوئی ملک سے مست ہو ہو کے گرتے ہیں کین کبک
 دماغ ہریل میں پکڑ ہیں کیطون جو درخت سے لپٹے ہیں زبان بلبلو کے چھپے ہیں کسی جاہلیا ہی نہیں
 سبز نخل کا فرش فراش صبا سے کو سو تنگ بچا یا ہے پوش بند نے عجیب عجیب غچو گل کھلایا ہے اور
 شب ماہ تو خدا کی پناہ اوس صحر کا یہ حال ہوتا ہے بشر تو کیا فرشتہ پر مار نہیں سکتا جو اکا گز رحال ہوتا ہے
 وہ راتیں عجب دن دکھاتے ہیں جہان کی کیفیتیں نظراتی ہیں منیر و ذفر سیاب غیرت آفتاب پندگی
 سیر کو اسی آتی ہے زمین آسمان کی اور نظر اتا ہے دلی خضا ہو جاتی ہے ایک خود بخود ذکاوت پر مشہور
 ہر شہر و دیار ہے جہان نا دیدہ مذکور سنگے اوس کا طلب گار ہے دوسرے ہزار پارہ پری ہلکے گلا اندام ختمہ خرام غنچہ
 دہن غرق حیا ہے جہاں ہر چہ تن ہر اہر ایک لبری میں چالاک بہت چھٹ بیگ شاہ انسان تو کیا فرشتہ
 منہ کی کھانا ہے زلف سلسل سے دام بردوش میں لوجھا اور بچھن جاتا ہے گانے والیان شہر و آفاق
 گانے کی مشتاق وہ بھی کم من کوہ شباب کے دن خوش آواز نغمہ پرواز ہوتی ہیں جن انس کے ہوش و خواہش
 کھوتی ہیں ایک نور و شنی مشعل ماہ دو سج بجاڑ فانوس لال میں ایک سے ایک سبحان اللہ رات کو کیفیت
 روزیتی ہے یہ صفت آٹھ نور و زرقتی ہے بیزن تو یہ فسانہ شکر دیوانہ ہوا لرگین کو رہا ہے اوس سیر و روانہ
 ہوا جسم اوس شبت بنی راس را پگڑا میں آیا تختہ فروس سا گلی کوں مصفا ہو اور پر بار پاپا جو کچھ سنا تھا
 وہ آنکھوں سے نظر آیا اور اکیطون و درخت کچھ گنجان تھے کئی چٹخے متصل متصل روان تھے وہاں غول
 کے غول سیمبر و ن کے روان دیکھے دل سے کہا الحمد للہ جسکی تمنائی و مہی سیری انجام
 بخیر ہے یہ کچھ و نکو دوش بدوش پایا شاہد عالم آغوش نظر آیا اوس سمت کو با قدم گزیر خیر خواہ جب
 نزدیک پہونچا نہ ہو قرار فرار ہوا خضا و تحمل سینے سے دور ہوا شاہ محبت میں جو رہا صورت تصویر
 وہ دام الفت کا سیر سکتے کے عالم میں حیران رہ گیا او دہر تاثیر الفت نے بے مشاطہ دلالہ منیر
 کو خبر دی تا تب تو ان کیا نیم جان اوس جو انکو نذر دی سرا و تھا کے مشتاق سے آنکھ لالائی میان پیش
 چشم تیرگی چالی بنظر اول تیرنگہ کا جو دار ہوا دھندہ دوسرا ہوا یعنی بیزن تو انکو کھڑا یا منیر و بچہ دل و جگر

تہ و بالایا نگاہین جو وہ دونوں کی چار سو ملین طبعیتیں میرا رہو میں عشق بے پیر جہاں اپنی تاثیر دکھاتا ہے
 عاشق تو کیا معشوق بھی بے چین ہو جاتا ہے محبت نے عجب رنگ دکھایا ہے صبر بھی دو نو لگو عاشق و معشوق
 بنایا اسکا سینہ جو چاک آقا و سکادل زخم دار ہوا اسے جو سیارے الفت نے پیسا تو اسکو بھی فشار ہوا
 ایک دم کے بعد منیرہ نے سنبھل کے دل سے کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آتا ہے خود بخود دل مضطرب ہوا
 ہوا جاتا ہے اس دشت پر فصنا میں خون افرا سیاب سے مرغ بر روی ہوا دریا ہی کا دل تہ دیر کا باب
 ہوتا ہے یہ جوان اجل گرفتہ بے نظیر و دسراہ گرگ باران دیدہ و پیر بیان کیونکر آیا اتنی دیر میں دل سینے میں
 متسل ٹھہرنے لگا کلیجہ دہرنے لگا بار بار اس ہوائے سرد میں پسینا آنے لگا باقیہ پاؤں سنسنانے لگے
 بہر کیف کچھ فیض کرب کے ایک محرم راز غمرہ پر دراز کو بنین کے پاس بھیجا کہ حال مفصل معلوم ہو جائے
 کیفیت اس جوان و پیر انکی یہاں تک سالی انکی تقدیر کی دریافت کر کے بر زبان لائے قصہ وہ
 بعد کر شمع واداد ہر اوہر دیکھتے بھالتے مستانہ وار قدم ڈالتے بیزن کے پاس آئی یہ حرف بر زبان
 لائی کہ اے جوان نا تجربہ کار جنوں میں گرفتار و اسے گرگ باران دیدہ بن رسیدہ تم دونوں کون
 کھانسنے آئے ہو معلوم ہوا کچھ نشاہ کھائے ہو جانتے نہیں کہ یہ دشت سیرگاہ و دختر سلطان جہاں
 سرفروختہ گردن نشان بادشاہ عالی جناب فراسیاب ہے پرندہ میان پر مار نہیں سکتا بشر کا تو ذکر کیا
 ہے مگر تمہارا پیمانہ عمر بادہ زلیست سے لبریز ہو کر چھلکا ہے بھلا تیری جوانی تو حماقت کی نشانی ہے اس
 پیر دام اجل کے اسیر ہو کیا آفت آئی ہے اسے بھی جگہ کو منع نکلیا نہ سمجھا یا ہمراہ ہو کے یہاں لے آیا
 معلوم نہیں اتنی زندگانی کس سوچ میں کی ہے یہ ریشہ دار سیف بھارے کی دھوپ میں کی ہے بیزن
 باتیں سنکے پہلے خوب ہنسنا پھر جواب دیا کہ یہ جسکا عجب جلال ہو کونساں ہے جسکی ہیبت سے ہمیں ڈراتے
 ہے وہ ہمیشہ ہمارے سامنے سے فرار ہوا ہے لشکر اسکا تیرے آبدار ہوا ہے تو ان میں بیٹھا ہمارے
 ڈر سے راتوں کو چونک پڑتا ہے میں نہیں آتی ہے نام سے ہمارے اسکی جان جاتی ہے اگر تو جانتی ہے
 تو فی زمین خبر دار ہو جا خواب غفلت سے ہشیار ہو جا جہاں پہلوان رستم و ستا کا نام سنا ہے
 جسکے ہاتھ سے افرا سیاب نے منہ پیٹا ہے سو بار سر دہنا ہے میں اسکا تخت جگر راحت جان ہون خود

جی پہلوان ہوں مینیرہ کا اشتیاق مجھ کو میانک لایا ہے کشتن دل نے اس جگہ پہنچایا ہے پھر ایک
انگوٹھی مثل برق تابان اختر سے زیادہ درخشان اور سکوری وہ پیری مینیرہ کو کمالی کہاتہ دولٹائی ہے
اور اندکی ہیکسانی ہے یہ شخص رستم کا مہنجا ہے بیزن نام ہے نور چشم زال و سام ہے فخر ووسی

چو پیغام بزم بہار گفت	پوچھا کہ جو سخن شکفت	کچھ تیارش بنزدیک من	کہ روشن کند جان را کیمن
بیدار او چشم روشن کنم	بدین دشت نگر گاہ کش کنم	وہ آفت روزگار پھر کئی بیزن کوئے گئی اگر گین تو	

باران یہ تھکا کچھ کہ بیزن دام محبت میں گرفتار ہو گا آخر لے پاؤں میں بایمان جا بیگی یا ذلیل و خوار ہو گا تو
وہاں سے روانہ ہوا اور مینیرہ بیزن کا ہاتھ پکڑ کے نیچے میں لے گئی جہاں کھانا و سامان موجود تھا
دور شراب ناب شروع ہوا تین دن رات متواتر ہنگامہ لے نوش گرم۔ راجب بیزن بھیوش و مینیرہ نے
غارت خانہ کیا شہر کا رستہ لیا شب کو پوشیدہ محل میں لے گئی بے غرضہ نیرنگی فلک کچ خرام صبح و شام
بہر کرتے فگلی مثل مشہور ہے کہ عشق چھپانے سے نہیں چھپتا اس میں آدمی مجبور ہے بعد کچھ دن کے دربان
اس راز سے آگاہ ہوا خوف و غم بہا ہوا بدحواس و پیش فریاد کیا مابرا من و عن سنایا فرووسی

بیا در شاہ تو دران گفت	کہ خست ایران کی نیست	یہ مقدمہ سنکے فریاد غمنا سے تھرانے لگا منہ
------------------------	----------------------	--

سے کھ جانے لگا مشہور و ن سے مصیبت پوچھی قتل پر کسی رائے گئی کہ سیرور کو مجبور بھیجا دہ روزن سے
جائے جہاں کا جب جلسہ نظر پڑا کہ مینیرہ اور بیزن نشاد کے غلبے سے ہم آغوش میں مگر بھیوش ہیں فرصت
غیبت جانی دروازے سے آکے لکارا بیزن خبردار ہوا آمادہ کار زار ہوا یہ نہاد کرسیوز سوچا
کہ جسے غلطی ہوئی شیر گرسند کو چو لکایا بڑا دھوکا کھایا بیزن کا قتل آسان نہیں یہ آفت و عاصی کا جنگ رستم
کا غر زبان پر جا بیگا جیلہ کیا یہ ہے کہ اپنی جان بچے اور کام کلے بیزن سے کہا سورما چاہا بھاڑ
میں بیہوش تاسا ہے تو تن تنہا بیان فوج بے شمار کس کس کو قتل کرے گا کما تنک لبوسین ہاتھ مبر گیا
مصیبت وقت یہ کہ شجر ہاتھ سے رکھ دے میر سے ہمراہ پیش شاہ چل میں پیران و بیہ کو متفق کر کے تیری
مریت کرو لگا حرم گذشتہ کی شفاعت کرو لگا طبیعت کا لگا وبرا ہوتا ہے محبت میں پہلے عقل جاتی
سے سیدی بات اولیٰ نظر آتی ہے مینیرہ نے بھی کہا کچھ کتاب ہے کہ سیرور نے قتل کمالی عہد کیا بیزن کے

خبر کھدی پھر تو چار طرف سے ہجوم ہوا لوگ گھر کے کشان کشان افراسیاب کے دروازے
 اور سے پوچھا اسے مرگ کسیدہ ہیبت سلطان تیرے دل میں غالی میرے ناموس میں تو نے کیا کیا
 پالی نیزن سمجھا اب مقدمہ بگڑ گیا اب دبا کیا فرو ہے فلک کو میرا قتل منظور ہے جواب دیا کہ مجھ کو نہیں
 کہ کن لایا اس طرح آیا جنگل میں سوتا تھا آنکھ کھلی محل نظر آیا افراسیاب نے کہا تو دیوانے پن کی گفتگو
 سے مجھے بہلا رہا ہے اپنی جان بچاتا ہے یہ کہنے حکم دیا کہ اس کو ذلیل و خوار کر دو نیزن بردار کر لوگ لیچے شہر میں
 نہنگامہ بپا ہوا کہ ایسا جوان سخا کر قاتل ہوا قصائے کا یہیران فریستہ مار چلا اتنا متناہین اس کو نظر آیا
 پاس بلایا بلبلداری ابتداء سے تا انتہا حال سنا تا سنا کہ اس کو دھنا لوگوں سے کہا تا حکم نانی کوئی
 قتل کا بانی نہو آپ افراسیاب کی خدمت میں گیا سلام کو سر جھکایا بادشاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ
 بیٹھا اس کے مدار سلطنت اس پر تجاہے مشورے اس کے افراسیاب کوئی کام مع و شام نہ کرتا تھا اگر کما چو مطلب
 بیان کر دیا وہیں کہ نہ کرونگا تیرا کتا رو نہ کرونگا جب تر لکھلکامل ہو چکا یہیران نے عرض کیا فرو و سی

تو این نیزن نامور لکھش	سبیزین تانالی نیزن اووش	کہ کین سیاوش تازہ کتے	دیرالک و کین جنگ افگنی
ہوتا ہو ہوتا گار آوری	ورخت ہلار بار آوری	چو کینہ نو گووند اریم پائے	ابا شاہ ایران جان کین خدا

افراسیاب نے کہا اگر اس کو قتل نہ کرونگا رو بدنام ہو چکا یہیران نے عرض کی یہ تدبیر کر دیکھ یا نیزن خبر کرو
 اور مجلس میں مجھ پر واسیر کرو اور وقت مجبور کر بیوز سے افراسیاب نے فرمایا وہ جو اندھا کنواں تیرہ
 دتا رہ سکے کنروم دماران خود بخوار ہے او میں نیزن اور نیزنہ و نو نو کو سرنگون ڈال دو کہ عذاب عظیم میں
 بحال ستمیم جان نہیں اور وہ پتھر جو اکواں بیشیہ چین سے اوٹھالایا تھا اس سے کہوے کا منہ بند ہو
 ہر طرح انکو گرفتہ ہو نیزنہ کو توڑ دینا ان نے بچا لیا الا کھر سے کمال دیا نیزن کو کنوین ڈال دیا چھیر میں
 کہو انی جو اندھا تھا روشن ہوا جوان اوکین ہا ساپک من ہوا القصبہ نیزن چاہ میں ہا اور میں نہ
 جگت پر معروف نالہ وہ میں ہی جو کچھ آب و دانہ نیزنہ کو میرا یا تو اس نے کھچا یا کسی سولخ سے کفر
 میں ہو بچا یا یہ تو رات دن اس طرح بسر کرنے لگے اگر کین کا حال سینے وہ گھوڑا لیکے یہ ایتھیں ہو چکا
 کیو اور گو دزد کو خبر ہوئی پاس بلا کے حال پوچھا اگر کین نے کہا نیزن گرا نہ زون سے فرصت پائے کہ ان کا

قصہ شا کے شکار میں مصروف رہا ایک روز گور کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور کچھ تیار کیا مگر کئی دن کے بعد گھوڑا زخاں لے کر خالی میں نے پایا اسکو لیکے بیان چلا آیا گیونے قصد کیا اگر گین کو مار ڈالوں رنج ٹالوں گور زمان ہو انخسہ کو خبر ہوئی بہت قلق کیا غم ہوا بہنو کا حال مجھے درہم و برہم ہوا انجو کو طلب کر کے بزن کا حال پوچھا اونہوں نے بہت دیکھ بھال کے یہ بیان کیا کہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ زندہ ہے مگر بلائے عظیم میں گرفتار ہے نہ کوئی یا ہے نہ مددگار ہے خسرو نے گورو گور کی تسکین کی

پھر جام جہان کا طلب کے مال دیکھا فروسی	بہت کشتور بہت بگریہ	بجاؤ بزن نشانے ندید
سوکھو گر گسار ان رسی	اگر چاہے بہت بند گران	از سختی سہی جست اندران

یہاں بڑا دیکھ کے گیو سے کہا بزن زندہ ہے مگر چاہے پر ازار میں بند ہے باب ناما کی کتاب ہے گرفتار ہے گورو غرض کی غلام جاتا ہے جان لڑتا ہے کھیر نہ فرمایا یہ مطلب بچ جان پہلوان حاصل ہو گا تو جاکے رستم کو بلا لایا جب وہاں گیا کویستان سے قتل کو لایا پلٹیں شرفاستان بوس حاصل کر کے دعا و شائے ہرزبان سے ادا کرنے لگا سلطان والا شان قدردان بھی اوسکی صفت بیان کرنے لگا فروسی

بہت کشتور و رست آمدی	اگر از جان تو دور رست بدی	کمزین کیانی و پشت سپاہ	نیکو کار ایران لشکر نپاہ
مرتا دگر دمی تیار خوش	ازین خبر نہ جان شیار خوش	پھر فرمایا ایک رخت طلائی	مع برکت باہم بیل تیار ہو
جہ وہ و بر دیا تخت مرصع کاراؤ سکے	نیچے کچھ دیا ادا	نیکو مودا رستم کدہ تخت	نشدت بخت یرخت

پھر بزن کا قید ہوا گیا اور گورو کا رنج و غم کما نا نیند کی بستی بزن کی بے بسی فریاد کی فرحت اور خوشی

بیان کر کے فرمایا	بہت کشتور و رست آمدی	نیمیم بحر تو کہے چارہ گر	رستم نے کچھ کھانے عرض کیا
گراؤ گراؤ گراؤ گراؤ	ستارم زفران سر و عنان	کچھ نہ فرمایا بوجہ	لشکر ال و زور و جہاں حواقیع

تیار نہ تھے شمع کے جواہر دیا بوجہ تو مہر اسکو گرا رہا اگر اوسکو لیکر جاؤں اور افراسیاب میری آمد شنکے بزن کو تو شمشیر کرے تو غلام کیا تدبیر کرے اوسکے برے اگر افراسیاب بھی مارا جائیگا مگر بزن کہان ماتم اسکا ایک جیلہ سوچا بیوں کو سودا گر نیکو دہاں جاؤں اوس گم گشتہ متاع دل جانکو منوٹہ دلاؤں باؤ شاہ ذی قہم کو یہ اسے بہت پسند آئی تھیں افرین فرمایا رستم ہر زمانہ اختر اسبار ہر زندہ و جاہر سے

بھکر کر نہ رہی پلوں جان نشان ساربان بنائے اور گر گین زندان نشین کو ساتھ لیا اس ہیات سے توران
 کا سفر کیا کہ ہوں دہوم چم کی ایک ملک المتجاہد ارادوٹ پر بار بار سبابت دہر کے اور تختہ جو ہر کے لیے آتا ہے
 الغرض وہ میر قافلہ ہرار آخر کار افراسیاب کے شہر میں وارد ہو کے کاروان کسرا میں اور ترا
 اور وہ مبتلا شی مسافران ایران کم کردہ خان مان نیغہ نیزہ اس ماجرے سے آگاہ ہوئی فوراً روبراہ ہوئی
 کاروان کسرا میں رستم کے قریب جا کے کہا ہے سیاح ہر شہر و دیار ملک المتجاہد توجہ متاع گرا نہا
 لایا ہے میں نے سنا ہے کہ خطہ ایران سے آیا ہے تھقن نے جواب دیا کہ ہاں مگر تو اپنا مطلب بیان کر
 اوس حواس باختہ محل کی دشمن نے کہا ہے جو ان تو سلطان ایران اور جہاں پلوں رستم دستان سے
 آگاہ ہے اور نیرن آوارہ وطن کی گرفتاری اوسکی ذلت و خواری رستم عالی مقام نے سنی یا نہیں
 رستم نے آشفہ ہو کے کہا کہ میں ہر دو تجارتی ہوں یا شہر پار و نکا خبر دار ہوں مجھ کو ان قصوں سے کیا شکر
 اس بھرنے سے زخم جگر کو خیس جو لگی ہے اختیار آہ سرد کھینچنے مینہ رونے لگی جب کادل دکھا ہوتا ہے
 اوسکی آہ و زاری تاخیر دار ہوتی ہے یہی سان چرخ کے سینے کے پار ہوتی ہو علی الخصوص جب اسکو
 یاس پوچھیں مددگار نہ پاس ہو سہم کبھی حوالہ دیا کیسی آس نہو

عدد کا بھی جو عدد ہو اس کا بھی

بیقاری سے رستم کادل بھرا یاد لاسا دیا مال پوچھا اوسنے کہا کچھ پوچھو چاہے عزیز میں فلک غاندان
 آوارہ خان مان ذلیل و خوار ہوں وطن میں ہوں اور بلائے غربت میں گرفتار ہوں زمین یاؤں کے
 تسے سے نکلی جاتی ہے آسمان چم بے سرو سامان پر ٹوٹا ہے جو بلا ہے وہ شام و سحر مجھ پر آتی ہے کشور
 دل یاس ناکامی نے لٹھائے یوسف میر ازندان چاہ میں گرفتار ہے زمانہ میری نظر میں تیرہ تار ہے شعر
 مرادید اندر دل اگر کویم زبان ہوزد

دگر دم کہنم ترحم کہ خزاں جوان ہوزد

نہ توجہ پا جاتا نہ حال نیا کسی سے

کہا جاتا ہے میری تڑپا در بقاری سے سیاب کی چھاتی پار و پارہ ہے آتش دوزخ سینہ سوزان کا ادنیٰ شرارہ
 جو چہ گزرتی ہے جس طرح میرے دن کٹتے ہیں اوس ماجرے کے سننے سے بھتر و نکلے دل پھٹتے ہیں

میزہ نم دخت افراسیاب	برہنہ نیدہ نم آفتاب	برایکے بزن شو بخت	تمام ترانچ و تمام زحمت
ہماں چوں تیر گشتہ کمان	ہماں رکھو نم شمع و غفران	کنونہ دیہ چرخ و دل پرورد	ازین دیند ان وطن و دوزد

رات دن خرابی ہے تباہی زدہ تخت سلطنت ہے تاج شاہی ہے دنگو در کی خاک چھانکتی ہوں شبکو
 چاہ کی بدولت اپنے یوسف کو کونہیں بھانکتی ہوں لوگ جگود پوانو نین شمار کرتے ہیں بھیک کا کٹرا
 نے میں ننگ عار کرتے ہیں اگر بزن پر فریفتہ و مبتلا نہوتی تو سلطنت کیوں کھوتی باپ عدو
 جان ہو گیا مانکا دل نامعربان ہو گیا ایک شخص کی واسطے کبنا چھوڑا گئی اچھی سمجھی بادشاہی سے منہ پٹا
 رستم یہ سنکے خوب رویا پھر بزن کی قید کا حال پوچھا منیر نے کہا ویرانے میں ایک کنواں ہے تیر
 و تاریک جیسے کافر کا دل بانی کے بدلے اندھیرے کے خوف سے مارو کر دم کا زہر آب ہوتا ہو گری
 ایسی ہے کہ ہوا کا دل کباب ہوتا ہے اس کے اندر وہ باطوق و سلاسل ہے منہ پر اس کے کئی ہزار من کی سل
 ہے لیکن میری آہ کے اثر سے اس پتھر کی چھاتی میں سوراخ ہو گیا ہے اتنا مطلب کھل آتا ہے کہ کچھ کھانے
 پینے کی قسم سے اس تک پہنچ جاتا ہے متھن نے بادل بربان ایک مرغ کباب کر کے منیر کو دیا اور اپنی
 انگوٹھی اوسین کھدی جدم منیر بجال تباہ سرچاہ پہنچی وہ کباب لٹکایا بزن کو تعجب آیا کہ آج یہ نعمت
 غیر مترقب کھانے ہاتھ آئی کیونکر بائی اوسنے کہا سوداگر ایران سے آیا ہے اوسنے میرے حال پر
 رحم کھا یا ہے بزن نے اوسکو جو کھایا انگوٹھی کو پایا چچا نا کہ جان پہلوان میرے سیلانگی انگوٹھی ہے
 چٹرائیکو آیا باواز بلند قہقہہ لگایا منیر نے کہا اتنا عرض ہو کہ تو گرفتار بلا ہے کبھی تو مسکرایا نہیں مہنسا تو
 کیا ہے اسکا سبب مجھ کو بتا بزن نے جواب دیا دگوشا دگر خدا کو یاد کر بزدان مددگار ہو اطلاع برگشتہ
 یا رہو ادھو سوداگر نہیں رستم نامدار ہے اس پرے میں یہاں تک آیا ہے پروردگار نے یہ دن کھایا ہے اتو
 اچھیکے پائیں جا جو فرما کے بجالایا نہ ہے اسکو چھپانا خبر در زبان پر نہ لانا منیر یہ سنکے شاد ہوئی بند غم
 سے آزاد ہوئی اسکا بزن رستم کے پاس آئی نصف شب جب گدڑی جان پہلوان نے اسباب
 حرب جسم پر آراستہ کیا غرق دیباے آہن ہمہ تن ہوا اور سات پہلوان جو بہت نبردست جوان تھے اوکو
 مسلح مکمل کر کے ساتھ لیا منیر آگے لگے اوس کوفے پر آئی رستم نے سنگ گران کنو و چوڑیکے
 ہزار ہوں سے کہا اسکو سہ کا دہر چند بسنے زور کیا چھپر چھپر سے نہ سرکا چالیس پہلوان
 بدقت تمام اوسکو اٹھاتے تھے اسپر تھک جاتے تھے غرض کہ متھن کو غصہ آیا فر فر و سی

یزدان نوروزین فرخو است	یزدان سنگ درخت است	میند آردیش شهنشین	بلزیزان سنگ و کورین
جب کونیکا نہ کھلا کند لکھا کے اول سیر کھانچو بیخ کھالا			
<p>پھر اوسکو گلے سے لگایا زنجیر کو کاٹا طوق توڑا کہ تو نے قید کی ایذا بہت اوڑھائی ہے مصلحت یہ ہے کہ مینور کو ساتھ لے ایران کو جا میں افراسیاب کے پاس جاتا ہوں خواب غفلت سے جگا تا ہوں تاکید دین بس مجھ کہ رستم آیا چڑا کے دونوں کو لے گیا مینر نے نما ساتھ ہوا پلین افراسیاب کو دروازہ پر پوچھا جو گھسبان جاگا خواب مرگ اوسکو نصیب ہوا ہزاروں تہ شمشیر جو کشتوں کے درد دولت پر پستے تھے ڈمیر پچھے پھر رستم نے آواز دی کہ اے بانی پیدا مینر تیرا داماد حاضر ہے بہت بچ قید میں پایا ہے ملتی کو اس کے آئیے اوداما کے جلا د خیر دار پوشیا رہو جا کہ رستم مانند قضا مہر تھے سر سر آہو جا افراسیاب تو آواز سنے بھاگ گیا متھن نے گرز جو لگایا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک تریں مہ جین کا ہاتھ پکڑ کے باہر آیا ہر پہلوان ایک ایک غنچہ دہان کو لیکے کھلا پھر سر این کے اہرام کیا رات کو تمام کیا صبح دم بصدر پنج و الم افراسیاب لشکر کو جمع کر کے مقابلے کو آیا یہاں ہونہر سا بھان نامی پہلوان تھے سنے لباس جنگ بدن پر تنگ چھست کیا ستر کے باہر پرانہ صاحب نے مبارز طلب کیا ترکوں نے منہ چھپایا کوئی سر میدان نہ آیا رستم نے افراسیاب سے کہا بارہا تو نے اور تیرے لشکر نے چھو آئیے یہ زندہ میرے ہاتھ سے کون جانے پایا ہے مگر تو سخت بے شرم ہے جو مجھے برسر رزم ہے افراسیاب ناؤ ہوا جسے کیا خیر کیا ہوئی نیم ہے یا مگر نہ مہر ہون</p>			
چنان تیرہ کون رخ آفتاب	ایکے حکم کردند جلا سران	بمانند دیوان ما زندان	جب چار طرف سے هجوم ہوا رستم حکم کرنے لگا وشت ہنر د
گزار ہو گیا جہد ہر رخ کیا لاشوں کا انبار ہو گیا فروسی	بروز نیر دآن مل رحبند	یہ تیغ و کھنجر بگڑو کند	
برید و درید و شکست و بربت	میان اسر و سید نہ پاؤ دست	شدان نگہ سر بر جو خون	درفش سواران کمان بکون
سہدار چون کشت بر گشتہ دید	سواران کمان ہمہ گشتہ دید	خود و سر کشان سوار کمان شت	کز ایرانیاں گم و گمشدہ
برخت از پس رستم گردید	بہارید بر لشکرش گرز و تیر	دو فرنگ گنج از ہما در شرم	فر و بر دآن چرمان ایدم
اتھنہ پنج و فیروزی بسکو میگایا مال اسباب بہت ساہا تیا پھر جان پہلوان سوار ایران زندان ہوا			

جب قریب پہنچا تو خبر ہوئی سلطان قدر دان جس بات پر پیشوا کی کو آنا لگے سے لگا یا دو قریب رہا

بیابان سارنیم آئین شان | بدلتا لکھ بنیم از پستان | چو از کار یزن چرخ داسم | پر ز دوسہ زبرد ساسم

یہاں سے بیان پر زو بن سہراب جوان ستو وہ شمال قوی ہیکل رستم
کی لطائی اور گرفتاری بشر اکت فراغ زمین ملیں بہر اوسکا نکلیا نارستم کا
سامنا لکھا ہے کہ جب فرسیاب بادل ندو گین سمت چین بہا گارا میں ایک جوان باشوکت
و شان نظر آیا دیو شمال بہت قوی ہیکل قس و قاست کا انسان دسہم ہشتاہ توران کی زمر سے گذرا
تہا زمر تا پادیر تک و سکو دیکھا ہر پائل کے حسب زائد نام رہنے کا مقام پوچھا اوسے جواب آیا
کہ اس طرح میں مشہور کہ کو بچے کہ نام میرا زرد ہے پیر زمین کی کیفیت خوب بتائی قوت نامیہ سکی اپنی
صورت شکل دیکھا کے سنائی لیکن تخم زریہ کے بیان سے گریز کر کے کہا ہاں میری دسہم قوم دھقان باب کا
حال خوب معلوم نہیں کہ ان ہوتا سنا تھا کہ ایک جوان عذارہ شیرستان شجاعت ملیں اتر در در شکت
صید فکں ام زرہ در بر خود مرصع بہ چار آئینہ مہر سے زیادہ درختان اسب پری پیکر تیز و تیز از گھر
زیر ان شکار کیلنا ادھر آ نکلتا میری مان کی دسہم نظر جو پری شرم سے سر گریہ بیان ہوئی قدرت
حق و ملکہ عقل حیران ہوئی وہ جوان بھی شہم محبت نگران ماتا دیر سے سامان رہا آخر کار مشا طہ حسن عشق
باہم فیصلہ کر کے دونوں کو ہم کیا دم سحر وہ تور دہنزل ہو ایتچہ اوسکا میں صل ہوا فرسیاب نے کہا
ایک میرا دشمن عظیم ہی زبردست غنیم ہے اوسکے ماتہ سے در بدر پریشان ہوں بے خال نان ہوں ٹکڑو
یقین ہے کہ اگر تیرا اوس سے مقابلہ ہوگا تو جلد انفصال جنگ جدال کا معاملہ ہوگا بزور نے نام اوسکا
پوچھا فرسیاب نے کہا زبان د عالم ہے کہ وہ ترہ شیر رستم ہے پر زور نے کہا تجا بادشاہ ایک شخص کے
ماتہ سے باختہ ہوش غائب بدوش ہے اگر سورتہم ہوں تو دم میں تہ خاک کہو گنا قصہ پاک کہو گنا فرسیاب نے
فرمایا اگر تو اسکو قتل کر گیا تو چین چین کی حکومت اور چین میں اپنی بیٹی پر ہی کی صورت ہوگا بزور نے
چو ابراہیم کی کہ ہر قوی | ز خون روا یران چو برانم | شست تیرا بر ترایا کنم | افرسیاب نے اوسیدم

خلعت فاخرہ ماتہی گہور چیمہ تیرہ اسباب نارت کا اوسکو مہیا کر دیا بزور کی مان نے یہ حال جہ

سنا بہت سارے دہائیے کو سمجھا یا کہ یہ خلعت پر زرخیز کن سب افراسیاب تیرا دشمن پرستم کو ستا
 دیو دن نہو سکا تو کیا کرگا اس حرکت یہاں سے باز آجبر اور اپنی جوانی پرستم کہا برزدنے کہا اتر
 وعدہ کر چکا ہمت مقتضی انکار کی نہیں جو مرضی پروردگار اوسنے کہا تو طفل جنگ نا دیدہ وہ پہلوان
 سن سیدہ ہی بیٹے کے اوسیدم افراسیاب نے ہر فن کے استاد طلب کئے وہ برزد کو لڑائی کی
 گامتین بتانے لگے ہر کشتی علم تیر اندازی تیرہ بازی سکھانے لگے قصہ مختصر کہیں نگزدی کہ
 استاد ساگر دہو گئے اور سبے بالا اتفاق افراسیاب کے روبرو بقسم کہا کہ یہ شخص فردوسی

نہ روز ترا دست آہر من است

ایک کوہ البر در جوشن است

از حد بڑایا اوسنے کہا تا بل کس بات کا یہ فردوسی

دل شاہ برج ازین غم کنم

ہماں بہ خواہ را بشکنم

جو ہنگام تیری در گنگا

ہماں بول خوش شک اور

برم سرستم زال زر

پیش تو آرم سر کینہ در

یہ سنکے افراسیاب نے دس ہزار سوار جزا اور بارمان و ہومان یہ دونوں پہلوان نامدار برزد کے

ہمراہ کر کے روانہ کیا اور کہا میں بھی قریب آیا یہ خبر کچھ دیر کے گوش زد ہوئی فرمایا کہ ہمیشہ ایک ایک

پہلوان شاہ توران گزیران ہا اس را خود عزم اسکا سبب کیا ہو شاید کوئی نوجوان پہلوان تازہ ہوا

آگیا ہو یہ کہکے طوس و فرہر کو بارہ ہزار مرد میدان کار زار دی کر رخصت کیا اور آپ بھی باوجود خیر

سوج روانہ ہوا جدم طوس پر برزد کا مقابلہ ہوا ایسا عالم ہوا ایسی شکست جو کبھی نہ تھی ایک اتہا کی لڑائی

میں ہوئی فردوسی

شکستے گزراں کو نہ دیدہ

نہ گوش زانہ بر انسان شنید

فرہر زاد طوس تا بل لائے

باگین اوٹھ گئیں برزد نے سر میدان و دو کو گھوڑوں سے اٹھالیا جیسے گرسنہ شیر شکار ضعیف پر دلیر جانا

سچے میں دابکے آنا ہو اور بارمان کو حوالے کیا وہ شادیا نے بجاتے برزد پر زرخیز و سفید شاد

کرتے خیمے میں لائے پیرہ باجر افرا افراسیاب کو لکھا اور ہر ہمت کی خبر کچھ دیر کو پہنچی شاہ ایران

کی طبیعت مکر ہوئی رستم کو طلب فرمایا قصہ گذشتہ سنایا تھیں صف شکن کا چہرہ غصے سے لال ہوا

غیظ سے عجبال جو اعرض کی اگر فضل یزدان مددگار ہو تو دونوں کو چیر لادنگا جب دبر آدگان نصف

شش شب گذر کرستم کو اپنی ہمراہ لیکہ وہ جرا غیار پریشہ بے اندیشہ سر پر وہ برزد میں آیا عجبا جرا غیار

آیا اتفاقاً اوسى روز با فراسياب ہى مرده فتح سنکے داخل ہوا تھا دیکھا کہ تخت مرصع پر افراسياب
 بیٹھا ہر دست راست برز و تخت پر جلدہ گری بائیں جانب کو کرسی زرنگار پر پیران لیسہ ہا رہبر و طوس
 فریز کٹری میں حلقہ آہن ہاتھ باؤں پڑے ہین اور افراسياب بصد جوش و خروش کہتا ہى کہ
 جسکو مثل سیاوش گردن اونکی زیر خنجر ہوگی کینخسرو کو خنجر ہوگی جان پہلوان یہ ہریانہ ستارہ داد
 کٹری کے بعد باسان و نون کو باہر لارستم باسان اجل و نکے سر پر آبا جہاں ایک گھبان کا جسم نظر آیا
 اور دونوں کو پیٹھ پر لاد کے خیمے سے دو لیگیاں خیزون کو توڑ کے لیچا کر دیر کے بعد افراسياب کو
 اطلاع ہوگی کہ ایک شیر شبیہ ایران سیم یا دہ دونوں صید لوگوں کو تیار اٹھا لیگیاں پیران ویسے کما سوا
 رستم کسی اور کا یہ کام نہیں غرضکہ ات تو بصدیج و تابا فراسياب نے بسر کی جب ہوم ہوئی سو کی
 اور کیہ تاہر چرخ چاہم بصد جادہ چشم افروز ہوارات گذری روز ہوا صف جنگ گاہ آراستہ ہونے لگی
 اجل رسیدن کے سر پر قضا رونے لگی برز و نوجوان بصد شوکت و شان مانند پلہان پر سے نکلا
 اور بکار کہ کمان ملیتن جہان پہلوان ہمیرے سامنے آئے کہ یہ گوہی میدان ہر کینخسرو سے اجازت
 جنگ ستم نے لیکے رخن کو چمکا کے چہر اکس کس حسنی و چالاکی سے پونی گا دے لگا کے ائیرن
 پہلر ہر حلقہ گردا بل تہا نشان ستم نقطہ پر کار کا محل تھا دیکھنے والوں کی نظر میں بجلی سی کو نہ جاتی تھی
 اس سرعت سے آتا جاتا تھا کہ ہوا ہی گرد کو خاک پاتی تھی الغرض خوب جولان اگر غمان کر کے برز و
 برابر باگ لی بغور اوسکی صورت دیکھی بہت تعجب ہوا کہ ترکوں سے ایسا جوان ذی شوکت و با شان
 اوسم نہ دیکھا تھا پہر کما اسی جوان نا آزمودہ کار دام جہالت کے گرفتار رستم کو طلب کرتا ہى مرنے
 سے نہیں ڈرتا ہى خبر دار ہو جا کہ میں دنی شاگرد رستم نامدار کا ہوں برز و نون کے حلقہ کمان ہاتھ میں
 لیا اور چلے سے تیر کو جوڑ گئی کہ توڑ دہر گسیٹا تھن ہی جوابے نے لگا دو کٹری مک شت میں سوا
 سن سن دوسری حدانہ آتی تھی دونوں کے جوشنوں پر تیر پڑتے تھے دیکھنے والوں کی آنکھیں
 سونوار کی طرح حیرت میں کہلی تھیں روح قابیہ اڑی جاتی تھی اسکے بعد گر کہہ سنگن و نون پلٹن لگانے
 لگے صفحہ شت کو شل شاخ بیدلانے لگے دہم دہم جوہیم ہوتی تھی زمین دہم دہم ہوتی تھی گرنے

ہر ایک سرافشان تمام میدان ہر دہانہ از آہنگران تھا اسی گراگرمی میں بزرگوں کا گایا جان
 پلوان اسکرچا کی سپرد پر دلا لیکن سپر توڑی ہو گئے اور ناتھ بھی بیکار ہو گیا چلیتن ناچا ہو گیا لیکن
 یہ جہان زید وہ نا تجربہ کار تھا اس حقیقت سے آگاہ نہ ہوا اگر یہ لکھنا کہ تو جب نیک ہو اگر فیض میری فلولاد کے
 پٹنی تار و زبون کر دیتی پہاڑ کو سرنگوں کر دیتی تو خبر نہوا اس حد تک کا اثر نہوا رستم پہنکے جو ابدیاد کے
 لڑائی میں کھیل بے بزرگوں نے خوف کیا یاد دل میں ہراس آیا اس عمر میں دن تمام ہوا شام کی
 شفق نمایاں ہوئی جہاں پہلوان گھاگھوڑوں کے بہر ہو گئے پیسے میں اور رات ہی آئی صبح کو ہم
 تم سمجھ لیتے بزرگوں قبول کیا اپنا لشکر میں چلا گیا افراسیاب سے کہا عجیب یہ کام مقابلہ تہا نہیں معلوم
 وہ اور اسکا گھوڑا فلولاد کا بنا تھا کہ کسی نے میرے سپر اور نر کیا دم سحر دیکھنے کیا ہوتا ہے کسکی قفا
 کوں راہی ملک بٹھا ہوتا ہے اور ہر جہاں پہلوان بخیم خود نشان کیجہ کہ کتنے لگا جھگڑا اس نے جو ان
 بیکار کیا گزری ضرب سے شانہ ٹوٹا حکمت عملی سے اس کے ہاتھ زندہ چوٹا صبح کو اس سے
 اور نا محال ہے شدت درد عجیب حال ہے اور فرار زہی ہند میں اڑا رہا ہے جو وہ ہوتا تو البتہ مقابلہ کرتا
 خسرو کو بہت ملال ہوا فرمایا جو اعلیٰ صبح کو ہمارا اسکا سامنا اور جو جو تار و زخم گزرا حاضر ہوئے
 دست عرض کی ابھی تو ہم سر پہ کہ موجود ہیں بعد ہمارا اختیار ہے ہم زندہ رہیں اسے بادشاہ کو ایک ہفتا
 نشان دربار نے کو بھیجیں اللہ نصف شب گزری اگر رستم درد بیتیاب تہا نیندہ آتی تہی طبیعت
 او جھگڑا گئی تہی ہر بار دست شکستہ بدرگاہ جست روا اوٹھا کے دکھاتا تھا کیا کینہ و ارہ رستم کا بہائی
 خبر فرحت اثر لایا کہا مبارک ہو فرما زمرخ الخیر بالفتح و طفر ہند سے آیا جہاں پہلوان بیٹے کو دیکھتا ہوا
 ہوا تمام لشکر غیب سے آوا ہوا اتھتے نے آرام کیا فرما زمر نے استراحت کا سر انجام کیا خسرو خسرو
 دریکہ مشرق سے پہنچا نصف جنگ گاہ کو ملاحظہ کرنے لگا رستم نے سب اسباب پنا فرما زمر کو پناہ یا جا کر
 کہ شمع کا سبق بڑا یا پہر مقابلہ کو بھیجا نصف نوران سے وہ نوجوان نکلا ادھر سے فرما زمر نے
 خوش کو شکر اس کے بڑا یا بادہ ہم گھنگو ہونے لگی بزرگوں سمجھا پہلوان دیروزہ نہیں
 کہا کل اے تو میری خبر کے حد سے سے راہی ملک بٹھا ہوتا ہے تم آج تازہ معیبت میں مبتلا

ہوئے فراخ رز نے کہا گفتگو سے لاطائل سے کیا حاصل سنہلجائیہ کیلئے گزر کوہ شکاف کنندہ میدان
سہ صاف ماتہ میں دٹھا یا اور برق کی طرح چمکے آیا اس طرح سپہ اور تو اتر گزر لگائے کہ بزد کی ہوش و خواہ
سنہلنے پناے مجبور ہو کر سو خانہ زین سے بزد میں آیا سپر کے ٹکڑوں کا نشان پنا یا ف و دوسی

زین خم کو پال بست کین	بجنید ز جا گفتی زین	بیتقاد برود چو پیل	فراخ رز بکشا دنگاہ دست
کندش نتران میں برکتا	بہنگند برال و سچو یا	جب زرد کند میں لہجا	افرا سیاب تمام فوج کو

لیکے گرا دہر سے کینخسٹر بڑا جان پہلو ان دوسری کند دشت سے لگائی وہ ہی گردن میں آئی
بیان تو دونوں صفوں میں تیغ کی تیرانی سے سرفشانی ہونے لگی کند مع بزد و زوارہ کو دی رستم ہی
مضروب جنگ ہوا تو رانی بزد کی گرفتاری سے بہت تنگ ہوئے زوارہ تو بزد کو خیمے میں لایا
فراخ رز اور رستم نے تو رانی کو معرکے سے ہگایا کینخسٹر کے روبرو طبل فسخ ہوتا شکردل شاد خیمے
میں داخل ہوا افرا سیاب فراخ رز اس طلب حاصل ہوا خسر نے بزد کے قتل کا حکم دیا رستم زشتا
کی کہا ابھی یہ کم سن ہے افرا سیاب نے مال و اسباب سکوفروں از حد حساب یا تھا اسنے حق نمک
ادا کیا تھا اب جو بیان پرورش پائے گا شرط جان نثاری کیا لائے گا کینخسٹر قتل سے دگر رستم کے
حوالے کیا تھیں بہت احتیاط سے میدان ہیچا زال کے پاس پہنچے لگا شہر و جو بزد کی مان ہی اور
قصہ گرفتاری ہنسانہ پٹیاں نہا پر اوسیدم وہ نیچان عازم میدان ہوئی وہاں پہونچے ایک منور
سے کہ وہ رستم کے گھر میں آتی جاتی تھی بہت معتد تھی میرا نئی کھلائی تھی اوس سے ربط ہم پہونچا یا
زرد خواہر ادا سکودیکے ملایا ایک روز بزد کو کھانا اوسکے ہاتھ ہیچا انگوٹھی اوسمیں کمدی بزد
دیکے خوش ہوا اوسکے ہاتھ کھلا ہیچا کہ تین گھوڑی جو صر صر تند تیز رفتار ہوں کیت نظر سے جلد
بجز رخار کے پار ہوں ہم پہونچا اور ایک سوہن مجکو ہیچد کہ زنجیر میں کاٹ ڈالوں ہاتھ پاؤں قید
بند سے نکالوں القصد اسنے گھوڑے لیے اور سوہان ڈومنی کے پیچید یا جب سوہان بزد کے
پاس آں یا اوسنے زنجیر میں کاٹیں ہا ہوا وہاں روکنے والا اوسکا کون تھا یہ تینوں سوہاں ہوں کے پورا
کو چلے تھیں گارہ میں تھیں نامدار شکار کیلئے تھا بزد کو کا سامنا ہو گیا ہانگنے کی راہ پناں پہونچا

لڑائی کی نوبت آئی جب دونوں خوب تھکے دم لینے لگے تھمتن اوس ضرب کے خیال
 درد کے ملال سے حیلہ سوچا کہا دن کم رہا کچھ کھالین تو پیراٹین برز و نے کہا اچھا کہتے
 کہاتے اوسمن ہر لایا پھر برز و کو دیا کہ تو بھی کہنے شہر دیہ معاملہ دیکھتی تھی اوسنے بیٹے کو کہہ دیا
 کہ آیا ڈوئی جو کہا گئی ہو ٹھو پروم آیا دہ جب مر گئی برز و نے آکے جان پہلوان کو بہت نام و خراج

بقریہ کو طول دے منفعل کیا فردوسی	برستم خین گفت کاسی خرد	زمانہ آوران بر اندر خرد
تر شہر نادریش سفید	زیر دان بہانا بکریہ	میلتن محبوب کے آمادہ کارزار ہوا لڑنے کو تیار

ہوا بعد زد و بدل جب شمشیر و خنجر گرد تیر سبکی نوبت اخیر ہوئی کشتی کی باری آئی بالگہ ورین کر
 اسکا گردنوں دیو پیکر کشش کرنے لگے یکا یک رخس برز و گر گھوڑی پر حملہ آور ہوا دھچکے چھٹھا
 اود ہر تو برز و کو جھٹکا لگا ادھر سے موقع پائے جان پہلوان نے زور کیا فردوسی

زیر دی بازو سر از مرد	بخالاند آید شدت ہزد	برو چیرہ شد رستم شیر زان	بر آورد بازو بکر دار باد
-----------------------	---------------------	--------------------------	--------------------------

جہدم برز و گر رستم چہاں پر آیا خنجر کہنچا تھا کہ اوسکی مان دوری یہ کہا
 بخو اہیش کشتن بدنگریزا
 تبر سران ز جاندار بردگلا | کہ گاہی بنیرہ کشی گاہ پور | بہانہ ترا جگ ایران تو |

بہت سی خاک و لڑائی کہا تجھے شرم نہیں آتی کہی یہ خنجر بیٹا کہی پوتا ہے افراسیاب کی لڑائی کا
 حیلہ ہوتا ہی رستم نے کہا تو جوٹا بھتی ہر شہر دے کہا سہراب کی نشانی انگوٹھی اسکے پاس، اوسکو

دیکھ لے جو تج کو نیم دیر اس، فردوسی	برون کرد از دستش گری	لیکین جز دزدہ چون شتری
نکہ کرد رستم دو بنگرید	لیکین جفت آن ہر خونین	بخند چون گل خنجر

تھمتن کو اسقدر خوشی ہوئی کہ پولا نہ سمانا تھا ہر بار مثل غنچہ گل کہلا جاتا تھا برز و کو پھر ڈر کے گلے
 سے لگا یا پیر کیا گھوڑے پر اپنے ہاتھ سے سوار کیا سیستان میں لایا پوتے کو داد اسے ملایا پھر
 بیان افراسیاب آیا اوسنے ایک عورت سازندہ سوسن کو پایا وہ وعدہ
 گرفتاری جان پہلوان اور جو نامور جوان سے سبکا کیا راہ میں مکان
 بنایا حال بچپایا آخر کار وہاں سے فرار ہوئی سرد سہرا بیان حنفل سخن تازہ کرنے

دوائے دستان کہ جس کے اسطرح زمرہ پر پہنچے کہ بعد گز قناری بزد افراسیاب بصرہ
 پہنچ کر تاب توران پہنچ کر ارات دن غم و غصے سے لول رہتا تھا ہمیشہ جفاکین سمیتا تھا کہ ایک عورت
 سازندہ بڑھنی بیوسوسن نام پیدا ہوئی اور سنے بادشاہ سے کہا آپ نے اتنی کوشش بیکار کی سب کیا
 کی رستم پر فتح نہ ہوئی مجھ کو اجازت ہو کہ یہ سامان عنایت ہو تو نیزنگ فسوں سے سب کا حال دگرگون
 کروں بیستان کو جوی خون کروں شاہ توران کو ادسکی بات کا یقین نہ آیا اور سنے اپنا سر و نیزنگ کیا
 افراسیاب خوش ہوا فرمایا کہ جو تجھ کو درکار ہو سے اپنی کام میں مصروف ہو نہ خضکہ علیہم کہ دو ہمراہ کیا
 مال سب احبٹ لخواہ ادسکو دیا سو سن بیستان کے متصل سرراہ ایک مکان مختصر مستحکم قلعے کے
 طرح پر بنوایا پاس دسکے خیمہ ستاد کیا جو ادس راہ سے شام و بیکار گذرنا ایک درمیان رکھتی
 شراب کباب قصص سرود دہانی کا سب مال رکھتی شرط مہمان نوازی بجا لاتی شراب پلا کی تحفہ تحفہ
 کمانی کھلاتی اور یہاں بیستان میں بزرگ آتے ہی سب کو خوشی ہوئی زال نے جشن ترتیب کر کے سب کو
 بلایا طوس کے کچھو نے بضرورت رستم کے پاس بھیجا گو درز اور طوس میں نزاع قدیم تھی بیان وہ
 چڑھ گئی بات بڑھ گئی طوس شہزادہ نادرک دماغ تھا بے رخصت ایران کو روانہ ہوا نادر کا ہاتھ
 ہو اور رستم نے یہ حال جو نہایت بد مزہ ہوا کہا وہ خلف سلطان دوسرے مہمان آواز دہ کیا
 برا کیا مصلحت یہی ہے کہ گو درز خود جائے بہت لے آئے جب گو درز لینے کو چلا گیا تو رستم سے
 کہا آپ سب حال جانتے ہیں تنہائی میں انکو لڑنے کا موقع ہاتھ آجائے گا دوسرے کون ہی جو مجھ یا گیا
 اگر مجھ کو ارشاد ہو جاؤں سمجھا کے لے آؤں رستم نے کہا اچھا نیزنگ ہی چلا انکے بعد تحقق کو خیال
 ہوا کہ یہ سب جاہل ہیں ایسا ہنر قصہ طول ہو مطلب حصول ہو فرما نیزنگ کی تو ہی جاوہ رخصت
 ہو ازالہ کیا طوس شہزادہ ہی اگر انکے کہنے سے نہ پہرا در ایران پہنچا تو سخت خجالت ہوگی
 نہامت سے عجب حالت ہوگی میں ہی جاتا ہوں قصہ مختصر زال ہی راہی ہوا اب یہ سنئے کہ طوس
 کی در تنہا ادس مکان کے قریب یاد کیا کہ خیمہ استاد ہی یاد رچی کمانے پکاتے ہیں امیرانہ ٹھاٹھ
 پہنچنے پوچھا کہ یہ مکان کس کا ہے سامان کیسا ہے وہ بولے سوداگر کی عورت نے یہ بنایا ہے توران سے

آئی ہو بیان قیام ہو مسافر پروردی کا شغل علی الدوام گھوڑا کسی کو دیکے خیمے میں آیا دیکھا ایک
 عورت نقاب لے لے بعد غمرہ دادا کرسی جواہر نگار پر جلوہ پیرا گرو ساز دسامان سب طرح کا دنیا
 ہی یہی کرسی پر بیٹھا اوسنے تعظیم کی طوس نے والار سکالو چہا بولی میں زن سازندہ ہوں نص
 سرود میرا کام ہو سوداگر بچہ مجھ فریفتہ تھا تھوڑا عرصہ ہوا وہ بہت کچھ مجھ کو دیکے رگیا افراسیاب نے
 چاہا تھا کہ مجھ جھکوا پنے گھر میں ڈالے مطلب کا لے میں جیلہ کر کے چلی گئی لیکن شوق ملازمت شاہ
 ایران از حد کاشت روز مجھ کو کہہ کر کوئی دسیہ برسانی ہو تو مقدر آزمائی ہو طوس نے وعدہ کیا کہ ہم
 لے چلیں گے اور در شراب شروع ہو ادو پیالے پیے متواسے ہو گئے ہوش نہ رہا پلیس گرو باندہ کہ
 حویلی میں لے گیا کچھ دیر میں گودرز پہنچا وہ بھی گرفتار ہوا ہر گرو ہینسا اور برتن ہی قید ہو گئے اوسے
 دو چار ہوا ان سب کے بعد زال آیا ہر چند لوگوں نے کہا خیمے میں جاؤ یہ نگیا کسی نے کہہ دیا جاؤ
 نوجوان پہلوان اس مکان میں گرفتار ہیں زال سمجھا کہ یہ جال ہو ہینسانے کی چال ہو ہینسا ہو
 خیمے میں گیا سوسن تیور دیکھے بہاگی حویلی میں پہنچی دروازہ بند کیا زال نے اوسکو توڑا بچھا
 بچھوڑا وہاں پلیس نکلا باہم لڑائی ہونے لگی پلیس کا گرز زال کے سر پر لگا مغز پاشیاں ہوا حیران ہوا دین
 فرامز دہنوڑتا آنکا زال کو جدا کیا آپ پلیس سے لڑنے لگا زال نے رستم کو آگاہ کیا ادھر افراسیاب
 تو ہمت تن گوش تھا پہلوانوں کی گرفتاری سنکے لیغا رچا اوسر سے تھمن ہو نچا یہ خبر کنیخرو کے
 گوش نے دی ہوئی شاہ ایران ہی مع فوج دسامان داخل ہوا غر خکہ پلیس گرو کو رستم زار لیا افراسیاب کا
 مقابلہ ہو ایرن نے افراسیاب سے کہا ناحق ایک زبڈی کچھ سرشت کے کھنے سے ملک ل برباد
 کیا پھر لڑنے کی خاطر آیا قصہ بڑیا بار ہا تجربہ ہو چکا ہے کہ تیری فوج تیرے رستم کا مقابلہ کسی
 نہیں کیا ہے اکیلے نے لاکھوں کو ہکا دیا ہے پیران دلیہ کی یہ صلاح ہوئی کہ کل جلوہ افراسیاب کو
 غصہ لایا کہا ہاگتے ہاگتے یہ حال ہو کہ اب جینا و بال ہوا تاکہ یہ ذلت گھوڑا بڑیا کے کیخرو سے
 گفتگو کی کہ آج ہمارا تمہارا مقابلہ ہو تو خضیل میجا ملے ہو خسرو بھی ہاتھی پر سے کودا گھوڑا طلب کیا
 لڑنے کا سامان سب کیا پہلوانوں نے رو کا سلطان ایران نہایت کبیرہ خاطر ہوا آخر کو برز و شیرین

بیانی چرب زبانی سے بادشاہ کو تعجب یا خود افراسیاب کے سامنے آیا جس پر دوسری

بزرگوں میں گفت کا دینا	نذاری تو نام پر رہا بیاد	کون زم جوئی نیا در گاہ	ترا شرم نہاید توران سپاہ
نور کو تا خسر داید بر زم	بجو نیز شاہان بجا بر زم	تو نیز از میان اورادو گر	نہ ترسی ہندی بر زم کمر

بر زو سے جواب دیا کہ فی الحقیقت میں نکمہ دروہ سرکا ہوں الا تیری عادت سے ہزار ہوں تجھ بادشاہ
والا جاہ مگر مشورہ بہ بند و غا غار ہوا داماد کے قتل سے بے اعتبار ہوا لازم ہے تجھے ہراس کے

تیرا مطلق نہ پاس کرے دوسری	بگفت این بداشت گزر گران	تو ہی تیرے کو ما زدران
چو افراسیاب گنپاش بدید	خروشی چو شیر نیاں کرشید	بدو گفت چن پیل متی کن
		نبرد را پیشدستی کن

القصہ صبح سے تا شام وہ لہجواں اور شاہ توران با ہم مشغول جنگ و جدال ہے فردوسی
زیگارا نشان گشت سحر

لیا غصے میں آ کے چاہا تھا کہ برزو پر لگائے عرصہ نبرد میں جو خیال ہو جائے فردوسی			
بیاد بر شاہ ہومان چو شیر	بدو گفت کاوش بر پیر	ترا ننگ نہاید زیگارا و	تو بایہ کجیر و شوی جنگجو
ہومان چن گفت افراسیاب	کر ز کینہ دارم وعدیہ پرک	مرا دروین تیرا ز خسر و	کو پیش من کینہ خواہ دست

ہومان نے عرض کیا اگر اسکو مارا ایک جوان غیرہ سر بے پردہ تھا و گر خدا نخواستہ تو ہلاک ہوا تمام
توران تہ خاک ہوا لشکر کو حکم کیا سب نے بر زو کو گمراہ دے نہ منہ پھیرا یہ حال دیکھ کے فرامرز درستم نے
گھوڑے اٹھائے بد کو آ لے خون کے دریا بہائے کچھ فرسے حملہ کیا پھر تو عجیب تلامذہ کو سون
لاشوں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا جان جگہ خالی تھی وہاں کو کا دریا بہا جاتا تھا تو راینوں کی شکست
خاش ہوئی کئی خیر و کو افراسیاب کی تلاش ہوئی وہ میدان سے فرار ہوا کئی فرسے نے تہا قب کا قصد کیا
پیلین مانع ہوا صدر کے کوس فتح کو سون گئی حریف کے ہٹانے کی نوبت آئی چرخ نے نیز گئی گھالی
سیستان قریب تھا جان پیلوان شاہ ایران کو حمان لے گیا ایک مفتہ دعوت لشکر کی جانشہ ہا ز
رہا مست و سرشار یا بیگانہ نہ رہا رستم نے خسرو سے عرض کی کہ چاہئے برسکا میرسن ہوا آرام
نہ چارون ہوا اسید وار ہون چند سے وطن میں قیام کروں دولت سلطان اس کے آرام کروں

سیر سے بارے زار اور برز دوست بستر و برہنگے نوجوان میں یککین پہلے گئے مرنے قبول کیا
 جہان پہلوان نے اپنا مطلب حاصل کیا اسی دم نشور غور و ہری برز کو عنایت ہوا ہندوستان کا ملک فرار
 کو رحمت کیا پھر آپ با فتح و ظفر مع فوج و لشکر منزل بمنزل کو پہنچا وہ مقام ہوتا بیت اسلطنہ کو روانہ ہوا
 استان اختتام دولت افراسیاب سے کہ یہ ان ویسے قتل ہوا اور شید اگوا
 سرد میہ و استخوان کے اس لڑائی میں قتل ہوئے تھے انہوں نے فریاد سے میں اور
 چاہتا تھا کہ مجھ کو قتل کر دیا گیا ہے اس بار افراسیاب جبر شکت کئے فلت اوٹھا کے توران پہونچا
 ایران آئے
 نے جوش کیا فرما غلبہ بیہوش کیا جو کچھ خزانے میں موجود تھا سب فوج کو تقسیم کیا عزم جنگ
 تم کیا ہم خیر جوان کیسے ہم پہونچا جو جسے طلب کیا اوسکو دیانہ خبر بخیر و نامور کو پہونچا اوسنے گودرز
 سے فرمایا کہ رستم کی بجائے جنگ توران فتح کر آیا افراسیاب کو روز سیاہ دکھایا ہے ابکی تمہارا حصہ ہے
 وہ تدبیر جو چین افراسیاب سیر ہوا ہلاک ہو کہ یہ قصہ پارینہ پاک ہو گو گودرز نے طوس اور گیارہ دینار
 با فوج بیستار دینار دینار لیا تو انکاں کیا یہ فرار دے خبر دے ارشاد کیا کہ تو ہندوستان کو فتح کرنا
 سرحد چین با چین میں گودرز سے فوجی ہونا جنگ افراسیاب پایہ زنجیر نوگاہ بگڑا خیر نوگاہ جسم افراسیاب
 نے سنا کہ گودرز بالشرحہ از فروں از شمار آہو پہونچا اوسنے ہومان کو با سپاہ بیکران روانہ کیا اور
 پیران ویسے کے ہمراہ ہار ہار زمرجواہ ملک کے پہونچے گودرز سے اور ہومان سے مقابلہ ہوا ایکوشش و
 بیزن سے ہومان کو مارا فوج فرار ہو گئے پیران ویسے کے پاس آئی گودرز نے دم بلیا ہے تو قہر پیران آیا
 لڑائی ہونے لگی پھر گودرز نے کینہ کو ترخت داشت لکھی کہ بدولت و اقبال سلطان با جاہ و جلال ہومان کو
 برائے دارا پیران ویسے کا سامنا ہے لشکر عظیم بہت عظیم ہے رستم کو اور مردانہ فرمایا ہے کہ ہماری
 فوج کا بھی بڑی سہ فوج دہرا سہ کئے کینہ نے اوسیدم فرمان و صاحب الما ذعان سیستان کو روانہ کیا
 اور تاکید لکھی کہ مجھ کو دیکھنے فرمان کے ادھر نہ آو اسی راہ سے گودرز کی مدد کو جاؤ ہنوز تھیں نہ ہو
 کہ ایک روز جنگ عظیم ہوئی شکست عظیم ہوئی ہوائے فتح و فیر و فیر سے لیرایتو کا پیر راہلایا تو رایتوں کو
 چھٹا یا مگر پیران ویسے نے پاسے فرات سے کہ کارنا رایتین جمایا جزأت کی داؤد دی انتہا کی ہمدردی کی

آکر کار کام آیا فوج شکست خوردہ مضطرب خاک بر سر بدحواس افراسیاب کیاس ہو تجی پیران و سپہ کی خبر کئی

افراسیاب کی یقین ہو کہ پیران کا انتقال سلطنت کا زوال ہو	ازان کی خبر کیست افراسیاب	کئی کئی سو سو پیران آب
اراجان ہین من	مرا تو پناہ ویرا در بد	سپہدار و سالار لشکر سپہ

خبر کمالی کہ بے انتقام پیران و یسین پیام میں نہ کر فو کا خواب جو پیران حرام ہے یہ خبر کئی خبر سننے سننی
 کہ جو سے عبور کر کے افراسیاب کی فکر میں چلا وہاں افراسیاب نے خزانہ فوج کو بٹا بٹا کر انوکھ نامی
 (۱۱) اشد اجوا و سکا بنیا تھا لاکھ سوار کا سالار کر کے خسرو کے مقابلے کو بھیجا کچھ سہرنے سننے لہر اسپ
 سہر کر آکر کو بیٹھے سے زیادہ جانتا تھا اشی نہ ہر جزا سے روانہ کیا رستم نامہ دار بھی قضا کو کارا و سپہ
 ہے لہر اسپ کے شامل ہوا افراسیاب اس حال کو دریافت کر کے لاکھ سوا سے بیٹے کی کمک کو آیا فوج کا دل
 جمع ہوا یا اور بطریق رسالت شیدا کو کچھ خبر کے پاس واک کیا زبانی یہ پیام دیا کہ اگر صلح منظر سے تو ایک ٹپا
 میرا سپاہ ہمیشہ تیری اطاعت میں ہمراہ رہے گا ناریست اس سے نہرونگا عالم اللہ کا تجھے نیک کیگیا ف

شیدہ بگفتا و ہماند ارپور	کہ باد ابد از روز گاتودور	بجی و از من پیام رسان	بگویش گہی دگر شہر چنان
نیر کہ جنگ اور دبانیا	بود نزعت خوار و وزیرا	چو کار سیاوش فرامش کنی	نیارایا ہر سیاہ مش کنی
نیزان کتھم کین تو رسان	دگر گشتہم ہر سان شدم	ہمہ کوہ و دریا مالشکنہ	ہمہ ترہ شیران بہ شہر دہند
جو باس لبو گند پیمان کنی	لبو کی و پیمان خود شکنی	نہیں نیز پیمان شیا گند	بیزوان و اربو گند گند
دو لشکر سیاہ از رخ زرم	ہمہ زرم مایا ز گرد و بزم	جو صلح کا قصد نہ تو ہم تم باجم	وگر چہ شہر چنان

تو شیدا میرا بیٹا حاضر ہے جو اسکو قہر نے مارا تو تمام توران اپنے قبضہ میں جان میں سے سلطنت میں سے
 ہاتا وٹھا یا قصہ ہی مٹایا اور بتا کہ اید شیدا سے کہا حرف و لہر ازہر زبان لانا جمع دیکھ کے نہ گہرا لانا قصہ
 شیدا کچھ خبر کے رہو و آیا تسلیم کو سر جھکا یا خسرو نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھرایا اس نے ادنیٰ رسالت
 کی خوب کالت کی کچھ نے جواب دیا کہ اگر تو کس راہ سے آرام کر و جب کو اسکا جواب لو پیران فرست گیا
 اس کے جانے کے بعد مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سے مشورہ کیا کہ یہ پیغام افراسیاب کا کہ فریب سے
 خالی نہیں بار بہرہ ہو چکا جو اور شیدا کے تیور ہم گفتگو دیکھے مستعد ہر بار مستعد رنگ و شبے نہا تھا میں نے

رخصت کر دیا اب اس سے بذات خاص بے وسواس اور دنگا صلہ ہرگز نہ کر دنگا رستم نے

عرفن کی کہ اسے صاحب اقبال یہ امر مناسب حال نہیں ہوتا فردوسی	بدست تو گزیدہ کرد و لاک
یہ نامہ گم ہو کران میرابک	یہ صلح ٹھہری کہ شیداکو
دگر دور ازین مگر تو گری ہلاک	ازیران برید کی تیرہ خاک

رخصت کرو و ناسے کا جواب اور کیسے ہاتھ پیچروم سحر بصد کرد و فر شیداکو دواغ کیا فرمایا قارن صف
 لشکر جواب لایا گمشدہ کما میں تو آپسے لڑنیکو آیا تھا نامہ حیلے میں لایا تھا یہ کہ نہ کہنے خسرو غیظ لایا کیا کما
 انشاء اللہ تعالیٰ یہ گوید میدان پر ہمارے جنگ کا سامان ہے ہر اور میدان جو اب قارن کے ہاتھ روانہ کیا مضمون تھا

کون گزاد تو دشوار گشت	سخنہ از اندان اندر گشت	بزر جہان آفرین کردگار	بہیم کاوس پروردگار
کچینان شام ہمارا امان	کہر گل جہاد تند نران	گرم پشت گرمی نیروان بود	ہمیشہ دل بخت خندان بود
ویروم و گنہ سپاہ مرا	ہمان تخت و تاج کلاہت مرا	پیش قدم خوا از ما برد	نامہ دم از پروردگار برد
سپید دیوان و عثمان من	بختیہر بنید از افشان من	کہر آنخو از ایران سپاہ	کہ باوری گرد و پروردگار

من شیدہ دست شمشیر تن	بر آرم بفرجام ازور خیز	جب تارنگو حوالے کیا کہ کیا کہ افراستیاں جاننا گریہات
تو این فرمان را بشید لکوی	کہ اے کم خروم تر ناچوی	جہاندارت تلخیت آنجن
بگرد چنان زار بر تویدر	کہ کاوس گردید بھی بر سپر	قارن نے جب یہ پیام شیداکو پہنچایا اس کے جوہن

و حیرت زبان پر لایا کہ کیا مضائقہ ہے مجھ کو چاہی لڑا کی سیر و یکھ کے جانا اور کچھ سے کہنا تنہا آنا
 قارن نے کہ کیا غیر خیر کب محتاج ہو غیر ہے القہر حیدم خسرو فلک حلیم بصد جاہ و شہم جلوہ گر از یک زنگاری
 ہر ایک شانہ ازہ سرگرم تیاری ہوا مسلح و مکمل ہے کے بر سر میدان دونوں جلوہ کمان آئے فردوسی

بزدل ہر دوزخ کردو	چنان چو شمشیر از اسیر	القہر مشغول کار از سرگرم پیگاہ سے کوئی کسب اور
-------------------	-----------------------	--

فن سپہ گری ایسا تھا کہ سر میدان اس سے ظاہر نہوا دونوں طرف کے پہلوان اور در میدان آہ و آہ سبحان اللہ
 کرتے تھے آخر کار شیرانے کہ اس کا اب ہم تم کشتی لڑیں خسرو نے کہا اچھا اٹھو سے اتر کے دوزخ شیر
 تادیر کا دوزخ پچ کی گھاٹ اور چوری کرتے رہے پچا یک شیدانے کہ زمین ہاتھ ڈالے اور چایا خسرو نے
 جنبش نہ کی ایسا لنگر چایا جب خسرو کی باری آئی شیداکے سر قضا جلالی دفعہ بلکی سے اڑھا کر

سند سے جانہ کیا پھر زمین پر ٹپک دیا اور فوراً خیر نکلا " کے سوال کیا فہرستہ دوسری

بزدور جهان آفرین کردگار	بزدور دست کیخسرو نامدار	بکروار شیر سر که بر گور خور	زنده دست گور زاندر آید اسیر
گر نشنم هیچ پند از آفتاب	بکروار دوز و دوزخین درشت	یکو تنه تیر از میان بر کشید	مهر اسیر دل نامور بر درید

بندہ قتل شدہ کی خبر سے حکم دیا کہ اس کے جسم کو شکا اور گلاب سے دھو کر دفن کر دو، اور مقبرہ عالی شان
جلد تیار ہو اس کے بعد قارن افرا سیاب کے پاس نامہ لیکے گیا لوگوں نے شیدائے اسرار سے جانے کا حال
کہنا افرا سیاب نے آہ سرد دل پر روئے کینچی زمانہ پیش نظر تیرہ روزہ ہوائے حجاز کا جواب دیا مگر فوج جمع کر کے
لاٹنیکو سوار اور جہازم دونوں بادشاہ جنگ جو فوجیں لیکے دوہرے دھوکے ہنگامہ عظیم برپا ہوا
شیدائے قتل ہوئے سے ترکوں نے زندگی نرک کی سرمدیان جو انخر دی کی داد دے گی قہر و وحشی

چو پست پیچی گزانشان	ندادند گردان گردنشان	هر گشت زیر زلف اندون	چو کرباس ابار داده بخون
رکین پیر و زلف سرگوار	دشاه و دشکر خیان کینه دار	بیابان کردار چون خون	یک بجه سر و دیگر سرنگون

آخر کار فتح پور اتریا کو نصیب بھی ہوئی۔ لیکن چار مہینے معرکے سے فرار ہوئے اور افراسیاب کو بھی بکھرے کھنڈ
عنائیں کھنڈ ویرنا فتنہ بدلتا رہا۔ لیکن ہوسریشنا فتنہ جب سطرچ کی لڑائی فتح ہوئی کنخیر و نے

نامہ کاؤس کو لکھا ماجر اسے جنگ مشر و جا تحریر کیا اور آپ افراسیاب کے درپے ہوا مگر
چین ماجین میں جو گیا خاقان کی سلطنت کو ترزل ہوا بہت سے تختے نقد و جنس کی قسم سے بھی
لیکے ایلچی اور سکا حاضر ہوا شرط خدمت بجا لایا زمین بوس کو سر جھکا یا گنہگار نے فرمایا اگر افراسیاب کو
پناہ دی تو میں نے تیری بیخ و بنیا دیکھ دی وہ مجبور و ہائے بھی بھاگا کہ وہ و دشت طے کر کے تے
عاجز ہو گولی پاس نہا جہاں جاتا تھا کینہ کچھ ڈرے پہنے پناہ تھا خاصہ سبب نہ نال دیتا تھا اپنے شہر سے
نکال دیتا تھا انتہائے کار نہا کر میں ایک غارتھا او میں چھپا تھا فحاشات و مائتسل قرعہ و لٹے ہوم نام ایسکے
خوف سے وہاں رہتا تھا نہار و ن رنج بہتا تھا ایک استعدائے در و ناکا عینے سنی غار کے
قریب یا سنا کہ کوئی شخص ترک کی زبان میں نصیب حزن یہ بیان کرتا ہے کہ اے شاہ توران مجاہد مجمل وہ فوج اور
سامان کیا ہو اگر دونوں جو تجھے پھر کس کس بلا اور تم میں تو گھبران کہ جا پناہ ملی تو ہجاگ جانیک کی راہ ملی

وہ نوج نوج صبح کیا ہوئی کیا وہ سخت تاج ہو آج یکہ دہتا ہو ریے کا محتاج ہو انکوئی میر بکنہ وزیر پاس کے
 ہر محنت کے مجھ حسرت و یاس ہے رفیق ناکامی جلیں یاس ہے ہوم نے حامل کر کے آواز سپہانی فردوسی
 جبین کا نین کا نام خواب | نباشد مگر زان افرا سیاب | بسکہ جو را فرایا سیاب سے تیر کثیرہ آفتاب دیدہ و نیا
 رقت انتقام ہے ایسا واسطے ساقین کا یہ کلام ہے سحری | مکن بلکہ بد بینی از یار نیک | نزدیک تر ہم بدی باریک
 دم سحر ہوم تفتہ جگر کپار اگر اسے شاہ توران پر شوکت والا شان دعائری قبول ہوئی باہر آج راحت رکشا
 بر زبان لاغیب سے تیرے واسطے مدد آئی ہے شاہنشاہ ازل کے پاس سے تا ابد تیری سلطنت کی
 سند آئی ہے افرا سیاب خوش ہو کے نکل آیا ہوم نے گردن پیکر کے گھونسا لگا یا پھر حکم باندھ کے حال
 پوچھا اوشے تمام سرگذشت بیان کی وہ کچھ فر کے پاس لیچا ہر چند منت و زاری فریاد و بغیر ارحی کے
 سودمند نہ ہوئی کشان کشان رو بروے سلطان ایران لایا بہت کچھ نقد و خمس پایا فردوسی
 چو دریش کچھ فر آمد بردرد | بیارید خون گریخ لاجورد | شہنشاہ ایران بان بر کشاد | وزیران طشت بخر میکرواد
 پھر کچھ فر فرمایا کہ سیز کو حافر کو طشت و خنجر بھی ساتھ ہوا سیدم و دونوں خود سرون کے تن سے
 سرکٹ گئے ملک پہلو انوکھوں چلے جو انوکھوٹ گئے رستم کو توران کے بندوبست کو چھوڑا اپنا
 ایران کی طرف منہ موڑا جب م قریب آیا کاؤس کو خبر داروں نے شہرہ پہنچایا خود با جاہ و جلال بفر
 شوکت کمال استقبال کیا گلے سے لگالیا کہ اشکر ہے یزدان کا کہ سیاوش کا انتقام بھرا یا جا بکورا حت
 ملی دلوچین آیا کچھ دن نگذرے تھے کہ کاؤس کو پیام اجل یاد ارفنا سے دولت کی بریند و فرکت
 غیر کچھ فر نے سلطنت کی یہ بیان تحقیق مورخین کا مضمون توصیف صاف ہے
 مگر تحریر و تقریر میں گوشتہ اختلاف سے اس واسطے لکھا اور صاحب وضع الصفا کہ مورخ
 لکھتا ہے وہ اس طرح لکھتا ہے کہ ایک روز حرکات ناپیدہ سالار ترکان کثیرہ والا شان یاد فرما کے سخت
 دل ہوا کہ باد و دھواں لایو نیکے ایک مطلب نہ حصول ہوا چار سردار جہان دیدہ خبر گذار با فوج
 و شہار عیار طرف بھیجے کہ افرا سیاب کو ہر محنت سے گھیر ڈالنے سے منہ پھیر و بکیت یا گرفتار ہو
 یا سر سے زہر بھاگنے پائے اور گودرز کو درفش کا دیالی دیا جسکو بادشاہ یزدن نے اپنے پاس کے کبی جدا

کیا تھا اور بچ نکلیں گے بیجا خود بھی اور سبطن عازم ہوا جب افراسیاب کو گوردور نے کیا اور معلوم ہوئی
 پیران و سید کو بلایا اپنے بھائی کو اور اسکے ہمراہ کیا فوج دربار و جے حساب جو لے گیا گوردور نے
 اسی کی اجازت دی مگر یہ خبر سنی کہ جب سعادت اقبال خواست زوال کے ساتھ بدیل جاتی ہے مال سے
 اعمال بدلنا ہے نہ زرا کام آتا ہے نہ فوج کی کثرت جان بچاتی ہے بقصد مقابلہ ہوا طریق کے ولا ورون نے
 جاننا نہ کیا کوئی مقدمہ اٹھانے کا بہرمت لاشوں کے انبار ہوئے دیئے خون روان تھے سنگان
 بحر شجاعت جو جہنم کے تیرے ہونے لڑناں سے لڑ پائی اگر گچشم دامن بچاں رنگریا بدینہ ریاضے خود اندر

ہزار سرابی بدیخ غنچہ بر جگر بخیر دانے بہت | اگر نہ از چہ لبش خشک دیدہ تریابی ہا آخر کار

پیران و سید گوردور نے مارا اور گیارہ سردار نامدار توراتی اسیر ہوئے کوسو بچے لے اعلیٰ دلیل فوار ہو
 گرفتار ہوا لاکھ سوار افراسیاب کا اوس کارزار میں کام آیا باقیہ اندو کا کہیت سے پاؤں اوٹھ گیا اس سنگان
 میں رایت نصرت آیت کثیرہ نمودار ہو گوردور نے حکم کیا کہ ہر ایک صاحب علم دلو اپنے اپنے قتل گیر ہو
 زیر علم ایک جاگیر کہ مقتول جلد شاہ ایران کے طاعنے سے گزر جائیں قاتل انعام پائیں اور
 خود استقبال شاہ یا اقبال کو روانہ ہوا بعد حصول قریبوس سرہر علم لایا کشتہ نکو اور اس پر نکو دکھایا
 دیکھتے دیکھتے کھینچ پیر و علم گوردور کے قریب آیا پیران و سید کو زیر علم برو خاک بیاں پایا کشتہ سے
 اور ترے گریہ و زاری بہت سی بہیاری کی فرمایا اسکو غسل و کفن دیکھے اچھی جاگہ دفن کرو اور گوردور
 علم سے کسیدہ بند پایا اور کار کٹوا یا دوسرے دن خلعت اور انعام خاص عام کو بشہر لیا

دبا نقشان رحمت فرمایا کران اور گنج مکران فریہ زکو دیا در حاصل اصفہان جربان، تستان گوردور کو
 عزایت ہوا افراسیاب پیران و سید کے قتل سے آگاہ ہوا مصروف نالواہ بہت تھا کہ لڑائی بچھا زوال
 کی نوبت آئی پھر شیدا کو بعد یاس بھیجا کھینچنے اور سکو پیران و سید کے پاس بھیجا بعد فتح کھینچنے فرست دیا کہ
 خوار نہ تھے ہر اس سے خوار زرم اوسم کا نام ہوا جب شیدا قتل ہوا شہر پیران بعد شوکت شان
 کہ نہ تکرار لاکھ افراسیاب تھا وہاں آیا قتلے کو کھیر افراسیاب کٹر کی راہ سے بھاگ نکلی فتح
 ہوا متعلقان سرایر وہ افراسیاب پروردہ و مجاہدین نے زبرد اس ماطفت سلطانی آئے اور شہر سے

بنور و خواب ہر سمت بھاگتا تھا جہاں جاتا تھا آفت میں گھبراتھا آخر کار بڑا حذر آفرمایا میں بابل میں
 خوار گرفتار ہوا کچھ عرصے کے سامنے لائے بعض کا قول ہے کہ قیصر جون حبیب ان فیہ الزالی بران قتل اپنے
 لکھتے ہیں کہ حیدم بحال بولن زار گرفتار خسر کے رو برو کیا سلطان حیدم دل کو اس کا حال کی برہمت سے
 سست بہارفت آئی گو در زیاں میں تھا جو اس ہو کہ مباد کچھ واسکو جانکی امان سے تو میر کچھ ایچے سے جب
 بے اجازت شاہ سراوس علیا کو اکاٹ والا جنگ کے جدال کا قہر بالا جب اس نے غر سے فرصت پائی
 آفرمایا ان کے بل میں دین افرا ہوا چین باسلان عیش طرب میٹھا ہوا اسکے بعد بزرگواران پورکسان
 رزخو آفرمایا میر کو جمع کیا پھر ان سے مخاطب ہے کہ فرمایا کہ یہ گاتہ سند اور این کے سب کو ثابت ہے کہ سچے
 زاد یہ ہم سے صحرا و جو دین نمود کی قدم رکھا اتنے ڈالٹہ مرگ بلاشبہ چلے اور اپنے گز نہا ہے
 جیسے کام نہا ہے پس جس شے کو زوال ہے اس کی محبت ہیودہ خیال ہے اس کو یہ کہہ کہ طریقہ مستقیم
 کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ کہے اسکے کار کو بائے کچھ انکار کرے کھی کی طرح یہ کھل کی اصل کم و بیش
 کم ہے پچاسے رشتہ تعلقات مراض توفیق سے کاٹے جہاں بکھیرے دودھ ہو تو قرین رحمت
 یرو و کار ہو اس پر خوار ناپید انار سے بڑا ہر حیدم یہ تقریر لیندیر کر چکا ہر اس کو یوں کر کہے سکو
 اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا فرمان بتا کیڈ کیا اور جو جو مدارج عزت پروردی اور دوسری تھی کہ
 اس کا گاہ کیا وہ سلسلے اور فرمانروائی اس پر کوسے بادشاہ کیا پھر اوسی دن و خبرات حضرت کو
 و دل کے ترک لذات کی دار بقا کی لوگی نظم

جہاں از رخ بقیہ اندو کردند	وقت انکلا و سان انجم	بکھیر و دیر گردون پردہ
تو این میں بد نظر سے گذر ہے کہ جناب بیجان علیہ السلام نے قصد گرفتاری کچھ کر کا تھا وہ بلخ کی طرف بھاگ گیا وہاں ہلاک ہوا اور فردوسی نے بولکہ وہاں ہے کہ رستہ وایکی انکو ہر آب و دل کا پنج تھا یہ وہ بحر میں تباہ گاہاں کھی لیگا زانہ سلطنت کچھ و آئینہ یارخ کے نزدیک ساہرہ رس اور دولت تارخ میں کہ بحر	پھر اس طرح منہ چھیا کہ میر کسی کو نظر نہ آنا اور بدینی	
ان کی پیش قدمی کم ہے وہ یہ کہتا ہے نظم	چھ صد سال کچھیر و نامہ	ہر چہ زور و شد کا گیار
ان کی پیش قدمی کم ہے وہ یہ کہتا ہے نظم	تھی تہنہ خدائے یشتیہ	نہا باشد تشکی میتر

بہارِ پادشاہی

دوسرے حصہ کا تاج کیخسری

اور حافظا برہنہ لکھا ہے کہ مورخ کہتے ہیں کہ

کیخسری نے مسیح پرانی تھی وہ ہمیشہ سفر و حضر میں پائنتی تھی محراب میں دروچہ اور اگر انہما سنایت آب و تاب سے لگائے تھے بطریق پیران پیشین اوسین نماز رب العالمین پڑھتا تھا اور خلق کو کیرتیش بے نیاز کی ترغیب کرتا تھا اور فارسی کہتے ہیں میر تھا جو کچھ شاہان ماضی نے رعایا سے لیا تھا سب کو بلا کیخسری سہر وال کفالت کرتا رہا بعد حکومت ظلم و جور نکلیا خسرو کا قول یہ تھا کہ پائنداری ملک رعیت کی مالے ہے پروردگار نے اسکو کوسیدہ حصول مقاصد دو سر ایسا دیا ہے اور آبادی ملک کی اور ترقی رعیت کی عدل و داد سے ہے پس لازم ہے کہ مال بے محل صرف نکرے اور انصاف سے گذرے لقب اسکا مبارک ہے

یاد کر پھر اصل کتاب کا ہے یعنی شاہنامے سے شیش خانی میں جو کچھ لکھا ہے
تک سلطنت کیخسری کا بیان ہے آبدیور وستان ہے سجھانا راستم و زال کا
نماشا سلطان خوشنصال کا لب چشمہ جانا پہاؤ انوکا پرت میں لب جانا

زندہ کن داستان گذشتگان علی الخصوص فرمانروایان توران ایران حنا شمشیر و زبان ملک قلم بخوری
سرخیل شاعران فردوسی مجریان لکھتا ہے کہ بعد انتقال کیا و س یکا لیرس حسب نخواستہ کیخسری با فروج بہا
سلطنت کر چکا اور کوئی اندیشہ کسی کا دغدغہ نہ رہا ایک وزیر کار پر وازان سلطنت امیر وزیر حکیم مشیر
ترقیو ابان دولت جتنے تھے سب کو جمع کیا پھر فرمایا کہ یہ جابھو سرے فنا فخر دینا کہتے ہیں عین جبین
اور رہتے ہیں گذشتنی اور گذشتنی ہے شعر

اگر صد سالانی ویر کے روزا

جو اسکو دارنا پائندار سمجھے وہ اسکی شادی یا غم کا اعتبار سمجھے یہ جگہ ایک دن خواہ مخواہ چوٹ جائیگی
تخت کے بدلے تختہ تابوت ہوگا کھر کے فشار سے ہڈی پسلی ٹوٹ جائیگی لطف یہ ہے کہ اسکو آپ
چھوڑ دیجیے اسکی کشمکش سے کنارہ کر کے رشتہ امید توڑ دیجیے عنایت پروردگار شامل ہو تو فاسق
الہی عین بڑی سلطنت جاودان حاصل ہوا ب میں نے کہ اسپ کو قابل فرمانروائی سمجھ کر وسیع کیا
نظم و نسق سلطنت ملک انتظام اسکے قبضہ قدرت میں دیا تم سب اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا
یہ رعیت پروردی غربانوازی کر گیا انصاف اور عدل کا سرشتہ ہاتھ سے نزدیک تم سبکی چارہ سازی

کرے گا دامن امید مختار از در جو اہر سے بہرے گا بچو دل سے میول جاؤ گے اوسوقت میرا یہ کام یاد کرنا
 بے اندیشہ و غم با ہم رہنا ستم رسید و نکاح دل شاد کرنا خلقت یہ بیان جانکاہ شکرے لگی جان کھوٹے لگی
 کہ ایسا سلطان والا شان قدردان کسان پائینگے درو دیوار سے سر کر کے مر جائینگے کینہ و سنے
 سبکی تسکین و تشنی کی خلوت سے راہ لی ریسون نے یہ مضمون زلال ورجان پہلوا نکو لکھا دونوں مباح
 استقبال لینے ستم و زال فوراً آپہنچے رے کے قریب ال ستودہ خصال آیا ادب و تسلیم بجالایا سبب
 آخر نے پوچھا زال نے خلوت نشینی گوشہ گرینی شاہ کی بیان کی خسرو نے مضمون بہا بقی کر زبان
 گرفتار سے دونوں کو سنایا کہ بالفعل یہ خیال آیا ہے اس سے منہ چھپایا ہے متن نے عرض کی داد رسی ایک
 ستم عیدہ کی عبادت صد سالہ کا کرکتی ہے پھر ہر حضرت اور سلطنت ملاحظہ فرمائیں تین پیر خالق کی بندگی
 بجالائیں بادشاہ حق شناس نے جواب دیا کہ دل ایک دو طرف توجہ کر نہیں سکتا اور میں نے گویا
 صادق میں دیکھا ہے کہ کوچ کا زمانہ اس قلم سے نزو کیا ہے اب اعتقل مصلحت اندیش سے بہت دور ہے
 کہ یہ چند روز بھی بطور گذشتہ ہاتھ سے نیچے سامان سفر نیچے کیونکر کہ وہ راہ دیریش جہاں میں اور
 نشان آئے رہ رہے نہ کوئی کاروان ہے عالم تنہائی میں یار نہ آشنا ہو گا خوف یہ کہ دیکھیے انجام کیا ہو گا

افقہ ستم و زال یوں ہو کر کیا نہ ہو سکے یہ کہتے ت	دیر لگان بلند اختر و راہ تو	برزگی و دیدار بالاسے تو
خونندین کا ریران شود	کہ زندہ کس سویراں شود	کہ زندہ گیتی چا اور نمود

پھر حکم کیا کہ خیمہ ہمارا صحرائے پر فضائیں بیا جو حسب ارشاد کار پر دار بجائے ایک غنہ حبش عظیم ہمارا خزانہ و
 گنج گھلا بابا فلاس و احتیاج سکین و غراب پر بند ہو جو جوی حق تھے جو صلے سے زیادہ اسباب اور مال
 سب کو عنایت ہوا فقیر ایک امیر ہوا استغنی جو وطن و پیر ہوا یہ سب بانٹ کے جنگل کی طرف چلا بیکر وہ
 چشمہ معوذ نظر آیا سب کو رخصت کیا اور انہوں نے عرض کی جو دم ہے زیارت سلطان کی غنیمت ہے کینہ و
 نے فرمایا ایساں بروں گویا طوفان آئے گا زندہ گھر تک کوئی جانے پائے گا یہ کہلے اوس چشمہ میں

در آیا پھر جو دہنڈا بادشاہ کو کیسے بنایا فردوسی	تمہنگدل گشتہ و تافتہ	سیرہ یعن شاہ نیا تفتہ
جبہ نامہ از شاہ گردون دقار کو کو چکے خوب سارو چکے فریز نے کہا جو کچھ ہوتا تھا وہ گزری		

فریاد و بقیار می سے اب کیا فائدہ خبر کروں پر جو کر و اور کچھ کھا کے ایکساعت استراحت پائے پھر طوق دروسی	وزان کچھ دینے پر نہ بود	نخون سب خوب منتزدود	ہم انہر بند کیے باد و بار	ہوا گشت بران حرم ہنر
برایہ کچھ باد و برن کران	زین سپید از کران تا کران	نقشہ دیند یہ گردان نو	نماند کچھ کس از ایشان نشان	چو طوس و فریز بر بن چو
زانے طہید بند و زیر برن	یکے چاہ کند دریا و ترن			برآمد بفرجام شیرین و دان

ایک شخص زندہ نہ پیا وہ مجمع برن کے تلے جگے ٹھنڈا ہوا گو در جو پہلے رخصت ہو کے پھر اتھا وہ راہ سین انکا منتظر تھا مجبور کیس کو احوال دریافت کر نیکو سمجھا اسنے برن کے تلے سکو جان بحق پایا بنفس نفذہ نظر آیا

اب ساسلم اور جھڑا مقدمہ حرات اسفند پاسے شجر الہر اسب کا تو پاسے روئین تن	ہو تپا ہے اور گشتا سب کا مریان و
بیاد الین کج غیبتی	برافروخت آئینہ نیرنگی

وجود میں دست ہمت بلند کر کے کچھ دوسرے کو سب کے دل سے بھلایا ایرانی شکر زیوان بکالائے سہونے زاد اسکے واسطے دست ہما بلند کر کے سر جھکائے پروردگار نے چار فرزند سوا تھند او سکو دیے تھے آرد او رسدا سب تو کاؤس کی بیٹی سے تھے اور گشتا سب اور وزیر کسلی ورامیر کی لڑکی سے تھے لاسب میں گشتا سب متین و در بین خوش فہم و زبردست شیکھیل فرمانروائی کی دلیل بہت محفیل تھا ویدر سلطان پشیانی نوزائی سے پیدا غم و شان بشریے ہویدا تھا لہر اسب قمر و جہان دیدہ تجربہ رسیدہ تھا وہ اولاد کاؤس سے اسباب ظاہر زیادہ مانوس تھا بیشتر حکومت اور امارت کا کام اور زمین لوگوں کو دیتا تھا اسنے گشتا سب طوولی اور پریشان ہوتا تھا دکان حال کسی سنے گشتا سب ایک سوز با توں باتو میں طوولی ہوا مادہ جو زیادہ ملال ہوا گشتا سب ترک وطن کا خیال ہوا سو سوار چلا لیکے وہ ذی شان ہمت ہندوستان بے اطلاع روانہ ہوا لہر اسب جو سنا وزیر کے چہرا ہزار سوار کر کے بلوایا راہ میں جبے دونوں بھائی ملے با یک شکایت اور

گذشتہ حکایت بیان کی نہ دوسی	ہر وقت گشتا سب کا ہر ماجور	نہا یہ کم زور دیر آبروے
بکا و بیان خواہد انیکوی	بزرگی ہم انہر خیر دوسی	مخبر نذر اندرون راہ نیست

غرض کہ کہنہ نازی زریں سے پھر چلنے پر راضی کیا گشتا سب گام تیری خاطر سے چلتا ہوں لیکن شیر طرا ہے

کہ وہی عہد ہی مجھ کو ملے مگر نہ وطن سے آدھر ہونگا باپ کے روبرو نہ ہوگا زہر نے قبول کیا اپنا مطلب
 حصول کیا لہر سب کے سامنے لایا باپ بیٹے کو ملا یا گرفتار ہو گیا تو وہی فتور ہاگشتا سب کو خفت ہوئی
 بقیہ از ہذا بذات اللہ درم کی طرف وہ محروم فرما رہا وہاں پھر تلاش ہوئی کیسے بنایا جو دھوڑنے گیا خالی صبر آیا
 یہ درم میں ہو چکا کچھ دنوں کو شہنشاہی میں بسر اوقات کی دنگی رات کی جب توفے حال نہ ہوں ہوا دل جگر ٹھکے
 خون ہوا و قدر دیوانی میں خیال تحریر و تقریر کیا لیکن خلاف تقدیر کیا اونوں سے جواب دیا کہ میں حاجت میں
 وہاں سے یا بوس بعد و حسرت افسوس نرا میں کسی لوہا سے کہ اس میں مزدوری کیا ہے ہوں افسوس کہ اچھا جیسے
 ہتھوڑا اٹھائے نہائی رنگ یا دو نو نہیں ایک کو ثابت بنایا ایک تو آشنا لے کا دوسرے زہر دست نو گرفتار

لوہا ڈرلا سکو کچھ نچر گیا گر سے کالیا فروری | اس وقت گشتا سب در بند | خروشان چرخان چرخ بلند
 آخر کار پریشان بادل نالان شہر سے جگمگ کچھ ایک کھیت کی میخ پر مٹیکے رونے لگا کھیت کا مالک مرد میر
 جہانزید تھا اسنے دیکھا کہ جوان ہمیش لاثانی اوردایرانی بعد پریشانی در رہا ہے دامن و حیا آتشیں وں سے
 بھگو رہا ہے اوسکو رحم آیا قربا کے حال پرسی کی گشتا سب نے شکایت بخت و محنت ایم سخت فلک
 جفا شہرشت کی کجی بیان کی اپنی غریب لوطنی بھوک پیاس حسرت یا اس کہدی وہ گھر میں لایا شہرستان
 نوازی ادا کی چٹ بھر کے کھانا کھلایا سنے کو مکان بتایا جب گشتا سب نے اوسکا حال پوچھا اسنے کہا میں
 جگر خون نسل فرمودے ہوں اس گوشے میں بیٹھکے کار و ہمتانی کرتا ہوں چرخ میں زندگانی کرتا ہوں
 گشتا سب نے کہا یہ بھی بزرگ چرخ سفیر پرورد و عالمہ فلک فون ہے کہ میرا جی بھی فریادوں اللہ فریادوں
 خوب جنسیت کے سبب افقت ہوئی یا تو ہے چند سے یوں بسر لیل و نہار ہے یکا یک طالع و کار و بار و محنت
 خفتہ بیدار ہوا اس زمانے میں یہ رسم قیامہ تھی کہ جب بیٹی جوان ہوتی مجلس تہنہ راستہ کر کے شادی
 شہزادہ ہائے ہر شہر و دیار عالی تیار کرکے لائے بیٹی کو نکھاتے جسکو کہ پسند کرتی اس کے ساتھ ہوتا ہوا تھا
 اون دنوں کتابوں نام بری سیکر گفتم قیصر روم کی بیٹی تھی کئی بار بادشاہ نے جمع شاہزاد ہائے نامہ کیا
 لیکن کتابوں نے انکار کیا و جیر تھی کہ گشتا سب کو خواب میں دیکھا تھا اوسکی ماں تھی شمشیر محبت کی
 گھائل تھی وہ نقشہ پوشی پیش چشم تھا جب اوسکو اون لوگوں میں بنیاتی شادی کا غم سیرا نکار کر جاتی

آخر کار اس بار قیامت نے جس غلیم مقرر کیا اسی رات پھر خواب میں گشتاسب نے نظر پڑا اور وہ نکاح و دستہ ہاتھ میں
تھا اور اس کی بیٹی تھی جس کے کتابوں کو وہ دیکھتا تھا اور وہ غریب و فریب آراستہ ہونے کے بیچ میں اور حکم ہوا
کہ جو شاہ و شہر یار کی نسل سے ہو اس صحبت میں آئے وہ وہاں بھی گشتاسب کے ساتھ لیگے میر کرناں
چلا جاتا تھا یہ صدر اس کے دونوں مردوں پر پہنچے مجبور نگاہ نظر اول میں کتابوں کی بیٹی نا فریق خواہد رسید
پایا سجدہ خالق کو سر جھکا یا اور پھر لو نکاح و دستہ شکستہ ہوئے گشتاسب کے ہاتھ میں مہا خزان رسیدہ کو بیغ باغ کیا
قیصر جو مطلق کار ہوا سخت نیرا ہوا کہ مرد غریب لوطن محمود النسب حاصل پنج و محسن کو پسند کیا پھر گشتاسب کو
پاس ملا کے حسب در نسبت چھا لیتے سرچ کھدیا قیصر کو یقین نہ آیا تو سرخی پڑا کہ منہ پھرایا جو سرحد شکی
کے خون سے کتابوں کو جو اے کیا گر مال و اسباب کی قسم سے خاک غریب بلکہ گھر سے بھر گیا گشتاسب
اوسکو لیکے خانہ پریشان بے سرو سامان بیا با نہیں رہنے لگا افلاس کے کم سننے لگا آخر کو یہ سنا مقرر کی کہ
دریا کے پار جا کے گور کا شکار کرنا نصف گذریا نون کو دیتا اور اپنے حرف میں لا تار و زکی آمد و رفت سے
گذریاں باری سے مددگار سے اتفاقا ایک میر زادہ میرین نام آیا قیصر کی دوسری بیٹی کا پیرا کیا اور میرین کو
اپنے نے طلب کیا قیصر تو کہیں خاطر ہو رہا ہٹا لیا گیا جب دونوں بچے تو میرین سے کہا فلانے چنگیں
بھیڑا ہے جو تیرا اوسکا سر لائے تو تیرا مطلب لائے اور اہرن کو دین اور دین بھیجی لیکن ایک جا ایک اثر دیتا
اوسکے قتل پر شادی ٹھہرائی نہ دونوں سخت حیران پریشان ہوئے وہ کام نہ کر سکے مگر بساطت گذریاں
گشتاسب کے اپنے انا حال کہا کہ قیصر نے ہلکے اس حیلے سے ہالا ہے جو ایسا مشکل تمام سر پر ڈار ہے
اوسنے تسلی کی کہ یہ کام کیا ہے تم کو اس میں کیا ہے نہ راجا ہیگا تو تم دونوں کا مطلب جلد بر آگیا اور اثر دے
بھیڑا بہت سہل مارا گیا پہلے تو قیصر قتل کر کے وہ شانہ زادہ بزرگ لا گذریاں جو لگاؤ میں رہتے تھے کو
ہمارا ہے یہ جب بھیڑیا نظر آیا شیر سے زیادہ اوسکا قد پایا گشتاسب پر حملہ آور ہوا تا کہ جگہ و زکا سینے
میں گذر ہوا اس پر بھی وہ جھپٹ کے لپٹ گیا شانہ زادہ والا اثر دے نہ خد کو یاد کی اور نہ کسی کو خبر پڑا
پھر سر کاٹ کے لپٹا اور لاکے حوالے کیا قیصر اوسکا سر لیکے خود اوس جنگل میں گیا واقعی ڈکڑے دیکھا
فلانے پھر کڑی کا کلچ کر دیا اہرن کی مدد کی باری ہوئی اثر دے قتل کی تیاری ہوئی ایک خبر دنا

تیار کیا اہرن نشان بتا نیکو خائف ہوا ہوا جب اس کے مکں کے قریب یہ دونوں غریب الوطن ہو چکے
اڑدیا بویا کے باہر آیا خونخوار شریر باد گشتا سب پنچد تیرے درپے ایسے لگائے کہ اس کے جسم میں
سب کے سب تاپ درائے خون بدرنے جاری ہوا سب کے چمکے مارا ہوا گشتا سب قریب گیا فردوسی

سب خیر اندر دہا نشناو	زادار نیکی در پیش کردیاد	بر دین زندان بان خجروش	ہمہ تنہا شد بکام اندر نش
ہمہ کینہ و غم گشتا گشت	نہ نہ خون پیکر خود گشت	بہر تیرے سے مغر اوسکا سسر ریا کیا	
فردوسی غم گشتا گشت	بکشت اڑدیا ہلک گشت	بکشت اڑدیا ہلک گشت	پس لکھیا ہلک گشت

اس کے دونوں و انت نشانی اہرن کو دیے وہ قہر کے روبرو لایا بادشاہ کو یقین نہ آیا کہا ایسے اڑدیا
مارنا دیو کا کام ہے یا نسل کیان سے یہ کوئی عالم مقام ہے مگر وہی وعدہ خلافی بری سمجھکے اوسکا بعتی
کر دیا اب ان تینوں شخصوں میں وہ ربط و اخلاص ہم ہو گیا کہ ایک جان و قالب تھے ایک ساعت سب اہرن
جدا ہوئے جب تک نہ سوتے اور نہ اریان بھی پاس بے وسواس ایجا رہنے لگیں آخر کو یہ خیر قہر کے
گوش نہ چھٹی تیرا داما داول انکار ہوا سر اول ہوا پھر پیا اور اڑدیا اوس نے مارا ہے انکا کام نکالا
آفت عظیم کو ٹالا ہے فرط جرات سے اس مقدمے کو نالائق جانکے اپنا نام نکلیا تھا کہ پھر ایسا بڑا کام نکلیا تھا
قیصر دم نے بڑی دہم سے گشتا سب کٹ بلایا اندر آیا مگدشتہ بزبان لایا پھر لشکر ظفر پیکر کا سالار کر دیا
خدا کر دیا لڑائی گشتا سب کی الیاس والی خسرو اور بعد فتح شہرہ پایا اور
پس صیبت السلطنت میں حیاتا جب لشکر کا سپہ سالار گشتا سب کا سر ہوا فتح و نصرت نے
استقبال کیا ہمت نے ملک ستانی کا خیال کیا پہلے نامہ والی خزان الیاس کو لکھا کہ اتنے دنوں
بید غرغیر ملک کی سیر جتنے کی اب دست بستہ حاضر ہو ملک مال بندگان سلطان و دم کو سوچو وہ شکے
آمانہ نہر دستدار کا زار ہوا لڑائی کو تیار ہوا یہاں گے گشتا سب نے فوج لیکے کوچ کیا سلطان اسے اہرن
دونوں ادا دیا کو ساتھ لیکے سیر کھنچے جلا القصر ظفرین کی سپاہ رزم جو جنگا ہا دوید و ہوا صیفین کا تہہ زمین
لڑائی کی تیار ہو گئی ہو گئی گرم بازاری ہو گئی

چاکر جو خاں ہوا	خون ہر نہ ہو جو	دیا وہ برادر ہوا سپاہ	تو کوئی بڑی نصرت یا شہر
چاکر جو خاں ہوا	خون ہر نہ ہو جو	بجیند گشتا سب زیر صفت	یک بارہ زیر اڑدیا بکشت

پر سے ٹپکے الیاس کو کیا راہ بھی گھوڑا چمکا کے رو برو آیا گشتا سب نے فرصت نہ لینے دی نیزہ
 پوشین بند کر کے گھوڑے سے گرایا پھر آپ کو دھڑا ہاتھ باندھ کے قیصر روم کے سامنے آیا فوج مخالف جیستی
 اور جرات دیکھ کے بھاگی شہر خزر قلعے میں آیا انتہا کا مال اسباب خزانہ پایا قیصر نے گشتا سب کا رتبہ حد سے
 فزون کیا ایک وزیر گشتا سب نے فوج کے نامدار سالار طلب کر کے غم جنگ لیران بیان کیا لہر آنے لڑی لڑی
 سامان کیا سنے متفق جواب کیا کہ الیاس نہ وہ بادشاہ خزار زموہ کا ہے اس کا مقابلہ بہت دشوار ہے
 گشتا سب نے قیصر سے کہا تمہارے سردار پہلوان نامدار لہر اسپ کا پاس کہتے ہیں لڑنے سے ہراس کہتے ہیں
 میں ٹا بیدوستے چند ٹوٹو لگانے کو نگاہ نامہ لکھو کہ ایک فصیح ہانت ویا سیر میدان کھلے لڑو اوسیدم نامہ
 تیار ہوا اور قابوس نامہ دار ہوا جسدم لہر اسپ کے رو برو پہونچا وہ نامہ پڑھ کے بہت ہنساکہ ایک خزر کے
 ہاتھ آنے سے تھوڑا ملک پانے سے قیصر کو بہت غور ہوا ہم سے برسر فتور ہوا پھر قابوس سے لڑائی کا
 حال پوچھا اوسنے گشتا سب کی شوکت و شان بیان کی کہ داماد و سکوا والا نثار دیو ہے بصورت انسان
 مثل جازا یا خانہ زین سے صید زبون کی طرح الیاس کو قیصر کے پاس لیگیا لہر اسپ نے فرمایا اس جلسے میں
 کیسی صورت اوس سے ملے ہئے قابوس نے زیر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ نوجوان ہی شوکت و شان
 رکھتا ہے لہر اسپ کا خیر از راست کہ براست جواب لکھا کہ فقط فتح جنگ الیاس کے اتنے بدحواس تھے
 کہ کیسکا لٹا و پاس ہا سوال بھیجا ہم سے کیا اگر دستور باج و خراج بھیجا تو خیر و گرنہ تنگاہ روم سکون بوم شوم
 بنا و نگاہ نامہ بے نشان ہو جائیگا وہ بسا بسا ملک ویران درو دیوار پامال ہم سپاہ گردن نشان ہو جائیگا
 جواب لیکے وہ تو زحمت ہوا بعد چندے زیر کو نامہ تحریر کر کے دیا کہ انا کو قیصر کے پاس جانا سخاں صلح
 اسٹی زبان پر لانا اور شہر گشتا سب کی ملاقات کر کے سمجھانا کہنا ہم سے غلطی ہوئی خانہ شہاست
 بے تکلف چلے آؤ تخت و تاج مبارک ہو ہم تمہالی میں بیا جی مشغول تھیں تمہارے مطلب قبول ہوں
 زیر روم میں داخل ہوا خبر ہوئی کہ لہر اسپ پیغام لایا ہے نامہ دار بنکے آیا ہے قیصر نے اغوا و اکرام سے
 طلب کیا گفتگو ہی نصیب ہو کے مکان پر آیا گشتا سب کے پاس گیا دونوں بھائی بنگیر کے کہ لڑنے زیر مرنے
 بقسم کہ اگر باپ اب سلطنت سے بیزا ہے مگر خدا طلب کا ہے یہ باتیں سننے جب وطن الفنا دور ویدر طبعیت میں

نیش ن ہونی اوسی صبح کو بصد تجل و شان کتابوں کو ساتھ لیکے سوئے ایران وان ہوا جب بر آیا
 لہر اسپ تخت سے اٹھا بیٹھے کو گلے سے لگایا سپاریا گہراے اشک ناریا اور تخت زمین پر رہا
 بچو لکے بٹھایا اوسیدم سلطنت سے ہاتھ اٹھایا فقیرانہ لباس حق شناس بن کر سبکے بلج کو روانہ ہوا
 وہاں ایک مکان مثل خانہ کعبہ بنا کیا تھا اطراف و جواہر سے لوگ اوسکی زیارت کو آنے تھے مطلب
 پاتے تھے اوسکے حجرین جاگزیں ہوا خلوت نشین اف

چوشتا سب را دل بر تخت	فرماند از تخت بر رخت
سج گزین شہ مردان نو بہار	چو زندان پران روزگار
نزد دریاں کردید سپاس	پوشید جامہ پر تش بلاس

ایک سے بیس برس لہر اسپ سلطنت کی اور رستم کی پہلوانی جانفشانی یہیں تک ختم ہوئی مہیا سنے کا زرا
 اسفندیار کا مذکور ہے ہفتخوان کا چانا اور میدان داری ہے روین تن کی باری ہے فردوسی
 زبانیات گفتن میں ہی ہزار

کہ نامہ رستم نامدار	اگنم نامہ بنام اسفندیار	ذکر سی ہزار از بودخت یا
---------------------	-------------------------	-------------------------

مہیا سنے جنگ جہاں رستم و زال موقوف ہوئی اسفندیار بیا و قار
 روین تن صف شکن کا قصہ شروع ہوا کہ گشتا سب تخت پر بیٹھا اور
 زرو ہشت مقرب ہوا آتش پرستی نے لا اعلان ج رواج پایا ف

چو گشتا سب بر تخت پید	کہ فریدر داشت تخت پید	لگنم گفت دل پستند شاہ	مرا از دیانے لوانین نگاہ
بران اومار کاواہ بزرگ	کہ بیرون گنم در شیر و گرگ	ہمہ رستم ہاں بجا آوریم	بدان ابیدین خدا آوریم

فیہر دم کی بیٹی سے دوخت جگر نور نظر حاصل ہوئی ایک پشتون رونق انجن و دوسرا فتح گزرا اسفندیار
 روین بدن گشتا سب شہریازی اقتدار ہوا کہ ضیعقون کو زور دیا گردن کشوں سے کار صہبائی لیا
 الا ارجاسب الی حین باجین کہ نسل تور سے تھا شاہان عیو سے تھا دیو پوری تک لم تھے لڑی علام
 تھے گشتا سب بھی بعد از فتح راج گزرا تھا قضاے کار اوسی زما نہیں زرو ہشت نام غلطہ غلط و شمن اسلام
 پیدا ہوا اور کسی تقریب سے اونے گشتا سب کی حضور میں باریائی خلوت کی ذوبت آئی عالم تھا نہیں اوس
 یہی وہ شیطان سنہ و رغلان کر آتش پرستی کے کلام متکبر خاطر بادشاہ پراقتشام کے اس صلے ہے
 دم کیا تہ دام کیا پھر ایک رخت مع برگ بار سحر سے تیار کیا اور یہ کیفیت اٹھارکی کچھو سکا پتا لکھا گیا اوسکا

رنگ اگر چہ تیرہ ہوا روشن ہو جائیگا جب یہ مقدمہ تجربے میں رہے است آیا او سنہ باغ بہر دیکھا کہ زیادہ اعتبار پایا فساد کی شاخ کا لگا ہوا چنگاری کا الا ہوا و فساد شاہ بلخ میں آیا سیر ہوا اور عرض کہ لوگوں کو قریب ہلاکت نوبت پہنچی وہ گم کردہ راہ علاج کرنے لگا صحت کامل ہوئی اب خلوت و جلوت میں بار پانے لگا مراد حاصل ہوئی نیا شگوفہ پھلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ میں رازدار حق ہوں پیر برحق ہوں بہشت اور دوزخ پر چکوا اختیار ہے ہر گاہ کہ میں میرا اعتبار ہے اور وہ کتابت و استا آسمانی ہے میری نبوت کی آیت انسانی ہے جو اوپر عمل کر گیا اوپر نظر عینیت غرضی کہ لگا گشتا سب باد جو دکن سیالی

ابنیر ہی سے دیکھا گیا یہ امام قائم سدا کی ہے میرا کرتی کے طریق میں آیا فر دوسی چو بشیر از شاہان و

ذریعت و راہ و امین او کچھ نہ کہ بدو اس گناہ ہمارے یہ ظلم کیا کہ کچھ معراج ہوئی تا عرض گذر ہوا جلدی حتی

مذاظر ہوا فر دوسی خداوند را دریم اندر شست دل جانم آتو کی راز شست اب و در بزرگ گشتا سب

اسکے حلقہ اطاعت میں آنے لگائے نئے نئے گلے لگا ایک دن زرد ہشت نے کہا ارجاسپ کو خراج دینا کیسا جسد تو غم کر گیا چین با چین زیر تلکین ہے اس کشتے پر نامہ تحریر کیا ایک چین دست ہوا آمادہ کار گزار ہو یہ نامہ جو ارجاسپ نے دیکھا سمجھا کہ اوسے بے دین نے یہ آئین نکالا دین و دنیا دونوں میں رخنہ ڈالا جو اس نامہ پلا تا خیر شہر کی فر دوسی

شہیدم کہ اسے گرفتار تار و زور روشن از دوساہ سیاح فریے پر فریب تار و زور شہریم کرد شہید تار و زور پرفتن و دیشرا سیاحتی ساہ و دشیشرا از ان پس کی از تر شاہ گرد یکے پیر جادوت مگر او کرد

اور افسوس کی خاتم تمام غور کا ہے کہ تیرا باپ و حق پرست نیردان شناسی آؤ تو او کی زندگی میں بہت ناسیاس ہے میرے شہر اب لڑائی مکان رمال کی نہیں میں جہاد کرونگا تیری سلطنت باد کرونگا پسبہ عظمت کا فتنے کمال خلق کو تلک میں نڈال اور اس نامہ سل مگر او کو سیاہ کشتے شہر کر دیکھو کہ وہیں سمجھنا

پیر ایم نہیں تیرا تیرا و ماہ گم کشورت و اسر تباہ زینت سر اسر و زم جمہ بتا کر و کشتہ بزم جمہ خوشم کیے نامہ دستدار کردین و نیا تیرا کبار بگفتیم ہم گفتنی اسر تار و زور اندرین پانہ نگر

یہ نامہ تمام کر کے جادوی ہندو دیو کے ہاتھ روانہ کیا جب گشتا سب پاس مل آیا اس نے زور و شہت کو دیکھا

اور وزیر سے تدبیر پوچھی اور سنے عرض کی یہ نامہ خود طلب ہے کچھ کے جواب لکھا چاہیے جلد ہی نفر مایہ
 زردہشت نے کہا سر چٹا کیا ہے جواب لکھا یہ جنگ ہے غرض کہ اس قدر مستعد و جازیر جو اس کا چچا تھا
 وہ کہنے لگا تو ابھی جنگ نہ دیکھو خود سال ہے اور یہ لڑائی تیرہ ہی ہو گئی فتح امر حال ہے میں جاؤنگا بادشاہ نے
 فرمایا بہت مناسب ہے اس گفتگو کے بعد وزیر خوش تحریر طلب ہوا جواب یہ رقم ہوا قصہ ووسی

چچین گفتگو ہوئی کہ تیرہ دواہ	سورکشور و بونٹ کم سپاہ	تو خورشید بر مغرب زاری رنج	کہ ماخو کشاکش در ہائے گنج
سیارک گردان ہزاران ہزار	ہندو ملو ان خنجر گراں	ہر وزیر دار بخوار ہوا خداے	سرت را بیاورم وزیر پاپے
یاد و درویشکاران بدین	شاہ کدول پر لگندہ کین	ہم کہ تیرہ ہی جنگ کا رخ	ہم کہ تیرہ ہی جنگ کا رخ
چو اگاہی آید بکشت اسب شاہ	کہ اگر با سب آید کین با سپاہ	ہر زخم او نیز لشکر کشید	ہر زخم او نیز لشکر کشید
زادہ کی گرد پائے سپاہ	کے دزدان دشمن بخیرہ ہزار	زردہشت گفت اسب	زردہشت گفت اسب

کہ اس لڑنے وزیر چاہا سب کہ علم نجوم کی دھوم مچاتا ہے حال فتح و شکست کا دریافت کرنا با سب نے پتہ پتہ
 بعد لکے لوگوں کو لکھے تہائی میں عرض کی کہ فتح و سرکاربہ تکرار ہے الاغوش مغرب زان قرار نامی
 جرات تیرہ بے دیر لغ ہو جائیگے پھر آپ فتح پائیگے اللہ تعالیٰ انکے سوا اور خیر کد اور پیلوان ہر لڑائی کے سب
 نے میدان کا زار دین پر اچھا یاخو ارجا سب اسے فزون بختی تشہ خون تھی وہ بجائی یاخو دوسری

چھٹا گردان ہزار استند	ایمان ہم نہ ہوا چھو استند	بکرو نیک تیر ماران است	لسان بکر گزیر بلان است
ہواد زمین شود گون شدہ	نیزین ہر لڑائی کا خون شدہ	پہلے اگر دشمن لہر اس کا پٹیا جو نسل کا دوس سے تھا	

مرد و فرخوب لڑا حتی پیرا دایا کر کہ سر میدان تھا کیا پھر چاہا سب کا پٹیا آیا جو پھر سپہ گری لکھا یا وہ بھی
 مارا گیا جان سے پیار گیا اس کے بعد وزیر بربان تیر صف کو چہر کے ارجا سب کے قریب چاہو پئی اس نے

خیز گار و زکوف جے ناعار و نو کچا راخرو و می	پیار لہر بربان تیر صف	بلند و بکرا و پیر کرگ	
میزان زمین تیر ہزار	ہم از مہر ان شاہ ہزار	نیزین ہر لڑائی کا خون شدہ	نیزین ہر لڑائی کا خون شدہ

جب قتل تیر سے گشتا سب آگاہ ہوا زمانہ پیش نظر سیاہ ہوا کہا کوئی ایسا ہے جو میر بجائی کا بلالے قہر و می
 تیر لکھا آدھا سندھیاں کہ اس قدر تشہ ان کا تیرہ گراں

پاپ کے دہر و آیا آدھا بجا لایا آدھا تیرہ ہوا	پاپ کے دہر و آیا آدھا بجا لایا آدھا تیرہ ہوا
--	--

بادشاہ نے فرمایا کہ جو تو نے اسکو مار لیا تو میں نے یہ تخت و تاج آج تجھ کو دیا ہے دوسری
 کہ چون باز گرد نہ آئی گنگا | باسفندیارم بود تاج گاہ | سپہ اسمیں پیش سرور ہم | تر از خضری تاج بر سر ہم
 نیراد | گھوڑا جو خر و کا تھا اسفندیار او سپہ سوار ہو امیر فرش سے دو چار ہوا خضر دوسری
 بیدار تخت او صبح زہر زہر بار | گزشت انگشتیں اسفندیار | زوش نیرہ آنگون بولگر | چنان کہ در سو برادر
 ہو سہمی گزخیری چستی اور تیزی میں سر او ہکا کاٹکے زیب فزاک کیا جسم تہ خاک کیا پیرا جاسپ جملہ
 ہوا لشکر زریزہ بنو اتورانی او سکا شہر کیلک حیران ہو کہاگ نکلے ارجاسپ ہی شہر نیکی تا نایاب جنگ
 کی طرف متہ او ٹھایا باقی ماند و ن ہتیار ڈال دیے جانکی اماں چاہی اسفندیار کی دشت ایسی میں
 گشتا سبکی جان بخشی کی آئندہ می پیر خود زریکی لاش پر آیانالہ و آہ کیا حال بہت تباہ کیا فرود
 جو اورا چنیں خر ار گشتہ ڈ | بن جانہ خضری بردہ | چنین گفت کا شہ گزہ لای | ہمہ ندانی مرا گشت تلخ
 جاسپ وزیر نے یہ تبریری کہ ہر فین کے کشتے شمار کر ویہ کار کرد خضر دوسری
 زارایان کشتہ شد ہی | ہزار و صد و شصت ماند | اذان دشمنان کشتہ شد | و زمان شہد سرکش دہا
 القصہ گشتا سب کی فتح ہوئی زرد و ہشت کی دونی قدر و منزلت بڑی خضر دوسری
 میا در سر فراد اسفندیار | بدست اندرون گزہ گدا | جو شاہ جان کرد او را | ز جان جانن بدل گزہ
 ہمہ کار ایران مراد و اسپر | کرد و دید ہم مردی و بڑ | جب گشتا سب اسفندیار کو اختیار دیا و بعد کیا
 کہا اب رام کے دن گئے کشورستانی اور ناک گیری کا ہنگام ہی اسمیں آبرو ہی نام ہو پہلے اسفندیار کے
 روم میں ہوم چائی قیصر کو زیر فرمان کیا دہشت کے دین میں لایا کتاب ترند داستانے رواج پایا
 و بالے ہند کا سامان کیا ہند و مستان میں نگ جایا ایندہ سب کو سکھایا پیر میں لیا زرد و ہشت کا نام روشن
 ہر جا کان شاہ نمود و | نیامد مینہ کس پیش او | از دین گذارن چو آ | ہمہ دین اورا بیا رشتہ
 ہمہ مراد و فرمان شدند | سرکشان جلہ نہان شدند | جسم میں اور روم کی مرز روم قصہ
 میں لایا اور ہند تک زرد و ہشت بدخت کا و نکاحا یا گشتا سب نے بنا کر
 گرفتار و میل خوا کر کیا بعد ملکوں کی فتح کے تہیت نامہ اسفندیار نے گشتا سب لکھا کہ با قبا

لازوال شاہ اتنے ملک تخت حکومت آئے اور سب نے مذہب و ہشت قبول کیا میں نے اپنا مطلب حصول کیا آئندہ جو حکم ہو گا لاؤں گشتا سب بہت خوش ہو اور میر کو طلب کیا نہ کہ آیا اتفاقاً لازم ہو گا تو ہنگامہ عجلت ملی قسوت قلبی اسفندیار سے کہتا تھا اور نظر وقت ہا کرتا تھا اسے موقع پایا خلوت میں بادشاہ کو کہ اسفندیار بہت زور پر چڑھا کر اس کے غم فاسد سے بادشاہ مطلع نہواں کے میں نے جو اسماعیلی ہے کہ بلخ میں ایک بیکہ کر کے زرعی کی تلخ کر کے اس باب سلطنت میں غور و خیر اپنے اوپر کھولے فردوسی تو دانی کہ گشت اسفندیار

اس خبر و ہشت اس سے گشتا سب کو ایسا بادشاہ ترود ہو کہ تین دن تک سنا غمے نابا گشتا شراب ہا تھ سے پکوانہ صحبت میں کسی کو بارودی نہ اجازت اجاڑے کار دی چھتے دن جا ما سپہ زیر سے فرمایا کہ توجا کے جلد اسفندیار کو تہنا بلا لا جا ما سپہ اسفندیار کے پاس ہو جو اس پوچی نام طلب ہے کیا اسفندیار نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بادشاہ مجھے خفا ہے جا ما سپہ بولا کہ خواب تیرا سچا ہے وہ بولایا کی خوشی میں ہی ہوتا ہے شیشہ ملک فتح کیے زرد ہشت کے دین کو اسفندیار رواج دیا سرکشو نے باج لیا اب تو مجھ کو کیا صلاح دیتا ہے جا ما سپہ کہا چلنا سبر کرینا اچھا ہے اسفندیار نے بہمن کو بانی شین کیا فوج و لشکر دین چھوڑ کر گشتا سب کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے کہا ملک ستانی سے اتنے دنوں کی حکمرانی سے نخوت اور غرور نے تیرے سر پر تو میں نے غلج یا بیاتی کیا اسفندیار نے جواب دیا کہ گوشہ کلاہ آسمان پر پوچی دن کو گھا گیا ہے چون امیر و ارغون چون ہر چند ناگرد گاہ ہوں گشتا سب نے ندیموں کو چھپا کہ جو بیٹا باپ سے چھڑا دوسرے شیطانی میں گھر جائے اور سکا علاج کیا ہے سب نے عرض کی قید کرنا رہا ہے غرض فوراً مسلسل اور مطلق کر کے قید سخت میں گرفتار کیا ہے

مراور باریا کو بستند سخت زینت بندہ کو گشتا سب بدلتان گلی اندر ہی رہتے زمان بازار بزرگ رہتے اسفندیار کو قید کر کے گشتا سب ستان میں آیا رستم اور زال کو اپنے طریق میں لایا دو برس میں صبح و شام قیام کیا بہمن نے جو باکی گرفتاری دولت خواہی سنی فوج کو جواب دیا آپ کید ان میں باکی خدمت کو آیا ار جا سپہ اسفندیار کی قید کا حال اور گشتا سب کا ہونا پیش رستم و زال کے پیش ہوا کہ ہم کو بھی اس سے لہر اسپ کو مارا بلخ میں کدھام چھا دیا

اور جاسپ کو خبر ہوئی کہ اسفندیار زندہ نہیں ہے اور گشتاسپ سیتامین کے خانی میدان دیکھے کہ کرم اپنی بیوی کو فریاد
بھیجا رہا ہے بلج میں داخل ہوا غلامی لوگ لہر اسپ پاس آئے ہر چیز اپنے اپنے لڑنے سے اٹھا کر کیا کینے مانا محمود جو
اوسکے رفیق قدیم عبادتھی نے میں ندیم تھے سبکو ساتھ لیکے لڑنیکو آیا عسکر و دوسری

زکرم جو لہر اسپ کا گاہ شد	غیر گشت با رخ ہمراہ شد	ز جاکو پتیش بنا در گاہ	بشیر بر زاد کیا کی گاہ
---------------------------	------------------------	------------------------	------------------------

القصر جب عظیم ہوئی ان کا رستو بڑے بڑے بہت بہت ہوتے ہیں لہر اب زخمی ہو کے گھوڑے کے گرا طاق گشتہ ہوا
نصیب افرو دوسری

جہانگیر ازیر توکان گشت	نگوشتا شد میرزان پست
------------------------	----------------------

کرم و نو قید کیا آتشخانے بچائے مکان کھودے کتابت درواست کو چاک کیا آتش پرتو نگوشت خاک گشتاسپ
کی ایک بی بی بلج میں رہتی تھی قبل از شکست گھوڑے پر سوار ہو کے فرار ہوئی سیستان پہنچی سب جان بیان کیا
گشتاسپ و سیدم روانہ ہوا رستم حیلہ کر کے رگیا بادشاہ اوسکے اعراض سے سخت ناراض ہوا ہنوز گشتاسپ
بلج پہنچنے نہ پایا تھا کہ کرم آیا راہ میں لڑائی ہونے لگی اور اوسی روز راجاسپ بھی ملک چین سے اوس
سرزمین میں با فوج ظفر موح داخل ہوا ایرانی بہت گھبرائے الابر جہنگ چار اور کچھ یار انتہا فرو دوسری

برآمد ہر سو بدو بوق و کوس	زمین آہنی شد سپہربنوس	اگر داندرون تیر چون ترال بود	ہر وقت از ان گمان لالہ بود
پیرانہ بدو بر پچائے رخص	ہمہ منتظر تاچہ از کسچہر	سراخی گشتاسپ تیر و پست	بدان کنگہ شد در کارش و شد

ترکین نے اتفاق کیا وہ قطع میں جا کے چھپا ہوا جاسپ سے فقیر آسمانی بدو میر دفع بلائے ناگہانی پوچھی
اوسے جواب دیا کہ اسفندیار پاس لڑائی کا دار و مدار ہے نیز اوسکے فرخ و شوال ہے اوسیدم گشتاسپ نے
جامائے کو کیدان بھیجا نامہ عذر آریز اپنے ہاتھ سے بیٹے کو لکھا کہ میں تیرے دشمن کے کہنے پر عمل کیا
اپنی سلطنت میں خلل کیا جب نامہ اور جاسپ اسفندیار کے پاس پہنچی وہ بہت ہلکا اور شکستہ پایا کہ کرم کی
عداوت سے بیان کی غرض کہ جاسپ نشیب و فراز سمجھا کے آئے یا دور سے دیکھے گشتاسپ اور بھاگے گیار
سہو کو اپنی اوسکی خاطر سے ٹھوکیا اور کرم کے قتل کا حکم دیا پھر فوج فروں از شام رخ مردان کا گزرا ہوا
کر کے جنگ ارجاسپ نافر دے ارجاسپ اس خبر سے اندیشہ ناک ہوا کہ کرم کو مقابلے میں بھیجا جب نہ ہو اگر گستا
د و بدو جنگ ہوا اور تیر لانا خیر اسفندیار پر لگایا رو میں تہی نے پوچھا یا اسفندیار کسے گندھ چھپسا کے جنگ کا جو دیا خان

زمین سے بر سر زمین آیا	فر دوسی	بنام جان آفرین کہ کار	بنداشت در گون گشتا
بہند اندر آمد سر و گردنش	بناک اندر افتاد گردنش	اور کشتان کشتان آئے نیشکر میں لایا بیخ پر حرکت	
وزان پس سر نیمہ منہ حملہ کرد	عنان مارہ تیز تگ اسپرد	دشمنت گرد دیر لخت	چو کرم چنان بدینہ بدست

کرم سیمہ سے میسر بین اور میسر سے قہنگاہ میں اپنے باپ کے پاس آیا پھر نیکی تانایا دونوں طرف کی سیاہ	کینہ خواہ غٹ پٹ ہو گئی خوب تلوار چلی آخر کار شل بخت برگشتہ ارجاسی نے منہ اوٹھایا ہالنگ نکلا سفند یار	حکم دیا چینی اور تورانی زندہ نہ بچے فردوسی	بیتاؤ آن لشکر کینہ خواہ	دل بزرگین در آن سیاہ
بخون تن شدت خاک دگیا	بکشتی بخون گردی آشا	بکشتن دشمنان ساق	بہ کال اگر فنس پیرداختن	

القصہ بافتح و ظفر وہ بدو پشتر دیا نے بجائے بلع میں داخل ہوئے کچھ دن کے بعد گشتا سے اسفندیار ہو کر کما لہ تیری
 بنونکو اور جاسپ لگیا ہو کلنگ ٹیکاوے گیا ہے اسکا کیا علاج اسفندیار جواب دیا کہ وہاں ہی جاؤ گا اگر طالع
 بدگار ہو چیز الودنگا گشتا سب نے حمد کیا کہ جدم مع الخیر تو نے آیا میں سلطنت سی یا تہ اوٹھایا تخت
 تاج تیرا ہوگا عبادت خالق اور گوتہ نشینی کام میر ہوگا پھر سفندیار نے کہا اگر ساقید ہو گئی نار مجھے دست در
 ہوا آخوند گزاری اور جان نزاری کا وعدہ کر چکا ہے اگر وہ میر ہمراہ ہو گا تو قہدی حقیقت راہ اور کیفیت
 اوس مقام کے خوب گاہ ہوگا بادشاہ راضی ہو اگر گسار کو سامنے بلا کے رہا کیا اسفندیار کے ہاتھ میں اسکا
 ہاتھ دیا دین تن اسکا اپنے مکان پر اتسلی کی وعدہ مستحکم بشرط خدمت اوس کے اب استان
 ہفتخو انکی ہے کہ اسفندیار زاندار بارہ ہزار سوار اور گسار کو مع ہشتون سال
 انجمن کے لیک گیا

انہوں پر ہفتخو ان اندر از ان در استان ہفتخو ان کہ جب اسفندیار گسار کو

مکان میں لایا دلا سا دیا سمجھایا کہ میر اعظم سمت اردو میں تر ہے جو زندہ وہاں ہے پیر اور قیدیونکو چیر لایا اور ان
 تو رانکی ہزار میں جو ملک تجکو سپد ہو گا بشرط رافت تجو دو گنا اور اگر چ کیا کوئی فریب یا تو فوراً تیرا حکم کر دوں گا
 اگر ہر گویا کرد و روخ دروخت نکیر در بر فرخ سیات تجیر نیازم دیم دل انجمن گرد و از تو ہم

گسار کہنے لگا کہ قسم کھا چکا ہوں لڑنے کا مزہ پا چکا ہوں مجھے دلجمی کیے پیر اسفندیار نے پوچھا کہ کونسی
 اچھی ہو کس میں فریب ہو کس میں چیز کا خوف و خطر ہے وہ بولا تین راہین میں ایک میں آبادی سے

سراسر فرحت و شادی ہے دوسری راہ دو مہینے کی ہے آبادی غم ہے مگر از شیر غم ہے تیسری راہ سات
 دن کی ہے سو بہت پر خطر ہے قضا کا ہر منزل میں مقام ہے بلکا گھر ہے زندہ و سالم گذرنا بہت دشوار ہے

او ستر دن کا قصد کیا رہے تیسرے روزی	کہ یہ مخوان پر گزراؤ شہر مار	ہر دی شہر کو کس کا مکار
بزد و بزرگ کشت کس	باز شیر و گرگ ست نرا زوہا	اکرا چٹک شان کس نادر ہا
سیا باں بزم و راسخست	کہ چون باؤ بزم و بخت	یہ قصد سب شکر اسفند یار سنے بارہ ہزار سوار خرار

آزمودہ کا رچھا شکے ہمراہ یہ بشتن اپنے بھائی کو فروج کا سالار کیا اگر گسار تھو اس انرا زین پر دھنڈا مار چایا
 جہدم اپنی سرحد سے بڑھا اور دشت مصیبت میں قدم رکھا اگر گسار سے پوچھا کہ کس کا سامنا ہو گا اس نے کہا کہ
 دو بیڑے ہیں کہ ان کے دانت نیل مست کے پہلو سے آتے ہیں دیکھتے ہیں بھجالتے ہیں غرض کہ جاتے جاتے قریب
 شام ایک مقام پر وہ دونوں گریبان دیدہ پل بیکہ نظر ہوئے اور فروج پر جھپٹے اسفند یار نے زبان تیر کی تیر کی
 ہر کیا مار تیر کی بڑھا کر نے لگا زخمی ہو کر وہ گئے قتلوار و نکو حکم کیا ایک اسفند یار نے دوسرے کا بشتن نے

سرقم کیا فہر دوسی	زحیت فروماں دین گسار	زگرگان جنگی و اسفند یار	بہر بیہوش و بیخوش و خطر
-------------------	----------------------	-------------------------	-------------------------

اوج مقام کیا تمام شہادت سے آرام کیا دوسری منزل کا حال ہے شیر و شے
 جنگ و جدال ہے ہر دینے پانی چرخ کا رنگ نیا ڈھنگ ہے جہدم آہوے چین بھد
 زینت زینین مرغزار چرخ اختر میں رم کرنے لگا تیر کی عالم کی اپنے جلو سے کم کرنے لگا کوچ ہو اگر گسار نے
 عرض کی دیشت شیر و شے ناخن و دندان سے کھنکھرتے ہیں مردم درگشت خورشید میں انکے خوف
 سے گاؤں و دیہات نے زیر زمین مٹ چھپا لیے انہوں نے آسمان سر را ڈھایا ہے اسفند یار نے کہا دیکھنا کہ ہمد
 داور و ادراک ستر سے انکو مارتا ہوں سر پر غرور و اونکا خمر سے اقتار تا ہوں غرض کہ منور و رواہ زرد فلک پر
 جلوہ گر تھی کہ وہ مرہ شیر و دوسری ادسکی ماوہ خونریزی کی آمادہ کھی شہزادہ حالی و قار اسفند یار نے کچھ ہی
 چالاکي دست باز ہے کار لیا دنوں کو ایک خط میں مار لیا تیسری منزل کا بیان ہے حیرت کی
 داستان ہے کہ کس و انالی سے وہ اتروا مارا گیا صہدم خنجر افشان فلک بے مہر نے
 پیام مشرق سے کہینچا درہم و ہر ہم سپاہ انجم ہوئی رات کی سیاہی گم ہوئی لرخ روز جلوہ افروز ہوا تیسری

شزل کا حال گر گسا سے اسفندیار سے پوچھا اسنے دست بستہ عرض کیا فردوسی

کیے تڑپا پیش آید درم | کہ ماہی خدیا برآوردوم | اچھی آتش افروز داز کام او | کیے کھہ خارا ست اندام او

اسفندیار کو نامل ہوا تیر سوچنے لگا حکم کیا کہ ارباب جلد دست ہوا و تلواریں تیر خنجر خوریزاوسین نصیب کرد
جست تیار ہوا و سین شوار ہوا پٹا اوسکا بند کیا جسم کو بے گزند کیا پھر کوچ ہوا جسم اوں منڈی کے مکان سے
وہ ارباب قریب ہوا ایو پائے نکلا ارباب اور گھوڑے پچھوٹے ایک دم میں حلق تک پہنچے فردوسی

دور از دریا بانگ گدو شنید	خوشدین آپ جنگی بدید	از با اندر آید چو کہ سیاد	تو گشتی کتا رکیک و خوشرو باد
اچھی جست اتر گزندش را	بدم در کشید سپہ از در ہا	فروز در آستان فرودن بہم	بہ صندوق در درو جنگی اورم
پاکش چرخ اندر آمد باند	چو دریا و تیر از در ہا رفت اند	نبیرون تو کراں نہ کام	کہ شمشیر تیغ کا پیش نام
برآمد صندوق مرد دلیر	بغیر دریا و ہا پچھو شہر	بشمیر منتر شمشیر کرباک	پچھو منتر شمشیر کرباک

اراب چو اتر ہے نے منہ میں لیا خنجر و شمشیر سے حلق سب چھد گیا نالو کا دہر منہ سے گر گیا موت کا فزہ زبا پھر گیا
اسفندیار جو صندوق سے نکلا اوسکا قد رقامت دیکھنے بہت گہرا یا پھر تیغ آید اسے سراوس خوشخوار کا
کاٹا لیکن نہ ہر اتنا اتر گیا کہ غش آیا ملا زمان سرکار ہوشیار آئے گلاب چھڑکا و نشتر دو لائے اوسکے کمانے سے
طبیعت بحالت اصلی آئی سب فوج شکر کا سجدہ بجالائی منزل چارم کا اسفندیار گر گسا سے کیا وہ بولا
زن جاوگر بنظر بدھے دوسرا اوسکا شیدا غول ہے اوسکا بھی کیا عرض کردن جو طول ہے چو کشتی
عقل سامنا زن فاجرہ ساحرہ کا اور قتل کرنا اوسن مقول غول کا پھر
لگے پڑھنا جسم خاتون جان عشوہ کنان ہو فوج زنگار یمن جلوہ گر ہوئی شب بزمی ان سحر ہوئی
اسفندیار سوار ہو کر چکا نقارہ ہوا ڈیوہ خیمہ کرنے لگا اثناء راہ میں ایک شہت بنہ زار پر فضا ملا بہت
باغ سے زیادہ بہار تھی جا بجا کیفیت گل و خار تھی شانہ زارہ عالی منزل نے وہاں مقام کیا زرم طلب دست
ہوئی بادہ گانگ کا دور ہوا مزاج کا ڈھنگ نشائے کی ترنگ عین کچھ اور ہو کہ دفعتہ وہ زن فاجرہ بالباس
فاخرہ وارد ہوئی بمنہ زاری اسفندیار سے کہنے لگے کہ میں شانہ زادی ہوں گردش بخت کس تاج و تخت
مجھے چھوٹا مصیبت کا آسمان مجھ پر ٹوٹا ایک غل مجھ کو بھگا کے میان لایا ہے یار و دیار سے چھڑایا ہے میری

فریاد سنواس ظالم کے بیچے سے رہائی دیو اور اسفندیاری نے پوچھا کہ ان وہ عمل ہے اسے جواب دیا
 شکار میں مشغول ہے جسم ایک آفت غلام لایگا اسفندیاری نے پوچھا کہ یہ وہی کیا دیوانی فساد ہے فوراً حلقہ کشید
 کروں بندگی اسے بہت سی فریاد بقیہ لاری کی گرتی وزاری کی سود مند خولی پھر جو جو کیا تو ایک عورت
 پیر زال بحال تباہ ہے سر اسرغیدر سیاہ ہے اسی دم سر اس قبیحہ و غاشکار کا تیغ ابدار سے دیکر ایک ایک دشت
 پر بغاوت شریار ہو اچکا کہ وہ غول تھے جو سانے آجاتا ہوں جل جالتا ہے اسفندیاری نے خوف و خطر اور سپر جھپٹا اور
 شمشیر خراشنگان سے اس موزیک کے ٹکڑے کیے گر گسا کر سینہ لگا صبح کو اگر سیرغ سے جان بچ جائے تو
 فرصت باقی ہے رات اوی میرا فرخ افز میں ہمیشہ نشا اب سہولتی تا سہرہ نوشا خوش کا پیر جاہد گرا
 فکر پیا بخوشی منزل کا اور پیر پیر عشقے رہائی غرابے کے باعث پانی پھر و سکو چورنگ کیا
 جبکہ سیرغ آتیشیں پر شاخ لاجوردی رنگ پر گریاں کر کے پروبال سنہما لئے لگا اور شہر شمع کی چمک سے
 شکی سیاہی چہرہ روز سے مٹانے لگا کوچ ہوا اس موزیر اسفندیاری رو میں تن اوی غرابے میں سوار ہوا اور
 گھوڑوں کو دوڑایا جب سیرغ کے مسکن سے تریا ہوا آواز سے وہ بچتی آیا اور قصد کیا کہ بیچ میں اسکو ناکے لیے چلے
 بچ جو مارا ہتیار پانچو گے وہ لگاڑی کے گھلا کر چپ جو لگائی خبر کی زبان تالو میں در آئی سیرغ ہوا سن کر غرابے کے
 پاس گر پڑا اسفندیاری نے نکلے پڑے پڑے کر دیا صحرانے خولے پیر و پیر خیرام دی احمد نام ایسا دے ہوئے نڈروا
 ویا وہ ہوئے شہو گر گسا سے چھٹی نزل کارنگ چھا اسنے کا وہ آفت کاں ہے فیض برن بہار ان آدہ اوی جا بڈری
 چھٹی چھٹی شہریت شہریت اس کی کسا میں گندار پڑا اور سر سے کسا اسفندیاری کا اسامنا
 یکایک کا پیر رازان قضا و قدر نے بیضا آتیشیں غلک چار میں پر دے بردت کوتا بان کیا اور آتش صبح خمبہ
 نیلی خام بن دھکی تیر کی تکی کا چادہ نظر آیا اسفندیاری بافتح ظفر موج سوار ہوا قریب شام وہ آفت کا مقام
 نظر آیا نیچے کٹے ہوئے لگے اوی وقت تند تیز ہوا پیدا ہوئی برن گرتی لگی شہر کے لوگ دنگ ہوئے اور
 کے تلے پناہ کی کشتوں نے عدم کی راہ لی تین شبانہ روز ایک عالم رہا کسی میں نرم
 رہا پیر تو اسفندیاری بقیہ رہو کے بہت سارے فریاد پیش پروردگار کر لئے لگا بارے
 وہ برف اور ہوا دور ہوئی طبیعت سرور ہوئی منزل اخیر کا طور جو پوچھا کہ اگر بارہ لاکھ سونے ایک تفریق ہے

سفر کار از چو کعبه حرم تا قنبره که چنانچه است	بیاورد و چنانچه که قطعه است	نشیند و چنانچه که قطعه است
در بنگار از خیمه را بد گذر	نه اندر و نه اگر گس تن بر	اسفند یار که چنانچه که قطعه است

بسی سوار است بر اسب سفر می کند تمام هوای یک فرسخ رویش در شراب و دوا و ان مقام هم هوای اسب
 لڑائی است قلعه کشائی است قلعه زندق زریقین ملاح سپهر چارمین افق چرخ بر لایا ستار و ن
 بحر ظلمات میں غول کھایا اپنے بگائے کا نہ نظر آیا اسفند یار بے تردد و براس سوار و اوس شست بین گذار و از زمین
 سر و پای سوار ارت طبع گری نظر لائی اگر کای میائے ملاح چو پاز نا پسید کناسفند یار گرسار کو بلایا بگائے کاشکار
 فرمایا که تو جو بٹ بر لائے دست بستر عرض کی که با وجود عمد و بیان آپ مجھے بگائے بے بند گران میں
 قید و بند کی طرح کجائے چھ نزل تک مجھ کو جسے عرض کیا وہی سانسے آیا کہیں خلاف نہ پایا ایک بار جو جھوٹ بولا تو
 غیب کیا اسفند یار نہ سار کما اب کے جو کی راہ بتا دے اوسنے پایا بگائے لشکر کو دنا را ایک فرسخ رویش در شراب گایا
 اسفند یار نے قلعه کشائی کی دہائی لڑائی کی ترکیب دجھی گرسار نے کہا اگر نہ ارسال پیمان جنگ و جدال
 کیجئے کاموت قریب ہوگی فتح نہ نصیب ہوگی یہ سنکے اسفند یار نے کہا **فر دوسی**

چاندن ہر مہر با سپا	درفشان کرم جان امر سپا	اجام دیران ایران کرم	اہم کرستان کرم شیران کرم
سراپہم جگر شان بستر	بیاچمن کوکل شان کرم	آتی دیرین گرسار حین سے	سیر و اقتضا سر را بی موت

بر سر تقریر بجا لائی فر دوسی	دل گرسار اندر کرم گند	دوان جانشین کرم گند
پر گفت چند گوئی چمن	ہمہ افرید بجان تو باد	بریدہ فرخیز زبان تو باد
بیاک افرا گندہ ز خون	ز کفتار و تندر شدہ یار	بر شفت بنگل گرسار
یکے تیغ ہندی بزد بزرش	ز تارک و غم شپیر کش	شکوہ تنہا قلے کے قریب گیا دیکھا کہ حصن حصین

فر دیکھن چاہے جو نگاہ ہے فلک ہایہ عجیب و غریب نہ دین ہے کہ وہم و قیاس کا طاراد کی بلندی پر پر را نہیں سکتا
 اور خواص فکر را جو خندق کی تیریں جائے نو کوئی اور جان زمین سکتا آنے سے نکل ہو پلو گل ہو افرو دوسی

سفر سنگ بالا و پنا چیل	بجائے میز ندان و گل	سینا سو پنا و جو ووس	نارم چمن قلمیہ شین کس
اب قبل گرسار سے محبوب	اکو گرسار کا مارا نا خوب	ہوا را میں ایک قیسر سے	دوچار ہوا قلے کے حال و چیا

کہ کہتے نامی جوان اور پهلوان اسمین ہونگے وہ بلا سوسنہ اس سوار مرد پر اقدار اندازہ بخیر گذار باز رہ و خوش غرق
در کیا آہن ہر دم دست بستہ بود و حاضر رہے ہیں جب در مسلح آتے ہیں تو ادا وقت وہ مگر کھولنے جاتے ہیں اور چہنما ہوا
نمونہ بیچون قلیہ کے اندر دواہین کہیتیاں ہوتی ہیں مرد جوتے میں تپان ہوتی ہیں سب خورم و شادان ہیں سینکے
اور ہر اس ہوا فتح سے یاسین جو ہر سوئی ہوا اس ہوا مکان پر آگے ہر امیو سے مصیبت ہو چھی ہر جلیہ کی مشورت
سینے دی اوسنے کمانہ نگ طبیعت قبول نہیں کرتی آخر کار پردی جہان پہلوانکی اختیار کی ایک سو اٹھ
پہلوان نامی فیق و آزمودہ کار صند و قزاقین ہند کیے سو جوان زبان بادیے سو اگر نیک پو شاہ کی دیسی ہا

دوست کی تیرہ تپت کی اور ہر چلا فہر دوسی	بیاد در صند و قزاقین	ہر ہند صند و قزاقین
صند و قزاقین مرد اور دلاور	اگر ایشان بجز نام نہ کی	اور ہر توں سے کہا کہ جب قلعے کے اندر روشنی بلند ہو

آگے کاگیر نام نہ پتیر اسکے آئینکی دھوم ہوئی ہر کاروان سے ار جاسب کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک ہر عجی اسباب
نادر روزگار تھمٹائے بے شمار لیکے آستان بوس کو آیا ہے اوسنے طلب کیا فہر دوسی

بیاد ہر سیر و گزین	ار جاسب چند بخود انداختا	بچنیدار جاسب و تیرہ تپت
چہ نامی بد و گفت خرد نام	جہانگرد باز اری شاد کا	ار جاسب نے حالات ایران گر گسار کا حال عزم غشت

خوش قبائل ہو چھاو سے جواب یا پانچ فیضیہ کا عرصہ ہوا یہ سنا تھا کہ اسفندیار سفید خاکی راہ کا نام اس راہ کا
ار جاسب بہت متناگہ اسفندیار تو بشر ہے فرشتے کی کیا مجال ہو ہوا کا گذر حال ہو یہ سینکے رخصت ہوا
بہت کچھ بطریق نذر پیشکش کیا اب خرمیدرخت کا بازار گرم ہوا اسکی ہمین باور چنیا نہیں آگیش تین شہر کو چو
وہ آئین اسفندیار نے آواز چھانی نہ چھپا یادہ کہنے لگیں کچھ حال اسفندیار اور گشتا سب سے ہی تو خبر دہو سہو

اس حسیبت میں اگر تھارہ بن باپا رہا بی شہر باہرین خرو سہا	برسنہ سرو پا دوش بکیش	پدر روز و شب دمان خفا پوس
اسفندیار نے اذکو جہان کی یا کما میں مرد سیاح سوداگر کو گشتا سپ در اسفندیار کو کیا سہر و کار اسمین آواز اونوں نے	یو سید بر خوشن آواز	قریب یمن ساخہ گذشتہ

از رو کر ز باہر لائین اسفندیار کی اذکی تسکین کی کمانہ سب بلا یمن شہر آواز سے جھیلے جانیر کھیلے بیاتنگ تاپان
چندے اور صبر کرد دل پر جبر کردہ تو خوش ہو کے چلی گئیں اسفندیار نے ار جاسب سے کہا فدی تو کو پھر رانی تھی

وہ اد کیا چاہتا ہوں اگر شاہ و اراجہ مسافر پروری کی راہ سے قدم بچھڑائے تو سرخاک فرما دے اس سبب میری رائے
 بادشاہ نے کہا اچھا وقت

چو اچھا پیشینہ میں شاد شد	سرور نادان پلڑا زاد شد
---------------------------	------------------------

 اسفندیار نے قلعہ سرکاپر

سب ہمان دعوت پر عزت تیار کیا اور لکڑیوں کا تارکہ تار بانا کر کیا مجھم ارجاسپ کے وزیر اور لکڑیوں کا صنعت
 کے سب خراکے گھر پر چھوٹے شراب کباب کھانے انواع و اقسام کے رو برو کئے یہ تو ایک کثرت بنا چ رنگ میں
 مشغول تھے اوسنے لکڑیوں میں گامی اور روشنی بلند ہوئی بشوق جو اسکا نظرتھا اور یہی لوگی تختی دسکی
 نظری فوج لیکے دوڑا اور اپنے قتل شروع کیا غلطہ چکلی کا اسفندیار کو پیوچا ارجاسپ کا رنگ سفید ہو گیا اسنے
 ناامید ہو گیا کہ کم کو کپاس نہار سوار دیکھنے مقابلے کو بھیجا اور پالین ہزار قلعے کی حفاظت میں رہے دس ہزار
 اپنے ہمراہ رکھے جب بات ہو گئی تو اسفندیار نے وہ ایکسے ساتھ پہلوان سوساربان مسلح کیے فردوسی

بدرگاہ ارجاسپ آمد لیر

خود نالہ لکڑی کا دیشیر

 اوسکی بہنوں نے خواہنگاہ ارجاسپ کا نشان بتایا
 اسفندیار لڑتا ہوا وہاں آیا وہ اپنے نصیب کی طرح خواب غفلت میں تھا فردوسی

بر کویت ارجاسپ اسفندیار

از اندازہ بگشتن کارزار

 اسی سردار شیخ و خیر زند

گئے بر بیان گاہ سر زند

 زیبا اندام تن پہل و دار

بدرگاہ از تن اسفندیار

 پیر و بیٹان ارجاسپ کی گرفتار کر کے نوشا دیکھانے

بہنے کو شہین کہ جائے فرد گاہ پہل خود دروازے پر آیا یا سانوں نے قتل ارجاسپ غل جیا کیا کم میر کھڑا ہوا
 او دہر بشوق نے تقاب کیا ادھر سے اسفندیار نکلا فوج غٹ بٹ ہو گئی باہم تلوار چلنے لگی فردوسی

زخون بد درہمی موج قیامت	گردا چپ دست از دراست	دو دغا درستان زندگاہ	ہوا شد بگرد از بار سیاہ
بہر جا بر تودہ کشتہ شد	تو را نیان بخت برگشتہ شد	چو اسفندیار اندازند جاے	پیدا کر کم بے غنہ دیاے
و قہقہائی انسان بد کوختند	کہ گنتی بہر شان در میختند	دور ویر سپاندا ندر گفت	تمن کر بند کم گرفت
بیاض و انبساط و درین	بہر شکرش خواندند آفرین	دو ویتش گفتند و استند	پراگندہ شد شکر نامہ ار
سر تیغ باران چو برگ خست	یکے بریت خست یکے با فحش	بہر قتل کم کم کر مچکیا	اوسکی فوج جو بد جوابی ادھر کی

سیاہ او کے لو کی بیاسی مگر اسفندیار نے جو چوچ گئے تھے بسکواں دی ترک دست بستہ نہ جنگزار خی من
 حاضر سے بدتر وین خزانہ و خوشخبری کا بشوکت کمال گشتاں کو بھیجا خود کرماندہی گرد و لعل میں عمل کر لیا

نزد و ان چنین مادر سے نمائند	تیر و ان میں شہر و ایک نمائند	نزد و کو کراچیاں نہار	گیا و بریا بیان سر و روبا
چو اگر کج ارجا پھر سے نمائند	ہر پیش خویشان خیر و نمائند	سپاہش ہم آند و تو نگار نمائند	زانہ کا بر تر شہر نمائند

گشتا سب کے جو کہیں اسفندیار کو بلایا یہ پھر خزانگی اسے کیا طاعل جو یار تھا وہ اسٹا جو برکت کے دیگیا تھا بجا اسٹا تھا

سید مفتوح ان آمد اسفندیار	اسپہر و بال شکر نامدار	خیز و یک انجا کھڑا سر سید	ہر خواست بہار بر بائے دید
---------------------------	------------------------	---------------------------	---------------------------

جسم بیت السلطنت کے قریب یاسٹ دار و نو گشتا سب کے استقبال کیو اسٹے پھر با طبری شوکت شائے ساز و سامان

سے رو بردارے جو جو حاضر تھے سینے سر جھکائے اور گشتا سب سر و سہی

پیر ماند زان کار و در شکت	ہی خواند فراد و آفرین	اکے رقبہ بار زان وزیرین	تمام شہر شہن سلطانی
---------------------------	-----------------------	-------------------------	---------------------

خزانہ سلطانی لطف زنگانی رہا دم سو بھد کر و فر گشتا سب پر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور کرسی زرین پر کہیں اسفندیار کو

عنایت ہوئی دلجی سے بیان ہفت خوانگی حکایت ہوئی اور دیدے سے ارجا سپاہ کرم کا قتل و دین و شر کا

لینا بایا قہار و نو جوانگی امان دینا بیان کیا با سباب ظاہر گشتا سب کسرت حاصل ہوئی سردار و گیارہ

بدگمانی نے دے کما کہ قہر ہوا تاج و تخت تو کچھ نیا دیر وہ مٹا بیگی فکر میں ہوا اسفندیار بھی تو دیکھ کما مطالع

ہوا کہ سپہر پیر نامہ بران دے کے آزار ہوا بدل لیکر مال کار سوچنے لگا پانہ نہ نوچنے لگا گشتا سب کا مشہور دفع

اسفندیار میں اور بھیجنا سیستان اوس نوجوان کو گرفتاری پور و شاہ کو کتابوں کا

منع کرنا اوس کا ضرب رستم سے ہر نا جسد اسفندیار کو وعدہ خلائی اور بدگمانی کا گشتا سب کی

یقین حاصل ہوا سلطنت کی اس حاصل ہوئی کتابوں جہاں و سکی مان تھی اوس کی باکی شکایت کی کہ میں نے

ہفت خوانگی راہ میں جانکو لڑا یا و میں ذرف کچھ کیا بہنو تو قید سے چھڑایا اسپر و سلطنت تو عین کیا اوس نے

جواب کیا کہ خدیجے خاموش ہو کر تیرے پاکو بدگمانی فراموش ہوا ایسا سنو کہ بطور سابق پھر گرفتار کئے ذلیل

خوا کہ کبے اسفندیار چھا کہ مان اس مقدمے میں دخل نیکو نہ سی کریگی چیکا اوٹھ کھڑا ہوا کہ دن نشائے کے عالم میں

تیمر غری کھل پڑا سب دستان باب کے رو برو بیان کی فیصل اسلئے حرم سے بدتی کار انجام سے نیک بد کا

خیال اسٹا نہیں رہتا ہے جو کچھ دلیں ہوتا ہے بے کلف گشتا سب بادشاہ نے شک بہت سلج و تاب کھایا مصر فیض پر کر

فرمایا جلدی کیا فرور ہے موقع دیکھتا ہوں جھکو حکومت نیا بدل متلے ہے بظاہر بات گھر لیکن بدگمانی باطن

مین بہت بڑی جاماں پنے پر کو خلوت میں طلب کر کے پوچھا کہ اسفندیار کس طرح ہمارا جادو بول لایا تو فرمایا
 در امر گنہ دوست رستم بود | دیر تری کہ در شصت رستم بود | بادشاہ شاہو ہوا بذا نظر سے آزاد ہوا فرمایا کاش تیر

روئین زمین ہارا جاتا اپنی صورت مجنونہ کہ اتنا ایک درخت و اقربا اور جتنے نامہ ارسید لار و زیر امر اسے سب کا پالایا
 اسفندیار کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی پھر کہنے لگا کہ میں نے عین آج پر یوں رستم بددیا ہے اور سنے منہ پر آیا
 میرا کلام خاطر میں لایا اور اس سے میں جو جو حادثے ہمیر گذری کہی حال تیر پوچھا بلکہ یہ کلمہ زبان پر نہ کہی
 ہماری جاننا زکیر بدے خیر و زاور کامل یا سب گشتا سب کی قرباندار سے ہمکو مطلب کیا ہے اگر اسفندیار
 ادسکو پکڑ لائی یا قتل کر آئی تو مجھ کو سلطنت سے کچھ کام دہی پر یہ تمنا مجھے گوشے میں بیٹھ کے جہاں و بعد کو دن
 تخت و تاج اسفندیار کو دون بننے کہا بہت مناسب ہے اسفندیار سے فرمایا کہ سو گندگناں تیرا دوست کر
 زبان پر لایا اگر تو رستم کو ہلاک کرے ادسکا تھہ پاک کرے تو بادشاہت تمکو ملے اوستی جواب دیا ہر دوسری

میں از ہفت خان چو نکلیہ دام	بدل نمازان کس داورم	حکایت نیاید بقتار رشت	ہمن کنون پانک دان گشت
کہ از گرگ از شیر و از از دہا	وزان پر جاد و مرغ دہا	ہوان زریعا بان از بادشاہ	ہم از گداسا ز دریا ز دہا
بگویم بکا و دل خارہ سنگ	ہو ز دازان ہم جرم بلیگ	ہمہ مگوئیا ندای بکنج	مرا یہ آمد از ان سو بکنج
بہا نہ کنون جیت من ہر جا	ہمین رنج دیوان نہر کرام	شہان گشتہ خود دیا آثر	ہمہ استی رہ نما آورند

گشتا سب جواب دیا کہ سب سچ ہو جو تو نے کہا اگر تیرے سوا مالک تخت و تاج آج کون ہو الا انشا کہ رستم
 اور زال کا دوسل و دیگر خور کے رو برو کیسے کر رہے جانفشانی اور حکمرانی میں ہستی کیا کیا جفا میں سہی تو آ
 کیسی سزائی کرتے ہیں میں تخت کا دم بہرتے ہیں تو نے روئین ذر توڑا اور غاسپ کو زندہ چھوڑا تیرا تیرا درو

رستم کا باندہ پکڑ لانا کیا کام ہے گودہ نہرہ سام ہر دوسری	گیتی کسی نیست ہم نبرد	چرا تو روری دروے آواز
سو سیتان رفت باید کنون	بر نہ کنی تیغ و گویاں را	بہ بند آوری رستم زال ترا
برادر اگیتی خداوند زور	سپارم ترا تاج و تخت و کلاہ	از انجا بیایاں جو در شکار

اسفندیار کہ کہا مجھ کو رستم کا در زمین میں جوان ہے پیر ہو متل خچر ہو کر اسکا خیال آتا ہے کہ اوستی ہمارے جد و نیا کہ
 کیا کیا کیا سلطنت میں وائیں حق تمکد داکیا ہر دوسری | شہید کہ کس ہمارا دہا | دمار از توران بر آورده

اگر تو نہ چسپ کا سخت	بایران نہ دیکھے کے تاج تخت	اگر تو نہیں آمد تو اور زوال	چو بدوی بچھانے او دو سال
تراد دل نہ دیکھتے دیگرست	غم شاہی اندھ بج افسرست	تو برناتی کالی بدے	نگر تاج باشد رہ از بدوی
ز شاہان تخت پیمان	شہنشاہ کہ باشد پیمان	گشتاں گماں غم تیرا گر نہ قبول ہوگا بے گرفتاری	
رستم کے تیرا طالب نہ حصول ہوگا فردوسی		رہ میستان گمراہ جویا	اگر تخت خرویدی بھی ہا کلاہ
چو آنجہ رہی ستیم بند	بیاثرن بازو گندہ گند	پسپا چو دل اندرین کا گاہ	یاد دلا تاج بند سپاہ
از ان پیش پیچہ سراز ماکے	اگر خوار دی تاج یا بدے	اسفندیار سے کہ قصہ دیر افکار مایا بجائے باقی	
سب فریب سے بہا ناسے فردوسی		دیرین آیت تاج شاہی بھی	زینت کا دور خواہی بھی
تریا دین تاج و تخت جہاں	مرا گوشہ بیخ و از جہاں	یک کلمہ کلام سے کہرا او ٹھیک گشتاں سب سمجھا اسفندیار	
خبردار ہو گیا جاسکے حال دریافت کرے بھیجے کہ جنگ ستیم کو جاسکے یا نہ چھپا گیا وہ اسفندیار کے پاس آیا پوچھا			
کیا عزم ہے قصہ رزم ہے یا دل مائل صحبت رزم ہے اسنے کہ تیری صلاح کیا ہے جلا سپاہ جانا روا ہے			
ناخروانی باکی بہترینیں اسفندیار نے اقرار کیا کہ تیرا دستا ہے تیرا گستاخاں کا کب کب کھینچا ونگاں سے چھپا یا او			
عزم سنایا گشتاں سے کتابوں سے کہ کہ اسفندیار کو رستم کی گرفتاری کی خاطر بھیجتا ہوں تو بھی جا کے کسی لشکر			
وہ شمشیر ہی مضطر ہوئی گجراتی بر حواس بیٹھے کے پاس گئی یہ کھے زبان پر لائی فردوسی			
بلیتی بھی پیدا در شوش	بجیر شہنشاہ ہنرہ مکوش	سوار جہاں پور جہاں سام	سباز ہی پیار و سر نہ بدام
ہم او شاہ ہمارا از تخت	نیز است گفتن ہم احد شد	نہون پیش زلف سیاب	زخون کرد گشت چو ریاک
کر نفرین با تیرا جہاں باد	ہر کشتہ رستم تاراج باد	جوانی کتنی ترنما دست	بجہر میستان جہاں شہر
مرا خاکسار و گیتی مکن	ازین جہاں نام نہ تو سن	اسفندیار نے جو دیکھا کہ ہمارے یہ سب کچھ کیا ہے	
باجا نکا دشمن ہو گیا ہر قصہ بشر کو چار نہیں جاسکے پوچھا کہ کیا ہوا تو ناگوار امنیں			
اسفندیار کا سیستان جانا رستم سے گندہ گندہ کے بعد لڑائی			
رستم کو رمائی آخر خدنگ قضا کا نشانہ ہونا کو نیاسے رستم ہوتا			
عمر کا فائدہ یہ نقاشاں کا خانہ قضا و قدر باطل گھبراہٹ پرانہ قضا تصور اسلحہ تحریر کے ہیں گرفتار اصل			

مرگ رسید اگر قفس خلدین بالوق و زنجیر اسیر ہو مکان مسود و پراو کے پونچے وہ تدریس ہو اور قضا کا شکار
 از دہات کے رستے میں اگر بند ہو تا ہے باوجود یہ نہایت تیرے جل جہان ہے زیر فکر ملک الموت ہو تا ہے جان کھو تا ہے
 ایما کلمہ نو ایدنا لکم الموت کو گدگداتی بوجہ مشیت پروردگار نے فرمایا ہے اور بارہا تجزیہ میں کیا ہے نہ محتاج
 سوار کیا ہو تا ہے دعوہ شہید بارہا ریکار کیا ہو تا ہے پیادہ پائی تک فز لو کا سفر نہیں معلوم ہوتا بغیر وعدہ گاہ
 پہنچ جانے کے سفر نہیں معلوم ہوتا دم مضطر اور پریشان رہتا ہے گھر ہے جان شیردیکہ فرایا تا ہے خلاصہ یہ کہ
 کتابوں کے خرید و بیع بھی یا اچل کھینچے لیے جاتی تھی مطلق اس کی سمجھ میں نہ آیا با یک حکم موت کا ہاتھ ہوا
 آخر کار سیستان کو روانہ ہوا پہلی رسم اللہ سر راہ یہ نہایت موٹی کہ منزل اول میں شہید کیا رزمین پر چوٹیا

کسی طرح نہ اوشا نایا ر فرج کیا فردوسی	جہاں چو لان بداند بفال	بہر نو کوش سر رید و نیال
غین زلن اسفندیار	اگر تیراں شتر شوم و خواہ	لوگوں سے عرض کی یہ شگون بد اندر ہے اور پوچھو کلین

کہے یہ ناصح مشفق نہ سنا گو سب کمر ہنسا اور سیستان کے متصل جہاں پوچھا و معانے جس پہلے روانہ کیا
 کہ رستم کو منزل استقبال کے واسطے لائے اسفندیار کے آنکی خبر ہو چلا زمین جہاں رستم کے پاس ہو چلا رستم نے بہت تعظیم و
 و تکریم کی کہ اجبے اگر وہ ہوا جو جسم دریا زمر بند کے کنارے پہنچے نہیں پہلے آئے اسفندیار نے جہاں پہلو اٹکی
 تعریف کی اپنی ملاقات کی توقیر اور مدارات کی تشریح بیان کی جب تحقیق اسفندیار کے رسوا کیا تسلیم کو

سرخ کیا اسفندیار نے گلے سے لگایا فردوسی	اتش زرش اندر آد فرد	پیادہ شد و آد راد و رو
خشاگاہ چو چن در دہر	بیا لاؤ فرت بنا ز دہر	سرخ تو گیتی افروز و ز باد
چو شہید گفتارش اسفندیار	فرد و آمد ز باد نامدار	بے شاد شد آفرین برگرفت
خشاگاہ کہ اندر چو شہید	بود ایمان ز روزگار و شہد	میلان جہاں خاک کو دن ترا

پھر دونوں سوانح رستم نے کہا غریب خانے کو شہر گلستان کچھ خبر نہ کہ اسطرح جولان کچھ اسفندیار نے
 ناانانے شمع میں لایا آنیکا تقدیر گشتا سب آرزو ہوا مسکند یا سپر کہا اگر توقیر اور بند پر راضی ہو تو لیخون
 قضا با یکو دکھا کے تجھے کھول دوں اور جو انکار ہے تو مختار ہے اپنے گھر جا سر میدان سمجھ لو گا جہاں پہلوان
 کہا ایک بار اپنے باپ کی طرح میرا مہمان ہو میرا جو کچھ تو کہے گا بجا لاؤ گا تیرے حکم سے شہر چلاؤں گا

اسفند یارینے جواب دے یا کہ میرا باپ اور قصہ سے بیان کیا تھا میرا غم اور میرے جانے نہ مل و غم میرے اور سکو خیالی
 بیش شغل بادہ خوار کیا تھا میرا وہ بیان تیری گرفتاری کا ہے جس پر احوال ہوا دعوت کا سامان اپنے وعدہ کا
 موقع وضع کے سر اسرف خلاق کے بجائے قید و بند کی فکر ہے غم صاف ہے کہستم نے کہا فیض میں اپنے باپ سے
 اسکا مشورہ کروں تو جواب دے و ن اسفند یارینے کہا اچھا مگر دینے لگانا بلانا متحسن نے زل سے یہ خیال کہا

تو گفتی ارشاد فریدون گرو	بزرگی توانائی اور اسیر	دوسرے روز رستم نے نامدار پیش اسفند یار کیا دی کلمات
--------------------------	------------------------	---

گرفتاری زبان پر لایا متحسن نے کہا آپ کو ایسی باتیں میرے حق میں کہنا مناسب نہیں کیسے حقوق ملاحظہ فرمائیے
 کہ بیٹے کی کسی سہرکھی جانفشانی کی جیسا کہ باپ دے نے سلطنت گمانی کی کسب و دوسی

نگہدار شاہان ایران منم	ہم اور دشمنان و گردان منم	زوشن جان پاک کہ وہ ام	بہر پنج و تیار من بردہ ام
زین خورش من مشہور گمان	مدان خورش را برتر از آسمان	اس گفتگو سے اسفند یار آشفیتہ خاطر ہوا گنبد بکر کے	

یائین سمیت بیٹھے کا اشارہ کیا جہاں پہلوان نے کہا کہ کسی بادشاہ کے روبرو بدچرست است میں نہیں بیٹھا
 یہ کہنے موافق معمول بیٹھ گیا یہ مشورہ اور ملک ختم تازہ ہوا اسفند یار تجاہل عارفانہ کے کہ پوچھنے لگا کہ بیٹے سنائے
 زل دیو کی آل سے ہے سام نے خوفناک مقام میں پھینک دیا تھا کلمہ زاع و زغن ہو لیکن کہو یہ سمجھ کیسے نکلیا
 یہ سمجھ اٹھا لایا جو داروہ یا اسکا بچہ کوئی کھاتا تھا پس خورده او نکاہیہ پاتا تھا آخر کار لوگوں کے کہنے سے سام
 وہاں سے لے آیا ہمارے باپ دادا کی بدولت جو ان ہوا مردار خوراری کر کے پہلوان ہوا اسفند یار دوسی

اچھے بزرگان شہان من	بنو من دیک خواہان من	اور کہشہ زند و ادنیہ	فراوان بین سال مایہ زشت نیز
برہنہ چرخ گردون سرش	چو شمشاد شد رستم بدش	ان باتوں سے جہاں پہلوان کو غصہ آیا بکر کے کلمات	
سخت و درشت زبان پر لایا فردوسی		بد گفت رستم کہ آرام گیر	چہ گوی اسفند یار نے نادینہ پر
تو ان کو کہ از یادشان سزا	کہ شہان گویند بزخون سزا	تو ابھی طفل ناچہر کا گرد و سال ہے شاہانہ اور فک خدای تیرا	

جواب سوال ہے ان باتوں سے ہم کیسے جانتے ہیں تیری باپ دادا کو خوب جانتے ہیں کہ نال سام والا مقام کا چور ہے
 اور وہ جہاں پہلوان زرخان کا خلع مشہور ہے اور زرخان کا سلسلہ جو شہنشاہ تھا دیار تاجک و دیار مینے
 نکلیا و گزشتہ سب کچھ نکلنا اور ان کی طرف کشتہ بھاک ہے میں عجیب العرفین و عجیب العزیز ہوں اور وہ

تو ایک لڑکھاپ کو مار کے شہنشاہی لکھا کرتا ہے مینے افزایا بکوارا جسکا مثل توران میں نہ تھا شاہ ہامانوران سے
کیا کیا خاقان چین کو ہاتھی سے کیسے نہ لیا کاؤس کو ایک بار مازندران کے دوسری مرتبے شاہ ہامانوران سے

چھڑا دیو سیفر اور کوان کو تن تنہا کین ملایا	زین پیر سر گشتہ ام	بیسے شاہ و بیوی راکشہ ام
تواندیرانہ زبیدی نوی	اگر چند بار کچھیری	نہ آگا نکار کارا گمان

اسفندیار نے کہا میں نرم گفتگو کرتا ہوں تو جواب سخت دیتا ہے اگر گوشہ کا تیرا آسمان فرسے مگر ہمارا کشتہ
اور مفتوحان ہمارا تھا کہ جہان شیر کا گذر تھا اور زمین و آسمان کے روبرو قلعہ مازندران کا بیان ایک لڑکھاپے داستان
ہے پہلین نے کہا وہ بارہ ہزار سوار مرد گار لیکے ہفتخوان میں تو گیا خوب نام روشن کیا فردوسی

فریاد نہ تھی ان خوش بود	ہمان تیغ تیر ہوا پیش بود	تو نے اپنی بہنیں آدمیوں سے چھڑا میں بیٹے دیو فکلی
-------------------------	--------------------------	---

بستیان اوجا کے خاک میں ملا میں کاؤس کو بند کرنے کے لیے ایران دکھایا سلطنت گسامان دکھایا اگر تو میر
ہفتخوان میں بارہ ہزار جوان کیا جو میں ہزار لکھے جاتا زندہ نہ آتا اور یہ بھی یاد ہے کہ جب کبھی نے میرے دادا کے
سر پر تاج رکھا کوئی سپاہی لانا مدار راضی نہ تھا سب کہتے تھے کہ میریز تیرا دلین موجود ہے سلطنت اسکو میر
جب بیٹے اور زوال سے منع کیا بھی یا اوس دم تخت نصیب اپنے تاج میرے لیے یہ حقوق سب زیادہ میرے ہاں کچھ
اوسکا عوض ہے کہ تو باندھ کے چکر لپیچ میرے کان ان باتوں کے آتش میں کسی بادشاہ نے محنت کی کہ میرے کو کہا میں سن

چہ نازی بین تاج لہر ہے	بہن تازہ آئین گشتی ہے	اگر کیر کیر دستہ بہ بہن	نہ در در دست پت سنج بلند
------------------------	-----------------------	-------------------------	--------------------------

ایکبار سخن دوش کاؤس نے جھگو کہا تھا جواب میں جو میری زبان سے نکلا کسی شہر یار نے کبھی کان سے نہ سنا تھا
ہزار ہا سپہاں نامی گردان گرائی حافضے کے کیسی جرأت نہولی جو مجھ کو جواب دیتا آخر کار سلطان بحالی تبا
نے عذر کیا منت کی لجاجت کی جب مینے اطاعت کی تیری یہ بہودہ باتیں انسانیت کی راہ سے
سنتا ہوں دلیں سنتا ہوں پہرے شہنشاہی ز اوس نامد انکا ہاتھ پکڑ کر زور کیا رسم متوجہ کے مثال گیا
سینے لگا کہا کچھ کونازیا ہے کہ پنا زور دکھاؤں سروست آزار پوچھاؤں اسفندیار نے کہا کہ تو میرا جہان خطرناک
کہا نا کھا گھر چلا جا کل سر میں ان ہ سامان اچھا کہ جگا باندھ کے لیا ونگا گشتا سب کہ دکھاؤ گھر فردوسی

بخندیر شہم ز اسفندیار	بد گفت میرے زین کا زار	کجا دید و جنگ بنگا اعلان	کجا بایا فقی با دگر زار
-----------------------	------------------------	--------------------------	-------------------------

زینبی تو با مرغ اسفندیار	گر آید نیکو شش کارزار	چو فرار آیم بخت نبرد	باور و مردوان چو رواند مرد
زکوه فرخوش برداشت	گرفتند وینکال راست	نشانت با شوخ عالج	نعم و بستر بکول افروز تاج
کشیم در گنج برخواست	نعم پیش تو کیست آراسته	دیم بے نیازی سپاه ترا	به ابر اندر آرم کلاه ترا
از ان پس بندم کمر میان	چنان چو بستیم پیش کمان	چو شاه با شعی من پهلوان	بجز تو نباشد شعی و جهان

اسفندیار نے جو ابدیات کی یہ ان و گران و دوپہر جو گئے اور کچھ کہا لیں کل تو ہو گامین ہو گا دیکھ تو کس طرح باہر سے
 لیو گھوڑا چھوڑا طلب و اجو طرح سامنے آئے متھن کا نوالہ تنھا شرب کا سا گویا پیالہ تھا کھانیکے بعد پیر دی گفتگو
 اسفندیار کی زبان پر آئی کہا اگر تجھ کو نیل و آگ کا گشتا سب کی گھا کہ رستم کے گھر گیا اور کا تھا لڑنے سے آخر ڈر گیا
 متھن نے جواب دیا کہ میں نے تنھا دیو و نکومار اور فراسیا کا جانے فر کیا تو جنگ نا دیدہ خرو سال ہے تجھے خون کیا لگ رہا ہے

خیال ہے فردوسی	اگر گشتہ کردی زمین در بند	شوز و زوہان لڑنے دو	میں و پس گل نفرین کنند
ہاں نام من نیز میرین کنند	اور تیرا پاپ و پیر و دم حرص میں اسیر ہے وہ چاہتا ہے کہ تو میر سے ہاتھ سے مار جائے		

کچھ دنوں اور سلطنت کے لئے اٹھائے اور خیال محال سے نکال کتا بون کو مصیبت میں مڈال کے خشن ہو گیا
 گھر آیا زال سے یہ محال کہا کہ صبح کو مجبور اسفندیار کا مقابلہ ہے زال نے کہا مصیبت میں رستم نے کہا جرات تک
 عز کر کیا اسنے مانا جاکو کم زور جانا القصد دم محرز ال نامور اوٹھا اسباب حرب پنے ہاتھ سے متھن کے جسم پر سیا
 اور کہا افسوس ہے کہ اگر اسفندیار تیرے ہاتھ سے مار گیا جہا نہیں اعتبار نہ ہو گیا تمام عالم بادشاہش کی گیا
 وگھر خاخواستہ تجھ کو مار لیا تو سیستان چرخ ہنگام رستم نے کہا مصیبت میں نالہ و فریاد کرنا میسر ہے پروردگار کو

یا دکر نا خوب ہے ف	چو تیغ ہندی بگیرم دست	میر جیان ابگیرم شہبست	اور غم باخیزم ہے کہ میر کہ
اوسکو زندہ گرفتار کر کے لاؤں تجھ کو دھماؤں ف		بختیاد اگر گفتند زل زل	نہاے باندہ شہبختیاد
ہر گفتشان و پس برین سخن	نگوی شربت ابد کن من	لڑنا اسفندیار کا پستین نا دل سے اور	

شعی کرتا تیرا بے لکھ میر غ کا آنا چوب گز تیرا اسفندیار کا ہدف سحاحم اجل ہو جانا
 غم نہ کہ رستم و ستان سب جو دشمن و خفتان سپنا ہتیار لگا کرے جیسے شنگ بجز وفادریا ہے
 آہن میں غوطہ لگا کر کھل آئے باہر آیا خشن پر برگستوان لٹا لٹا سوار و افکار بستی تیرا ہر ازال کسرا واکر

میر لشکر کر کے کما تین سے خبر دار رہا کہ بی بی جان شام رہا اور آپ شجاعت و قہر و قاضی الحاجات
 سر کھڑے کر کے لگاوت چنین گفتے کا رادو کار گما بگردان مابین بدروزگار بشوق سنسے جو رستم کی آمد

دیکھیں اسفندیار سے کہ ان کے بغیر صلح یہ تنہا آتا ہے اسکو دلا سائیے کے ہمراہ لیجائی اسفندیار نے جواب دیا کہ وہ صلح
 بسے میوے سے آتا ہے جسکے ہتھیار کیوں نہیں لاتاہے اور کو غصہ آیا یہ جیسے سنایا فردوسی

دلت خیرہ بنیم سرت پرستیز	دلزمین تیز تو خند ریز	دو جنگی دشمن مود و دلیر	دراگم کہ نیت کا کید بریز
الغرض اب سے اسفندیار بڑھا اور دیکر رستم نامہ را اقبال ہوا		منانہ پریان و جنگی گدس	بناشد دین جنگی ایدس
چو خیزد نظر اطلال بر او خیمہ مند	اکی جو خوش فر و خوش بند	نیزہ بنامناہم بر شکست	بشیرہ بر بند نامیا ر دست
نیزہ کے گردان زخم سران	شکستہ ان تغیا کو گران	اسکے بعد گردگران دونوں پہلوان کیسے	اگر رفتہ ازان پس بول کر
چو شہر بان برعم آشوفند	ہمی بر سر کید کر کو خند	دواپ گاور عمان دواور	جسم نیزہ بازی کرنے لگے اور یہ جسے مشاہیر ہیں
ہمی دور گردان ان برین	نخبدیک داز پشت نین		

ہم لپٹے سانین شہر بار حقین ضاعت کو رات حقین جب بندین گہرتے تھے لٹو چکی کی طرح پھرتے تھے دیکھنے والے
 جب نگاہ کرتے تھے واہ واہ کرتے تھے جسم نیزون کے بند بند ہوا ہے تلواریں کھینکے جیسے بجلی سی
 دونوں لشکر کی آنکھ میں ہلک جاتی تھی آتی جاتی چوٹ نظر آتی تھی چو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے
 سر پر روکی تجسب پتیا و چالاک سے لڑتے تھے کہ اکثر ناز و رورہ تلوار کی چمک کے گرٹ پڑتے تھے جب
 تلواروں نے دانت ٹکرائے اور ڈھال میں کھال نرمی دونوں نے ایک بار تلوار پھینکی ہی بعد گردان سنگ
 دونوں متعجب جنگ لکے دھاوہم مچانے لگے دشت نیر کو ہلانے لگے اسد چرخ باختر ہوش تھا گافدین کو
 خواب خور فراموش تھا زمین جا بجا شوق ہو گئی پانی نظر آتا تھا کہ برا تو نکاہوں سے جی ڈوب جاتا تھا
 ہر فرخین دشت کے شیر مہتر تے تھے مست ہا ہشی ہو شیار سے بھاگ جاتے تھے فردوسی

کنا پڑ وہاں ان کے خون جا بدوزخ گہر تو ان گشت چاک پسینے کے پالے تھے دشت میں ہر جا پانی کے

تھانے تھے آخر کار وہ سرگروہ انجمن دونوں پلین سست ہوئے جب دھوئے زمین و آسمان دہلتے تھے اس
 شوکت سے ٹھٹھاتے تھے زوارہ کوتاہ پانی فوج بڑھائی اور ہر سے شاہ پور اسفندیار کا بیٹا نکلا اوالہ

نام رستم کا شکار کرتے تھے اس کا نشانہ لے کر مار لیا	روانہ برکتی کی ناز سے	رستم کی خوشادار اور کرد
لیکھ کر دلا دیا دیر سے	لہجہ کا انداز سے ہم پیکر	خوشادار نامور کرتے
میر لہجہ سے اس قدر دیر کیا دیکھا فراموشی اس کو مارا بھونک بھونک سے رستم کے لوگوں نے اشارے پر اپنے گھوڑوں میں سے اس قدر دیر سے اس کو مارا بھونک بھونک سے رستم کے		
رستم نے گھوڑے کا نشانہ چوشتی رستم نے گھوڑے کا نشانہ	چوشتی رستم نے گھوڑے کا نشانہ چوشتی رستم نے گھوڑے کا نشانہ	چوشتی رستم نے گھوڑے کا نشانہ چوشتی رستم نے گھوڑے کا نشانہ
فرار از رستم و دست	بایر و پشاه آتش پرست	اسفندیار نے کہا اس سے کیا فائدہ تو میرے سامنے آ
ان کا دل لایا تھے لون شکوہ و نشان مرادوں کے تیر و کان نشانہ از ایران نے سبھا لار تم نے بھی چاہی کہا ان کا نراغ کمان گھوڑے سے چلایا قاصد تیر اسیری پیام ال لایا جو تیر اسفندیار لگا تھا تھا پارہوتا تھا جس میں پلٹنے کا فکا تھا وہ تیر متعلق کی کمان کا جو سپہ چرخ توڑتا تھا وہ اسفندیار کے بند پر اوچٹ جاتا تھا منہ موڑتا تھا غرض کہ آفتاب جب غروب ہو چکا اسفندیار نے رستم کو پر داریا مجبور متعلق نے کہا اب شام ہے ہنگام راحت و آرام ہے صبح کو پھر ہی سامان ہو گا یہی گویا میدان ہو گا اسفندیار نے قبول کیا اپنے لشکر کی طعن پیراؤں کی لاش پر پاؤں پاش پاش یا خاک کو ڈال دیا ان کا توبہ گناہ کے پاس بھی کہا آج تو یہ حال ہوا دم سر دیکھ کر کیا ہو سکتی تھا کون لکھ دین تھا ہو پھر متعلق سے کہا رستم کی کشتی خداداد اور پتھر سے ہے فردوسی		
خداوند اور پیران فرید	برادرین کین چلن آفرید	کسی بے بین اور سے ہیں بڑیا لیکن اکثر تیر کو پاؤں
دوسرا ہے صداقت اگر اس را کہ تو کج جانیگا تو صبح کو گناہ کے تیر نظر لگایا اور رستم جو پھر کر زال کے پاس پہنچا عجیب حال تھا تمام جسم مشک بخود غریب تھا متعلق نے کہا بارہا دیوون سے اکیلا از اید زور طاقت کیسے بدلتی ایسی حالت نہیں دیکھی تیرا میرا جگر کوہ کے پار ہوتا ہے نذران کا سینہ نکلا ہوتا ہے ایک کارگر بنو اوہ خبر تو اب دہشت کے سوا چارہ نہیں مقایسے کا یا را نہیں زال نے کہا بڑو و خور نہیں ہم اتنی دولت کمان جو وہ میدان آئے مگر تیر غرور کو بلا تاہوں تیر حال دکھاتا ہوں ایک بے بند پر جا کر		

ستودش فرداں خوش نام	چو کیم را دین زلی انفرار	پر سیر مرغ سوزان میں کھا دقت وہ موجود ہواست	
کہ بریں رسید از بند خوار	بدو گفت کاین بدشمن سہار	کہ اسدیریں کان نیازت بدود	ہر گھٹ سیر شاہاچہ بود
سیر مرغ نے تسکین کی تسلی دی پھر خروش کے بدن سے		زیبا ریش پاکس بستہ شد	تن تہم شیر دل خستہ شد

تیرا ہستی نگارے اور پینے اور پینے وہ چٹے بھلے ہو گئے گھوڑا فرحت سے مہنٹا یا بسکول تعجب آیا پھر رستم نے
 چھانے زخم دکھائے سیر مرغ کے آنسو بہ کر کے ہر زخم سے پیکان اپنی چونچ سے اس عنوان پھینچی کہ رستم کو
 جہنم لپی پرو نکو او پیر مس کیا اسی حرم پر بس کیا لب زخم لبان مشتاق ہجر دیدہ ہا ہم حیدر ہوئے
 پیلین نے دوسرے فرحت پائی کچھ غذا کھلائی رخس پر سوار کیا صحر کو لچکا دیسے پاپائے او پر سوار کر کے
 لیگیا نیستان نظر آیا اوکین درخت کڑکھایا کھاسکا دہ شافہ توڑے تیر ہنایک پیکان لگا اسفندیار کی آنکھ کو
 نشانہ کراہل کے تیر کو رو اند کر رستم نے اوسکو کاٹا پھر سرخ آوڑا کے مکا پیر لایا اور زال سے رخصت ہوئے
 اپنے اشیانے میں آیا جہان پہلوان نے اوسیدم اور سکو سیدھا کٹا سا کیا دیکھان آباد رقت و سیلاب دار
 بجے کر کش میں رکھا ایسکں سحر زریں بفر و مکیں آشیانہ شرق سے نکلا تھمن نے اسباب حرب جنگ
 چست تنگ بدن پر آراستہ کیا سرالین خفتہ بخت اسفندیار آیا خواب غفلت سے جگایا اوسنے بشوق سے
 آنکھ کھولے کہا بخور دیکھنا کہ رستم کا جسم صحیح ہے یا زخمی ہے ران کے نیچے رخس ہے یا کسی اور
 گھوڑے پر سو ہے بشوق جو کیا نہ بی نظر پڑی نہ مرہم نظر آیا تندرست بشاش رخس پر سوار وہ نادان ادا
 اتنے میں اسفندیار جلد سلجھ کے زور و ہوا کہا میں سمجھا کہ زال فن سحر میں ہشال ہے بے زور تیر کو لچکا
 اچھا کیا آج تو زندہ بچانے پایگا جا دو کا فر اکل آئیگا جہان پہلوان نے کہا اپنی جوانی پر رحم کر اس خیال سے

ہزارت دم گوہر شہوار	ہزارت دم تاج گوہر نگار	در گذر اپنی جان فدہ بجزو بدنام خاص عام گرفت	
وزان پیش بہ پشاش	روح تاب پیش شہ کینہ کش	کہ باشند پیش تو درو شب	ہزارت کینہ کم نوش لب
تخت و تاج کی ہوس میں کیوں اپنی جان دینا پہلوان		تین آٹو شاہ دیدان پرست	جزاں پذیرن نیست و ست

ناحق اپنی گردن پر لٹا ہے تو مارا جائیگا انتساب کا مطلب برائیگا اسفندیار نے کہا فروسی
 بیا دیر کوشش کا زار بہنیم و گر گونہ پاسخ میا
 یہ کیسے تیر و کان ہاتھ میں لیا مجھ کو رستم نے بھی ہی تیر

وابستہ تقدیر اور کمان جسکے گوشے میں اجل اسکی دامنگیر تھی اور ٹھاکے سے آسمان دیکھا میر کما آدا نائے
منان و آشکارا تو گواہ ہے کہ یہ ذرہ بمقدار بیگناہ ہے جہا تک عذر کی حد ہے وہ کہ چکار زوال کا وعدہ کیا

یہ جاہل مگر سیدہ کی سطح نہیں ماننا کہ دفعہ قہر و سی	کیے تیر بزرگ رستم نبرد	چنان کہ کمان جو ابان باند
شوق کز اندر کمان کرد و دو	بزمیر بزم چشم اسفندیار	سیدہ جہان پیش آن نامدا
نگون شمشاد آتش پرست	سر پہ رکھے بیوش ہو گیا دم نمار افانوش ہو گیا	
چھین گفت رستم اسفندیار	بجز دم حدود تیر فدا نگ	نیفا دم اندر و دم و دم
بجز تری کیے چوب تیر کزین	ہم کنون کمال آرام نرسرت	بسوم دل مہربان ماورت
تو آئی کہ گفتہ رویں تنے	دگفتار رستم دل تمنن	بہمید چون مابز خوشین
چنین وادیاں کہ گردان سپہ	جان باویدار دازین صند ہزار	فلک اختشین انیس کار

یہ کیے غش ہو گیا میر جواب دید جان سپہوان نے نفرہ کیا جگر خیزخ کو پارہ کیا اور دنگے لپٹ گیا بشوق کا کلی
پھٹ گیا فوج نے گریبان چاک کیا بہمن نے منہ سے افلاک کیا زال کو خبر ہوئی پہلے تو سیر و شکر کا
بہ لایا میر اسفندیار کے پاس بدو اس عذر کو آیا اسنے کہا تقدیر آسمانی اور تیر ظلمیانی یہی تھی کہ تیر کے
ہاتھ میری جان جائے وہ سلطنت کا لطف اور ٹھانے لیکن بہمن کو اسکے عوض کیواسطے ٹھکڑے پوٹیاں
اسکو تخت و تاج کا مالک کرنا رستم نے قبول کیا میر بشوق سے کہا اچھ دم ہے دم اخیر ہے بیکار سب
تدبیر ہے توجہ ایران سوچئے گشتا سب کے گنا میری قضا رستم کے تیر سے تھی مگر تیری تدبیر سے تھی
مرگ بہت جلد تر آئی تیری مراد برائی جسم ہنگامہ مختصر ہو گا میر اتیر فیض پوش دور ہو گا قہر و سی

کنون بران بافتی کاظم دل	سیاسا و فضیلین کا پدم دل	سیان من توران دری	کنند اور اوران ماورا
اور میری انگوٹھ بجا ناگے نام میں نا اور فراد کز آستونہا نا قضا کے کیا پارہ ہے لیکن تجھ لینا کہ پڑا ورن دغا سکا رہے	بگفت این بزم بکیر و دم	کہ برین گشتا سب ستم	سہاندم بخت انتشن جان پاک
بشوق نے اسکی لاش صندوق زر نگارین رمی رخت بدن سب سے سیاہ کیا بہت حال تباہ کیا یہ تو			
ایران کو چلے بہمن کو رستم و زال سیستان میں لیگئے زواریں کہا افی کشتن و پچاش گشتن			

خاک در دیدہ اپنا شوق ست پلتن نے کہا وصیت کا بجا لانا خوش ہمتوں کا دستور ہے اور وہی ہوگا جو خدا کو
منظور ہے جسدم اسفندیار کی لاش گشتاب کو نظر آئی چھائی بھرائی کیجیے میں پھانس سی کھنکی کلاہ شاہی و پکی
کتابوں جسکر فکر اور بینش اوسکی دیوانہ وار یہ کلمہ کہنے لگیں **نسر ووسی**

نیرنگی گشتاب ترنم زلال	نورنگی اور اچو گشتی مثال	ترشم نایدریش سفید	کہ فرزند گشتی زہر امید
------------------------	--------------------------	-------------------	------------------------

ایک جہانکی نغمین گشتاب ترین سلیمان تھا جوانیہ یا جاتا تھا ہر وقت تاقار و پیٹ کے آخر کار سب نے دیکھے
میں خاک کو سو نہا بیان سبستانین بہن کی حکمرانی زور و طاقت کی دھوم مچی کہ کام میں پیش لاثالی سے
زور و شور پر عالم جوانی ہے یہ خبر نہ گشتاب سے بلایا تاج خسروی اوسکے سر پر رکھا حکومت سے ہاتھ اوٹھایا
مذکورہ سارے آفت خیز مٹو نہ شور نشو یعنی قتل رستم جہان پہلوان کییر
شفا و پرنہا سے اور خطر اکٹ شاہ کا بل کی حرکت جل آئی پایتین کا کنوین
گرتا پھر اتمام اپنا آپ ایسے جان وینا بلبل گلزار طوس شاعر شیرین بیان
نردوسی سخن سنج محرد داستان لکھتا ہے کہ آزاد سرو نام مرد عالمیہ پسندیدہ خاص عام کس بیان
ستودہ افعال تھا اور لیل یا سام زریان سے ملا تھا اگر قصص شاہان ایران کجایات رستم
وستان فرمان پر لانا تھا مگر لے گزشتہ اور کھانا تھا اسنے شفا کا حال جہان پہلوان کا
مراخانہ بربادی زلال اسطرح بیان کی کہ ایک جاریہ زلال کے تصرف میں تھی وہ حاملہ ہوئی اور کا جو
پیدا ہوا زال نے نام اوس بزرگ کا شفا درکھا اور طالع شناسوں سے اسکا حال اور مال پوچھا
اونہوں نے بغور و مابل بیان کیا کہ یہ گراخانان سام زریان تباہ کر گیا **نسر ووسی**

ہمہ سیتان نیشخیز و زوش	ہمہ شہر ایران آید بچوش	زال یہ خبر کے سخت و سخت ناکہ اگر فرط الغت سے
------------------------	------------------------	--

پرورش کرتا رہا جب جوان ہوا شاہ کا بل کی بیٹی سے منسوب کر دیا شادی کا اسلوب کر دیا
زال کو تو اوس سے محبت تھی الارتم کو خود و خود نفرت تھی کہ باوجود ایسی قربت کے شاہ کا بل سے
خزاں لیتا تھا فرمانبرداروں کی طرح سے ہنے دیتا تھا ایک بار خود کا بل گیا زور مفری کے کچھ زیادہ لیا
شفا کو خدا ہو گا کما افسوس رستم کو مطلق میرا پاس در خیال نہیں اوسکی نظر میں میں کچھ مال نہیں

اس نکرین ہوا کہ تھن کو ہلاک کرے حکومت کا قصد پاک کرے شاہ کابل نے اس قصد کی تدبیر
 پوچھی اس نے کہا باسباب ظاہر تھے آزدہ ہونے کے اس کے پاس جاؤنگا تیری شکایت زبان پر لاؤں گا
 یقین ہے کہ وہ پیش کھاکے میری حمایت کو کابل میں آئے راہ میں کنوین کنڈوار کو کہ او میں خنجر کئے ابدار
 اور تلواریں جو جھم کے پار ہوں اور نیزہ و تبر ایسی تدبیر سے او میں ہوں کہ گتے ہی بدن پاشش پاشش ہو
 مرم کے بدلے کفن کی تلاش ہو سلطان خدا نے یہ جیلہ پسند کیا ایک دن دربار عام میں جنگ نہ گری کہے
 وہ کیا دہانی فساد شہادتین کے پاس آیا بصدر گہ وزاری حکایت اپنی ذلت اور خواری کی زبان پر
 لایا تھن غیور اور سکا کید و فتور کچھ نہ سمجھا شفقت کی راہ سے دلاسا دیا تسلی کی کہا خاطر جمع رکھ
 انشا اللہ تعالیٰ وہاں چلے اس کا خان مان تباہ کروں گا تجھ کو کابل کا بادشاہ کروں گا کچھ نہ کہے بعد
 تھن بزم کابل سوار ہوا ہمراہ وہ نالیکار ہوا جب قریب ہو پنا حاکم کابل سپاہ و دست بستہ استعجاب کو
 آیا عذر جیاب کر کے سر جھکایا عرض کی میری غلطی اور تصور معاف ہو طبیعت میری طرف سے
 صاف ہو پلٹن نے ریاست اور مروت کو کام کیا خطا عفو کی تسکین دی آبرو بخشی قرو و سی

جنشید رستم گناہ درا	بغیر ودان پایگاہ ورا	اوسنے دعووم سے ضیافت کی زرو جواہر
---------------------	----------------------	-----------------------------------

بت سائیش کش کیا بریا قیامت کی ایک رذر رستم سے کہا اس شست میں شکار لا انتاہے صحرا فضا
 لطف نسیم کیفیت جسا ہے اسکو صید و شکار کا ذوق تھا یہاں گروی مہر اور دی کا شوق تھا
 سوار ہوا دی راہے دہ گراہ چلا جدہر کنوین تھے رستم بھی چاہے ساتھ ہوا دوقہ زرخش گ گیا زمین
 کی طرف جھک گیا خاک کی بوسہ گھنے لگا رستم نے اڑ لگانی اس جھیر سے بھی نہ بڑھا خفا ہو کر کڑا مارا

اذا جاء الفکر کاغی السحر	یکے تازیانہ زور و درم	بزدل گدل خرش اگر درم	گھوڑا و چکا کنوی میں گڑا
دوبالیش فرخ شہ بان چاہیہ	نہ براہ آوینش ورا ہیر	دران چاہ باہر و تیغ تیر	نہ بڑھایہ مردی ہر گریز
بدبیر سہلو سے خرش ترگ	بزدلان سلوان بزرگ	جب دیکر خرش کنوی سے نکلتا تھا دوسرے	

میں گرتا تھا اسلحہ سات کنوین جہان کے تمام جسم زخمیوں سے چور ہوا گھوڑے کابل ان اہرام میں جج کا تھن
 جرات کی کثرت سے خاندان زبور ہوا رستم سمجھا کہ معاملہ شہاد اور شاہ کابل پر ہناو کہے حاکم بافی فساد

نالہ و فریاد کرنے لگا کہ افسوس! افسوس! مجھے شہر میں خیال ہوا جلد نوشہ ارد لاؤں کہ وہ تم کو کھلاؤ تم نے کہا تم کو
 بوند کو بھی طے نہ ہوں کہ نوشہ ارد آپس پر یاد بیان اہل نظر سے محنت ہے بہت شاہ و شہر یار میرے روبرو

بقصد ماہر تر ماندہ ایم	چو شیر یان گذر ماندہ ایم	خوارم ز پور جہان میں من	بیاد یار پورا ہر تو کہین من
------------------------	--------------------------	-------------------------	-----------------------------

شیر شاہ کے کامیابی اہل اس خط سے بھی تیرا قصہ کیا ہے لیکن دو چار کٹری شہد و بوند کماں بھی چھوڑے دو دو دم کے گزیر ہوئے

شفا ماندہ زبان چرخ را بر کشید	بزدل و دیکارش اندر کشید	بجانبہ پیش تهن مناد	برگ برادر ہی بود شاد
مہتمن سنجی کمان برگرفت	بران شکی دوزش اندر گرفت	برادر تیرش تبر سید سخت	بیاد سپر و پشت درخت
میان شجی بود و دگرش بجای	نہان لشکرش و لایاک رہے	چو رستم چنان دید فراغت	چنان جستہ از پیر کشاد
سہلے آفرینش بر فروخت	دشت برادر ہم بر بدوخت	شہناوار پس خم آداہ کرد	تہتمن بدو در کوتاہ کرد
چین گفت رستم کہ بزدان پس	کہ بوم ہر یار زدن شناس	کوان پس با ہم ریدہ بسب	برین کین مانگزشہ دوشب
ما ز در وادگی از گزشت پیش	ازین بویا خواہم کین پیش	جب شفا کو مارا تکرر و دگر بجایا کہ میں نے انتقام	

پناہ آپ لیا بشکے پرترا و تهن کو مارا لے فنا سے سدا را فرو و سی	بگفت این جان کشد زن
بزدل و دگران شہنا تهن	ہزار و صد و سترہ سالہ کرو
جہا ز انید و جانش بخورد	یہ خبر سیتا لین بویا نال

اپنا برا حال کیا فخر جسکے لاش پاش پاش اٹھالایا سیستان میں دفن کیا پھر حاکم کابل کو زندہ گرفتار کیا
 بہت دیرل و فخر کیا سیستان میں لایا تن و سجدہ اسکو دکھایا قول حجران تیار بخیم رستم کے
 حسب نسب میں چوا و تهنوں نے زیر قی طاس خاں مہر راستہ قم سے کیا ہے
 مورخان نجم سہا بن شیرین رستم نے حال رستم حوالہ قلم اسطرح کیا ہے کہ نسب کا جیسید سے ملتا ہے
 تعریف اور توصیف کی احتیاج نہیں کا شمس نے النہار لکھا ہے موت سے مہلت نہ ملی کید شفا و کے
 جان دہی قول رستم کل کئی علیہ الفقه من الاموال الا انحرث فان الفقه علیہا من النفوس یعنی جو
 روانہ کہ تیسرے وہ مال کے حرف سے دفع ہوتے الا الزالی کہ اس میں فقط با کام رہے باقی غلط حرف ہے

دل برین گنبد گردندہ منہ کین جو لالاب	آسیا نیست کہ بر خون عزیزان گردد
--------------------------------------	---------------------------------

نہ کہ بھی اوسکا ہے ان المولے اذا کافف البیہر ما لا طاقۃ لہ بہ فقد اقام عذرة فی الخافۃ یعنی

جو اقبالیت غلام سے وہ کام چاہے جو اس کی قدرت میں نہ ہو گو یا حضرت اویا اسکے ماننے کو فروسی

یکے کار در زوئی کے گزروار	مزدوار ہر یک پدید کار	چراغی کاران حیدر کارین	سراسر آشوب گردوزین
---------------------------	-----------------------	------------------------	--------------------

الاسرار شہر یار عالی طبع والا مقدار کہ قدر میں یارین جلا و توفیر صفائے ضمیر افتابا شیر کے رو بہ و بستان سیار
سیاہ سے اسکو نمود و ظاہر ہی کائنات دینا سے استغناء خدا کو ہے کہ واسطے کہ خاطر خطیر او کی بجا مہمان نما
دولت اقبال ہے اور فر و شوکت و دولت و شمت جتنا یہ کم نزل لازوال ہے اسرار قضا اور راز پوشیدہ قدر آئینہ
دل بلا کہ رجحان ہے اوس میں نظر آتا ہے اور کیسا ہے امر خطیر مشکل ہو سہلا ہویدا ہو جاتا ہے خطہ

وہج پیشیم تو کمال طائفات	آسان ہر چیز تو خوردگار	راہ تو زور و محنت آسمان	نکد کردہ قمر اسرار روزگار
--------------------------	------------------------	-------------------------	---------------------------

آئی اقبال نے دورہ ییل دینا روگردش سپہر نگاری اریکے دولت تخت سلطنت پر یہ سلطان عالی مکان میں
خوشید و نشان ہے تخت حکومت ایک جہان ہے و گر ہمیں میں اسفندیار کا کشتا سبکی
سلاطنت سے دیکھ کر شہر اپنا خرابی سیستان شمشیر خانی میں تحریر ہے کہ جب گشتا سب
پیر موعارضہ شیخوخت بلا حکومت میں اسیر ہوا سمجھا کہ اسفندیار کو بے عدد و زخار تم کے ہاتھ سے انتہ قتل کر دیا
یہ سلطنت اسکے بیٹے کو دیکھتے مینو کی بندگی میں سپر کیجیہ ایک سو بیس برس جہان بانی حکمرانی کی بیکار
ہوئے تھے کہ سوینی بہن تخت پر جلوہ گدہ ہوا ایک عالم اسکی بخشش سے بہرہ ور ہوا ایک موعارضہ عالم کو
بخی کر کے کہا کہ میرے سیار و ش کا انتقام افراسیاب کس دہو ہم دہام کے ساتھ لیا فرمائیے رستم کے
عوض میں کابل کے حاکم سے کیا کیا شہر و ملک خراب کر دیا میں چل گئے مکان کے نقشے بدل گئے سین
بھی رستم کی اولاد برباد کرونگا اسفندیار کا بھلاؤنگا یہ کہ لے لاکھ سوار جو خوار لیکے سیدستان میں آواز لے
ہر خدمت و زاری بہت کی بہن نے ایک بات نہ سنی او سکود قید کیا فرمائیے لڑائی ہوئی رستم کے گھر کی صفائی
ہوئی تین و نرات آتش افروزی خدنگ و سنانے دلہ و زاری ہی قسمت تو برگشتہ تھی جو تھوہ و بان و بنی این
پہلی ساہ کابل و زابل کی آگ و خیر ہوئے لگی دنیا پیش نظر تھوہ نے لگی مجبور و ناچار فرامرز نامدار زوہ جرات کی
کہ رستم کی لڑائی سکویا لگئی ضحیٰ تو بھاگ چکی تھی ایرانیوں کی ممت جاک چکی تھی کمان یکہ و تہنا سوار
کیا انہو ہزار دہرہ را گھوڑا بھی رنجی ہوئے کہ گریا نہ خدا عدا میں گھر گیا جس سے کثرت جرات کے باعث سب خون

ہنگیا وہ جری سکتے کے عالم میں سو فکات یکے رنگیا لوگوں نے گرفتار کیا بہن نذرہ برادر کی
 پھر اپنے کردار سے منفصل ہو اس حرکت سے بچاے نخل ہوا زلال کو قیدیے رسا کر کے سیستان کا حاکم کیا ایران میں آ کے
 عکرائی کی دار فانی میں بہت کم زندگی کی رات کو عند الفروۃ تمنا اندیز سے میں گھر سے نکلا سانپ نے کاٹا
 زخم کاری ہوا ہر ساری ہوا جان دہی سلطنت ہما ئی جو او سکی بیٹی تھی کرنے لگی اور وہ بہن سے
 حاملہ تھی آتش پرستوں کی ملت میں سینت ہے ہر چیز کے ساسان نام خلف اوسکا اوس مقام پر تھکا مینا کی اور یہ
 وصیت کی کہ بعد میرے بطن سے اگر بیٹا ہو بی بی ہو دی عیش آرام کے تخت پر بیٹھے سلطنت کا حکام کرے
 پھر مگر روضۃ الصفحہ کو کچھ اوسنے قصہ ہمیں دگشتا سب لکھا ہے سب پیش قدمی رقم ہوا ہے

اور صاحب روضۃ الصفحہ مورخ ہمیشہ لکھتا ہے کہ خبر مرگ اسفندیار گشتا سب لکھنے بہت
 شرمسار اپنے کردار سے ہوا اور بہن بن اسفندیار کو کہ ماں اوسکی فائدہ ان ملک طاووس سے تھی سیستان کے ہلاک
 ولید کیا یونانی زبان میں معنی لفظ بہن نیک نیت بہن میں جیساں امور سے فرصت پائی باز گشت کا
 خیال ہوا موت یا دآں بادل شاد خدا کی یاد میں مشغول ہوا ازاد مواد حصول حیا کیا کافر دوسی

مرکب غامی تو جس جو	باز عزبانے دیندوسی	پے از پندار کہ در دم بسیج	ندیدم پھر پنج و پتار
زبان خشک دم آب سرد	از آن کہ برخواستن جو زرد	مگر تکیہ بر تاج تخت و سیاہ	مرویدے دولت مال و جاہ
گوئیایے چرتو در دیاد	بے جو بود او گدوں بہاد	اور غر از باغ و بہار کہ طول و سکا دس فرسنگ ہے	

شیرازی لفظ میں اوسکا بتایا ہے ہمیشہ وہ مسکن علم و متضلا جہان رہا ہے مثل ابو عبد اللہ کہ شیخ ابو اسحاق نے
 اوس کی گاہ آفاق کو طبقات فقہائے معتبرین لکھا ہے اور قاضی ناصر الدین ہمدانی سرزمین پر گزرا ہر گشتا سب
 وہ بادشاہ، نالہا ہوتا جسے دیوان رسائل مکتوبات کو عبارت خوب کلمات فصیح و ترغیب میں لکھو ایالہ القاب کا
 سر ملے ہے یعنی عابد اور اللہ کے کی تصویر کے پر تحریر کی دوسری جانب اپنی تصویر مع تاج رواج دی
 ایک سو بیس برس سلطنت کی بعضوں نے زیادہ بھی لکھی ہے قول تو اس کے بہت ہیں مگر یہ لکھا کہ جو نام کا
 فریفتہ ہو گا روٹی کو محتاج ہو گا اور جس نے روٹی میں خیانت کی بلا میں مستلا لا عسلان ہو گا
 ذکر یہ دلیران دلیر یعنی بہن آرو شیر خاں اسفندیار نامہ مطابق مخبران عجم شیرین رقم

اور بہمن کا حال مورخان شیرین مقالہ لکھتے ہیں کہ فارسی و سکوسہ میں دار و کشتہ ہیں کہ اوسنے بہت قلم کو
 بزرگین کیا اور ارباب بخاریہ را خطا کرتے ہیں کہ یہ دانش اور علم و فضل کسی شاہ عالم کو ہم نہوا اور حافظہ ابرہے
 لکھا ہے کہ جب نامہ سیکو تحریر ہوہ باوقیر کرنا عنوان یہ تھا کہ یہ نامہ کہ شہر بندہ حاصل در خادم خدا ہے کہ
 ہمارا حاکم بنایا ہے پہلے خدا کا نام نامے میں جسے لکھا وہ بہمن تھا اور نام کا باعث سنو سفید رنگت سب
 کے بایں بیٹھا تھا کیسے فردہ دیا کہ آپ کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا اوسنے سر جو اٹھایا خدا کا پالیا ابہر گایسے
 دست راست نظر آیا پچھا اکیں کیا ہے اوسنے عرض کیا اردو شہر فال نیک سمجھ کے یہی نام رکھا بہمن کے
 حالات میں لکھا ہے کہ جب کسی ملک میں عامل بھیجتا ہر کارے خفیہ متعین کرتا کہ صحبت او کی کیا اور غراہ
 کیا ہے یہ لکھتے رہتا اگر عدل کیا مرتبہ بر سر اور جو ظلم و جور کیا فی الفور پاداش عمل کو پہونچا اور ہر سال عسیت کو
 طلب کرتا بارعام میں خاص حاضر ہوتے تخت سے اوتار کے شکر پروردگار بجا لاتا پھر عسیت سے مخاطب کے
 فرماتا کہ ایک سال بھر حال سینے پر حکمرانی کی اگر تجھے یا میرے اعمال سے تمہارے خلاف کوئی فصل
 ستر رہا ہو بیان کر دے میں او کی تہہ بیکرون پھر موبہ و بدان مجلس سے او کو حکم عسیت کرتا کہ تیری بادشاہی
 یا الی ہمیشہ جو جو کہ خاص عام تمہیے شکر گزار ہیں بدل فرمانبردار ہیں پھر ایک شخص ہوا دیتا کہ ایسا الناس
 ہلا و سواس زمین کو تیار کر دے روئیدگی خوب ہو خدائے ڈرتے رہو کہ دم مرگ محجوب نہو خیانت اور طمع سے
 بزرگروا تیش و فوج چاہئے واسطے زمین کردار و وزیروں پر تاکید تمام یہ احکام تھا کہ جب میرا میلان کی پر ہو
 اور راست سے غلام ہوں مجھ کو آگاہ کر دیجی غصہ کرنے و دہر خرابی سیستان اور قتل فرامز خلعت تہان
 بخت نصر کے بیٹے کو بابل سے مغرول کیا اور کور شش نام اولاد لہر اسپ سے تھا ماں او کی قوم
 بنی اسرائیل سے تھی او کو منصوب کیا اور فرمایا کہ اسیران بنی اسرائیل بہ تعجیل بیت المقدس کی زمین
 بن ایجا وہاں ہو و پاش کرین فکر معاش کرین اور جسکو جاہلین اپنا حاکم بنائیں کو رش تے اوس قوم کو
 سچ کیا اولن لوگوں نے بے رنج و مال و انیال کو اپنا حاکم بنایا اور بعضے دشمنی میں قیصر کے گنہگار کہ اس
 نے اپنے عہد حکومت میں بخت نصر کو بابل سے موقوف کیا بنی اسرائیل میں ہاتھ کے ملکات شام میں
 سائنش تمام آباد ہوئے اور ایام بہمن میں بیت المقدس اسطر سے آباد ہو کہ کسی نے نہیں تھا ایک باہمن نے طبعی ہوان

بیمجا حاکم نے دہانکے بے صدر و تصور یہ منظور کیا کہ تن سے اوسکا سجد کیا بہمن اس سانے سے فیما بین
 آیا بخت نگر کو مع فوج و دریا مع رواد کیا شام اور بیت المقدس کے خاص مقام جو خدا کی نافرمانی کرتے تھے
 بادشاہ کی عداوت کا دم بھرتے تھے یہ تیغ ابدار تھے شہر ویران وہ سب خان مان ہو گئے سو سوار
 کو دیکھ کر ناریسہ و سیکر تھے لونڈی غلام بنے اسیر تھے پھر عراق عرب میں آیا جہدم ایکسے بار و برس
 سلطنت کر چکا تھا جو اسکی بیٹی تھی بادشاہی اور سکود دی ساسان جو اسکا بیٹا تھا وہ محروم ہوا کچھ کچھ بیان
 اپنی ہزدلی سے لیکے اُنکے دود پر اسنے قناعت کی گوشتے میں بیٹھے خاقان کی عبادت کی اور تار سنج
 سلیمان شاہی میں دیکھا کہ جہاز ارمیدا ہوا تھا نے خون سلطنت سے اسکو صندوق میں رکھا اور اگر
 بیش بہا اسکے پاس رکھ لے کسی دریا میں ڈر جائے بلج سے ڈال دیا چکی پیسنے والی نے کالابری جہت سے
 پالاسا پھر بلوچ سپو پچا اثرا شاہی نشان فرمانروائی اسکی پیشانی سے پیدائے عین شباب میں اپنی ماں کے پاس آیا
 تخت سلطنت میں ہوا اور تاج تخت معجم میں بیٹھ کہ بہمن نے اخیر میں انسر شاہی تاج جو ان شاہی دارا کے سر پر کیا

یہ نظم حسد و کتاب نے لکھی ہے نظم	چو گزشتہ انظر بہمن شخصیت	در افتاد و ناگہ چواری بہ
ہنوز از در اسیر و خرد	و میری خود بدار اسیر	در انگشت تو بچو انگشتی
بر فراز گلی کردم و داری	دو حکیم بہمن کے ندیم تھے ایک دوسرے مقرر تھے	دوسرے انظر ابد ہمیشہ لئے محبت رکھتا تھا اور انکے فیض سے نکات غریب معانی عجیب طبیعت پیدا کرتی تھی

دوسرے انظر ابد ہمیشہ لئے محبت رکھتا تھا اور انکے فیض سے نکات غریب معانی عجیب طبیعت پیدا کرتی تھی
 کیفیات نادر ہوید اگر کتی تھی ارباب بصیرت پر ظاہر ہے کہ ساکان عرصہ کوں فدا و ساکان سر اخراج باد
 بے نیما نے دفع مفرت قضا میں کیت فکر سا کو بہت گرم خان اور جولان کہا اگر سر قدم اسکندری
 کھائی تم بلکے کی راہ پائی آخر کا سمجھو کہ کتی میریے دست و ہم و گمان اس تئیر ترک نہیں ہو چکا اور ایک
 ساعت کئی روشنی کا وہ زمین بہن اطاعت یا زمین جب اس باب کو بند اور رسد و پاد و مصری ایا نہیں
 سخاوت بلی کی سزا دھماکہ ذکر خیر یا ممد و اوصاف باقی حیات ثانی عمر جاوہاں ہے لہذا وہ ترانہ و ترانہ و ترانہ
 فرصت قلیل میں تحریر کر گئے اور مناقب حمیدہ خصال پسندیدہ سے خوش فعاون کے صاحب قبالون کے

دو فرہنگ کے مختصر	اسطیج جی کہ لہر مرنگے	یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے
یہ چند قول اور سخن		

فصل کے پانچ کتبہ الجبر تصنیف الخوارزمی نے کو ازمانا پانی پر نقش بنانا زندگانی را لگان کھونا پشیمان
 ہو گیا ہے الا انصاف احسن الاوصاف ظلم رسیدہ کی داد دینا بہترین صفت کے اور ظالم سے منظر کو کام انتقام لینا
 نیک صفت ہے یہ مقدمہ عنایت پروردگار کے ہمارے شہر یار برگزیدہ اطوار کو حاصل ہر محنت کی ہر محنت
 و صوم ہے ظالم کا نام صفی و صبر سے معذور ہے علم و جود کی غیر شوق سے غربت تک مشہور ہے زمانہ مشکوہ ہے
 جب تک طالع بنی شبے ثبات آباد ہو گا نیزانہ بھی ساکنان جہان کو یاد رہیگا ذکر کجا بہمن کی بیٹی کا
 اور ہمارے کا ذکر کہ حالی بھی افسوس کو کتنے مین روضۃ الصفا میں یہ دیکھا کہ جہدم اریکہ سلطنت کے اسکے قدم کی
 برکت سے زینت پائی ایک عالم کی قنارائی پانچ مینے کے بعد چاند سا مینا محبوب بصورت خوب برج محل
 سے تابان ہوا اور پیشانی سے نور ملک ستانی کا طور امور جہان بانی کا درخشاں ہوا چہرہ کا عجب رنگ تھا جہاں ریکا
 ڈھنگ تھا اسنے وضع عمل خلق سے چھپایا سلطنت کے انتقال کا خیال یا بعد تامل و تفکر بقول فردوسی

نہالی پیر زاد و کس گھنٹ	ہمیدہ آن استی در	بد انسان ہجی اودنا ہماہ	دیر گشت مانند رفتہ شاہ
یکے خوب صدوق از خوب خشک	بکوند و بزر و بقر و مشک	درون گرم کردہ بیاض دم	بیاد ویر و شاز و مشک دم
بزر اندرش بستر خواب کرد	میان شوق از دوشش آب کرد	بہ بستند بس گوہر شاہ ہوا	بیان و آن کو دوش شیر خوا
در اندم کند کو دل از خواب مست	خوشان شدہ دایہ چہرہ دست	نماش و صدوق این انرم	برہینی حریش و مجید گرم
ترنگ تالیوت گردید خشک	برق و مغیر بقیر و مشک	بہرند صدوق را نیم شب	یکے بزرگ گردید ناکشا لب
بزر و جہاںش برون تاخند	باب دمان اندر انداختند	تاریخ گزیدہ مین اس داستان کا اس طرح بیان ہے کہ وہ	

صدوق و صوبی کے ہاتھ آیا اسنے داراب نام رکھا پرورش گئی کا جہدم جو ان ہوا وہ سر جو قابل تاج
 شای تھا اس واپی کام کی طرف نہ جھکا چھو اچھو کی طرف چھو نکلیا ایسا دم رکھا تیر اندازی نیزہ باز ہوا
 میلاں رہا شمشیر زنی کا ہر دم و میان پہا جب سر زمین روم پر لشکر کشی ہوئی اور وکے نے فوج بھڑت کیانی
 یہ سبھی لشکر کی سیر کو آیا امیر لشکر کو اسکا جمال پر جلال جو نظر آیا اسنے بتو تیر کمال اپنے پاس را رکھ لیکے
 کی لڑائی مین اسنے دھوم مچائی جرأت و مہرانی ایسی ظہور مین آئی کہ فتح پائی جب لشکر کی تکیہ تخت چھایا
 نے اس جو ان کا حال تھا بہا اقبال کے کہا اسنے سامنے بلایا پیچھا سلطنت کے ہاتھ اٹھایا بد یہیم تو مردہ باد

ہمارے کالقب چہرہ زار دیا دیر تپے تیس اور دوسرے حکمرانی کی اور شہر مردان قریب ہندمان ہمارے کا آباد کیا ہے اور ہزار ستون ۹ طرح بھی اویسی کی بنائے تھے جو سکندر رومی نے خراب کر دیا

نظر و لہر شاعر و خطاطی معانی و جوہر خوش ہائی فردوسی طوسی و زشت شیر خانی

کھنکھانہ باز در دم بکر ہمارے	سپہ از مرگ حسن کہ گرفتہ جا	سپہ را ہمد سر سبز بار داد	در گنج کیشا و دینار داد
پراگندہ باز در دگر گشت	ہمہ گیتی اندازا و گشت	جسد ہمہ بن کے بود تخت سلطنت پر جلوہ گر	

بصد کہ و فرہوشی و در زمانہ کھولایا باب غلاکت محتاجون پر بند کیا ہمہ بن سے جو دو سخا و چند کیا حمل کی مدت جب پوری ہوئی تو کا پیدا ہوا پوشیدہ دالی کے حوالے کیا کہ اپنے گھر میں لیجائے یا بے نیتہ کو زبانیے زنیہ پور مکانے باہر نکالے اور سب کا لڑکا ہوا تھا اوسی ہمہ مر گیا گندہ گرا غلی تو راضی تھی بسکینین ہوا ذہن نشین ہوا جب سات مہینے کا ہوا و پرو بولایا صندوق میں مع زرو جو اہر بند کیا فرات میں اوس دے بے بہا کو بجا دیا قصائے کار کسی دسویں کی نظر جو صندوق پر پڑی وہ نکال لایا کھولا تو پر چہ بلور رشک فلان جو غفلت پر پڑ گیا اور بہت سا زرو جو اہر ہاتھ آیا انتہا کا سر و ہوا غم لاد لیدی اندیشہ مفلسی دور ہوا اپنی عورت کے گناہ پر دگر سے فرزند کی طلب گار تھی خالق نے عطا کیا اور پرورش کا اسباب بھی دیا اسے جو دیکھا فطر محبت کے دو جو اوڑھ لایا گو دین لیکے خوب پالا پھر نام اوس دے نایاب کا دار اب دے گا اور دسویں نے وہ شہر چھوڑ دیا کہ افشار از ہنواں در کے باعث در لام باز منو جب اراب چند سات برس کا ہوا تو کو نہیں کھیلنے لگا ڈھلے پٹنے لگا جو لوکا اوس سے لڑا اگر سن میں زیادہ بھی تھا لیکن اوسکو بچک یا ایسا طاقت دار ہوا اور شہر و شوکی بل نہ کیا تنگ عار سر امر اٹھا رہا ایک روز تنہائی میں دھو بن سے خلیفہ ہمہ بن نے پوچھا کہ تیرے بتا ہوں تو کون ہے فکر بکھول کر کہتی ہے طبیعت یہ پیشہ نہیں قبول کرتی ہے اسنے ڈر کے مارے سائے بے کم و کاست سب قصہ سنایا و اراب شاہد ہوا کہ کچھ زرو جو اہر باقی ہے اوسنے خلیفہ کو ان کے دار اب نے ایک کو بیچ کے گھوڑا لیا سامان جنگ درست کیا دوسرا زرو جو اہر باز دھا فرصت سے کھیلنے لگا اتھوڑے و نو بنیں ڈرامتاق ہوا جتنے کہ بے فن حرب و پیکار کے تھے سب ہمہ بن و فرہر ہوا ہم نے عورت کو حاکم ایران شکستہ لشکر کشی کی ہمارے نے شوا کو پسپا لار

خروج ہوا کہ روئے کیا داراب نے اوس سے ملاقات کی اوس سے فرمایاں درخشاں ویکہ کو کر گیا
 ہوا لیا اٹھائے راوین ایک دن ابرسیا و گھر آیا ہوا تہ چلنے لگی عالم میں اندھیرا چھایا سیاں خیمہ تہا قنات
 مٹی بہر حال پرانی پیاں گنبد نیکی کی سات تھی چادر مہتاب تاکہ اوس کے تلے سونا اور ہنہا نہ بچو نا اوس پرورد
 زیر طاق شکستہ سیاہی عالم شباب تھا جوانی کی تیز مشورہ ہے وہ اگلی دفعہ غیب سے باور بندہ صدائی
 کہ اسے طاق خبر دار فرما زوالی ایران تیرے سلسلے میں ہوتا ہے اسی فکر نا احتیاد کرنا کہ اسے طاق آزاد ہنہا سیاں
 بران شاہ ایران گمگدرا باش خیمہ شاد کا قریب تھا یہ دار اوس کے کان میں سوچی میراں جو کے خبر نکلوالی کہ یہ صدا
 کہ اس نے آلی پھر وہ آواز آئی کہ اسے طاق ہمیں کامیاب تیرے نیچے سوتا ہے تو نگو نسا رہو تپے خبر نہیں جا
 میر تو گھر کے شواہنے کو مہتاب نے بھیجے کہ جلد با و مفصل خبر لاؤ ورنہ نونے آ کے دیکھ کا کہ ایک ان پرانے
 طاق کے تلے سوتا ہے اسی جگہ یہ نعرہ بلند ہوتا ہے شواہنے کہ اوس کو چکا کے ہمارے پاس لاؤ جسٹہ دارا
 اوس کے پیچھے سے اوٹھا فوراً وہ طاق بیٹ گیا شواہنے اوس کو پہچانے تکریم کی خلعت زرنگار سپر و شمشیر
 مہض کار و بردر کے اپنے پیچھے میں جگہ دی حال جو پوچھا داراب نے جو با جواد موبین گستاخا بیان
 شواہنے تلاش کیے کہ کا ذکر بولایا وہ بھی وہی ماجرا بیان پر لایا القصد شواہنے امیر لشکر گیا اور مہیون سے
 مقابلہ ہوا داراب نے جد ہر گھوڑا اونٹن یا صنف کی صنف درہم و برہم کی رات ہو گئی سب کے مقام کیا ابراہم کیا
 دوسرے روز داراب نے شواہنے سے کہ تم قلب لشکر سے حرکت نہ کرنا تا ہر پاؤں نہ دہراؤ ویکہ میں کیا کیا ہو گیا

آفت پکارنا ہوں فروری	بہم از خودان و بار و سیاہ	شہزادہ خوشنویا بان سیاہ	چو داراب پیش آمدہ حرکت کرد
عناز با سبک و در سپرد	برین صحن و میان کس نماند	ز گردان شمشیر زن بر نماند	بقلب سیاہ اندر نہ حرکت کرد
پر لگندہ کردان سیاہ بزرگ	آتر کا قہر و دم نے دیکے صلح کی	اسباب اگر انہا افتد جس بہت دیا شواہ	بر تہ اتم مسرور جو اصلحی ماہ و بر پیشکش تباے کے پاس روانہ کیا اور داراب کا قصہ لکھ کے لیا قوت کیا فی
			صحت کی نشانی بھیجا جائے ز دیکھ کے آتش کے کور و شن کیا جشن کی تیاری شواہ کو لکھا داراب کے لیے
			جلد آہر کمر محبت کا جوش جو ہوا ایک منزل استقبال کر کے دارا کو لالی جشن کے بعد سباعت کیستہ تخت پر بٹھایا
چو داراب تخت شاہی نشست	ہمارے آتش شاہی بدست	یوسف و ہزارک او نہاد	جہانزادہ ہیم تو شہزادہ باد

تیس برس سلطنت پر رہے گا اختیار ہوا پھر داراب کامیاب ہوا قصہ تخت نشینی داراب
خلف بہمن اور شمشیر کا قتل و روم کی دھوم صلح قیصر عوض و دختر پری پیکر
داراب نے بغیر و نگین تخت نشین ہوئے شہر کو خوب آباد کیا رنج رسید و نگو ملیبت دید و نگو مسر و شاد کیا
اور اوس کا ذکر بلکہ دولت دیناے غنی کیا کار قدیم سے انکار کر دیا اونین روز و نین لاکھ سوار
تازی جانبازی کرنے دے تازی حکومت میں اسکے ایران پر چڑھے شعیب ب اذکھا حکم تھا
داراب سے لڑائی ہوئی تیس دن شعیب کی قضاائی داراب نے فتح پائی پھر روم میں گیا قیصر سے لڑا فردوسی

گزینہ فیلیقوس و سپاہ | ایہ راند بزرگ روم و کلاہ | زن و کوکشان بہر خدا سیر | بکشند خیزدین بہر شیر و تیر
فیلیقوس بحضرت و افسوس حصہ رعیت میں شہر بند ہوا داراب نے گھر امنہ نہ پھر خراج گذاری پر فریاد ہوا
پھر کیسے عرض کیا کہ قیصر کی دختر نامید نام غیرت بد تمام ہے داراب نے خواستگاری کی فیلیقوس کو بڑی
خوشی ہوئی شاد ہوا کہ سلطان ایران داماد ہوا عقد کے بعد داراب ایران میں آیا نامید کو ساتھ لایا لیکن
اسو یکے بخت کا ستارہ چمکا فرما زواج کم ہا بد پرچ بہا یہ سبب تھا کہ مجھے خوش اس کے رہے نہ آئی تھی لغزت بڑی جاتی

تھی آخر کار طبا سے نامہ اطلب مجھے فردوسی | کیا ہے کہ سوزند کام بود | بروم اندر اسکند رش نام بود
چکان و تیر نیکو بگو بولی ملک | دان دشہ سر دشمنان عروس | فرستاد برفت بر فیلیقوس | نامید جاد تھی داراب سے کھا

تھا بعد روم میں پہنچی تو کا پیدا ہوا فیلیقوس کا بیٹا کوئی انتہا سکندر نام رکھا اور اپنا فرزند ظاہر کیا فردوسی
سکندر پسر بود قیصر پدر | نیا در کس نام داراب بر | او سید کشید بفر فیلیقوس | جہا داراب است چون عروک

سکندر ز در و طاقت میں رستم کا یادگار تھا بناسے روزگار تھا دن رات جگنو کے سوا اور کسی سہاوت نہ کرتا تھا بدو
صرف اوقات نکرنا تھا آخر کار اسطاط الیس شاگرد و رشید افلاطون مشہور اور بہنوین و ایساں نامید کے بعد داراب نے
ایک اور شہری خصال زن صاحب جمائے کج کیا فرزند زینہ لال کا نگینہ پیدا ہوا فرما جیت سے داراب نے
جشن کا سر انجام کیا لڑکے کو بہنام کیا جب بیٹا بارہ برس کا ہوا داراب دیناے گذر گیا صغیر سن میں تخت نشین
خزرو و سہ ایران زمین ہوا مثل پدر امور سبائانی طریقہ حکمرانی میں سرگرم رہا دغیر و شریف پر
احسان کیا سب بادشاہ ہوئے خراج مقرر ہی لیا لیکن سکندر نے سبائی کی دینے کا انکار کیا

مذکور سکندر ذوالقرنین کے دو بیٹے سوار شاہنشاہ میرا پیر سپر و ہونے
 فرودوسی سخن دان حاکمان کاہن راویان وایت لکھتے ہیں کہ فیلقوس کے فرزند تاج شاہی سکندر
 کے سر پر رکھا اور اسطو کو وزیر کیا اوسنے راہ راست لگایا سکندر پہنچے یا لیکن سکندر بھی حبیب

بفرمان او کو دیکر گرو	زیرم و زیرم و زعل و زور	دارانے ایلچی سکندر کے پاس بھیجا تیرنور سالی خراج
-----------------------	-------------------------	--

طلب کیا سکندر نے جواب دیا کہ میرا پیر تیرے والد سے راہ و رسم رکھتا تھا بلج و خراج و بتا تھا وہ گریا
 قصہ گذر گیا اب میرا زمانہ ہے ہفتہ اقلیم تیرے لیکن مجھ کو لانا ہے خبر دار ہو جا میں آتا ہوں لڑنیکو تیار
 ہو جا ایلچی کو رحمت کیا پھر مع فوج و دریا موج روانہ ہوا اور دوسرے دریا چلا و دون لشکر اسطرح فارس
 میں دوید و پھرتے کینہ جو پہنچے ایک روز سکندر بلباس نامہ بردار کے پاس آیا کہ حقیقت حال کیفیت
 اقبال معلوم کئے جس دم روبرو آیا کہ تیرا پیر لایا کہ سکندر نے کہا ہے مجھ کو ہفت اقلیم تحت حکومت لانا ہے
 تم سے لڑنا ہوتا ہے اپنے ملک سے مجھ کو راہ و زادہ جنگ ہو جو یون ہی مرضی ہے تو نسیم اللہ ویر نکرو دارا

اوسکی گفتگو سے حیرت من آیا حرات دیکھ کر ایسا ہے	بزرگفت نام و شتر و حویست	اگر بافر و شتر نشان کی است
کو از انرا کہ کتری برتری	بدین قریبالا و گشتار و غیر	نہ پرور و جز نسل کجا پیر

سکندر نے کہا مجھے بہتر تر از اوسکے چاکرین اوسکو یہ دیا کہ ان جو بیان لائے اس غرض سے کہ سامان
 شرب و جو و دہن و دارانے سکندر کی طر اشارہ کیا جو جام شاقی نے اوسکو دیا پیکر کی گلیا دارانے اوچھا
 یہ کیا ہے سکندر نے جواب دیا کہ مجھے ملے ملک میں رسم ہے کہ نامہ برسا غریب پیر نہیں دیتا چار جام تو اسے پیو اور
 پائیں کی گلیا جو تھا ساعطلا تھا اوس پر پس کیا پھر کھانا آیا اوسکو کھایا اتفاقاً اوس جلسے میں کسی شخص نے

پہچان کے دارا کے کان میں کہا فرودوسی	سکندر بدعا کا ذکر زمان	پہنچتند با شہر یار جہان
از ان جہاں پر آتش شلوکام	باید بدین پر وہ ستر	دلاور بہر اسپا بندر و زو یا
فرشتہ داد از ان پس اسوار	دیوان پر شاخ و جوان ہزار	شب تیرہ ویرا ہشتا خند

جی اپنے خیمے میں آیا اسطو سے فرمایا فال مبارک ہوئی چار جام ہاتھ لائے لیکن ہے کہ عازر او کا نام بقصہ
 اختیار میں ہو جا لیکن بار دارانے شکست پائی ایران کی سلطنت سکندر کے ہاتھ آئی اسکے نہیں ہے

خاص عام مشکوئے دار کے حقوق دلوائے دور مجھے چوتھی بار مردم ایران متفق ہوئے فردوسی

سپاہ دشمن کشید و صفت	بہر پنج درگز و نیزہ باعث	بر انداز لشکر از ان گن خوش	اکویرخ فلک پیر و گدوش
پند را نہ بذریعہ چارے محرم	بخشید گیتی بر ایشان سپهر	شب آمد در آمد بار شکست	سکن پر دایمیان ز آب

دارا اخطیخ فارس میں آیا و ستانے ہند کا غم کیا سکندر نے جابر سے راہ مسدود کی دارا کے دو وزیر
بہ تدبیر تھے باہر دو سر اجانو سیار نسبت برگشتہ جو ہوا دو تونانے مشورہ کیا کہ آخر کاریہ گرفتار ہو جائیگا
زیق بھی اسکا ذلیل و خوار ہو جائیگا مصلحت یہ ہے کہ اسکو قتل کر کے سکندر پر اسرار کر جائیں تو غرر و یالین
شکوہ راہ میں جانو سیار نے دشمنہ ابراجر کے پیار کیا اور ماہیانے تہ تیغ شہر برقی کردار کیا دارا لکھوٹے سے
خاک آیا لکھوٹے ناکون آسمان میں پرگیا سکندر دم سحرالین دارا پر کیا الفسج حیدر نے خدایں باقی تہ جزوہ پایا فردوسی

سکندر ز پندار کم چو باد	سر دستہ بران بدر باد	دارا فرزند لکھوٹے کوئی سکندر کو دیکھا آہ سرد دل پرورد
-------------------------	----------------------	---

کینچی پھر کما میر کام تمام ہے ایران کی سلطنت جگہ جگہ ہو سکندر نے کہا بخدا میں یہ بچا بہتا تھا
کسولے کو میں اور تو ایک پاپے ہوں لیکن کیا کروں تغیر کی تہیر اور قضاے آسمانی سے چارہ نہیں
بشر کو بغیر اطاعت یا رانہیں دارا کے کامچو ہوتا تھا وہ ہوا گرتیر سے کلام سے میں کام راضی چلا و تین و صیت
کرتا ہوں انکو عمل میں لانا منہ پیرانا ایک تعمیر ناموس کا پاس کرنا دوسرے روشک میری بی بی ہے او کو حرم
خاص کنا اور سرورم آشکرہ اور جشن سہہ نور روز کا نہ مٹانا آشکرہ مجبوری بہ بچا ناسکندر نے قبول کیا فردوسی

جہاندار و شکندر گرفت	ہزار ہا فرشتہ گز گرفت	کفن و او بران بر باد	برو گشت بزدان پناہ تو باد
----------------------	-----------------------	----------------------	---------------------------

پیر دم ترا جادو فتم نجاک
روانہ پر دم بزدان پاک
سکندر نے گریبان چاک کیا فردو آغوشہ بچا کی کیا
محمد زین میں منلا کے لاش رکھی پیادہ پاتا بوت کے آگے روتا چلا زین زمین دفن کر کے خیمہ شاہانہ ایستاد

سر قبر قاتلون کو بر سر دار کیا فردوسی	یکے دابر نام جانو نیار	دگر ازیر کیستہ و رہا میا
دو بخواہ را زہد بردار کرد	سرخا بہر کنش را لکھوٹا کرد	چو خون خداوند بر زد کے

پیر روشک کی مان کو نامہ لکھا دارا کی وصیت سے آگاہ کیا اوسنے سنکے حال اپنا تباہ کیا بہر مع را بجا
وہ جو روشن تیری پیکر روشک کو سکندر کے پاس بھیجا میان اوس سے عقد ہوا

بسیار آید این شهر اندرون	پراکنده بسا فغان و غم	چو باد اندر آید شکوه شاه	دل شاه را بر وز دل نکند
--------------------------	-----------------------	--------------------------	-------------------------

مسکندر بی جان بودی فشان	وزان شوخ بازیران باند	چندین بسکندر مثل او محبت	و شکوه که ایامین را بام
-------------------------	-----------------------	--------------------------	-------------------------

سفر هنر کا سالان کیا مختصر حال مگر زبانی جاکیان حکایت آوران سر زمین خج
تا قتلان آثار را دیان اخباریست بحر ان تاریخ ملوک غمخیز اسطرخ رقم کیا سپه که جلیاراب خلفه بن خج
تشنه بودا تو که عالم زیر نگین هوا گدازد قیوس فقیر دم نه اطاعت نمی دارا بکوه لشکر در جوی ظفر بر کوه جند
عقل اور خج سبب هم سے گنا نگینا کیا کیا اور فقیر سے بھی اسباب حرب بنامان جنگ بڑا کرو فر دست کر کے
کوچ کیا بعد از تقاتی عسکرین و توارزی صفین مرغ تیر سیر هوا اور شجر زندگانی تیشہ شمشیر هوا

مرغ چوین آهین منتشر	طائر روح پاک است شکار	اب الین نام از دریا	گوهر جان بود در ده مشتاق
---------------------	-----------------------	---------------------	--------------------------

سرگران شید که که خور وین	باده از کاسه سر دشمن	آخر الله نسیم فتح و غیر زنی غنائت	و المثنی که و ارشد
--------------------------	----------------------	-----------------------------------	--------------------

ملک گشتا سبب زمین کیطون چلی قیصر کی شکست ہوئی ہوا با گلی اور گلی کی فیا قوس نیست کے ملاوس بقیہ لیس کو

لیکے کسی قلعے میں مرزوم روم کے کہ رخت اور برتری او کی چشک زن باندی پر خج جنبری کاغ مغزی

مقی رو پوش ہو اندوہ سے ہم آغوش ہوا مگر واداب نے او کا بھی محاصرہ کیا آخر کار ناچار قضیہ

منکس شادی پرا در صلح طریقہ و امادی پر مشرعی شہر بار ایران آیدوان بزم کو میدان نرم سے بلا فیلوس

نہ بیوی دیکے سلطنت روم کی پیری اور بی بی مقرر ہوا کہ ہر سال ہر حال ہزار ہینہ طلائی خالص ایک ایک کا

وزن چالیس چالیس مثقال ہونے فرامہ میں ارسال ہوا اور حکایت سکندر کے پیرا ہونے کی فردوسی کوئی کے

مطابق ہے اس واسطے تکرار تحریر و پدید زبونی و سبب از حسن واداب سلطنت کر کے قیاسے روانہ ہوا

دارا نے آخر کار زمانہ ہوا دارا جو شہر ہے لکسا ہے کہ تیج خلق طبعیست جن کو کتا تھا اس پر غفلت شجارت و تیر کار

نہو و حبس میں مشغول ہوا سلطنت کے کام میں بھول ہایہ متحالی بات ہے کہ چٹائی ملک کی طبیعت پاد

عیش پسند ہوتی ہے تلک حرامی بن آتی ہے رعیت بگڑا ہوتی ہے ریشہ کی آمد ملک سے ہند ہوتی ہے وہ

خیر خواہ سرزندش جان نثار و میدان کسان جو بادشاہ کو راحت و آرام میں رکھیں آپ جانفشانی سے

سر انجام کرین جیسا جسکا موقع ہو و سپاہی از نظام کرین القصہ و اسطے ایمان و اثر ان دریں شہر کے کبیرہ خاطر

سکندر کو حال لکھا تا سنے لکے وہاں نامہ دار حاضر ہوئے سکندر نے یہ پتھر نکالی خراج بھیجے کی راہ بند
 کر ڈالی دارا نے نامہ لکھا ایلچی کو خراج لینے روانہ کیا سکندر نے جواب لیا کہ بیٹھے بھیجنے والے کا مرغ مرغ
 قفس جسم سے پرواز کر کے آشیانہ آخرت میں پہونچا سیان اور کچھ خیال ہو دینا کیا اور لینے کا خیال
 ہے جب نامہ بر یہ خبر لایا دارا نے بہت طیش کھیا پھر گویا جو گان اور تھوڑے سے تل بھیجے سکندر کو نواوان
 بنایا اپنا زور اور شور و کھیا یا جسم پر سلمان سکندر کی نظر سے گذر افر اکتوبر منگاکے تل کھلا دیے اور
 دیر خوش تحریر سے جواب لکھوایا کہ اس رسالہ کا لفظ سے تقاضا نیک حاصل ہوا اس پر یک آن کبوتر کھیا گئے
 مضمون ہم پاگئے اور تھوڑے غفلت بھیجا ہے اسکا خلاصہ یہ لکھا ہے کہ قریب ہمارے غضب کی تلخی سے
 تمہاری جان شیریں وہ زائقہ چکھے کہ ناشتر فرہ یاد رکھے الفقه اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے
 فوج کشی ہوئی اور جنگ مردمان ایران و روم کی چار دانگ میں دوم ہوا اب ہم مقابلہ اور مقاتلہ
 پہونچی اور نظر زمانہ ناہنجار استر واد و دلیت دارا کی طرف پہری پیکر اجل فرمان کل نقش آفتاب الموت
 کا لیکے اروی سلطان ایران میں آیا ملک الموت کی گرم بازاری ہوئی دم نقد جانکی خریداری ہوئی پھر ایکا
 دم شمشیر بران زبان خنجر نوک سنان نے ایک بھاؤ لگا یا سینے میں سرون کی جلائی لٹائی میں خون کا
 بار لاچوک بھانے کو دشت کا زار ادا کیفیت فصل بہار نظر آئی خون کا جوش ہوا فلک اختر چاہر خرق
 اور حکم سرخ پوش ہوا آفتاب کے کار وازا قریب شام غم انجام دشت بدوے آلودہ گرو میں خیمہ گاہ کو
 پھرا و مرد سہانی بظاہر رفیق پوشیدہ دشمن دلی کہ وہ صاحب بار گاہ گردون استہاد تھے خنجر سہارا
 جھٹلے دارا کا سینہ چاک کر کے سکندر کے پاس بر جواس پہونچے شہر بار روم حرکت کے اون دونوں غم کی
 مطلع ہوا فوراً اونکو نازل فرما کر گرفتار کر کے سربالین کشتہ خنجر کین شاہ نامہ دارا کا گولی دم کا حمان پایا یہ مروج
 فلک فرساتھا فرش خاک پر آغشته خون پڑا تھا اوشکائے کسیر زانو کھارو چہرے پاک کی آہ و زنا کی کوبہ
 آنکھ گھونل رہی سکندر نے قسم خلیط او ر شہید کھالی کہا بخدا کجکواس امر کی پہلے سے اطلاع تھی دوزار ازواج باطن

پڑا شکار و گھونٹن میکنی	کہ از ملک شہم مردان میکنی	کہ از گوهر دم بر افسر نمی	نہ نیست آئین فرما بدی
مرد دست بند و زانام بود	چندیم ز کیستی سرانجام بود	پند کرد ہرگز نہ سیلا کرد	مرا گفت ایے خورشید بود

تازمین نصیحت بست

جہان کیا فردا ان کست

چو وہ برس واسے اصغر سے ساطنت کی چند قول

اوسکے تیر کیے لا قطع فی کل ما تمنی یعنی یہ امید نہ کر کہ جو سنے گا وہ پائے گا تاہمین آجائے گا اور دم
تیر کے وقت بہت برا ہو تب یہ خدا جائے تصور کیا جوتا ہے اوسنے یہ کیا تھا یا اخی انظر الی ملک الملوک
وصاحب القلیم السبحة تجری ساقطاً علی التراب منقراً واعي الانحاب والاعجاب قد ذلک ملائکان ہلک فاعقب
بما تری قبل ان یغیر حبرۃ النافرین اسے بہائی نگاہ کر طرف بادشاہ بادشاہوں کے جو صفات اقلیم کا
ساحب ہم تھا زخمی خاک پر تہا پڑا ہے یا ہے نہ آشتا ہے ملک اوس سے چھٹا ہلاکت کی گھڑی سر پر
گھڑی ہے سانس سینے میں اُری ہے عبرت کو جو دیکھتا ہے اوس سے پہلے کہ تو غیر نگاہ دیکھنے والا گناہ
یعنی اگر تو زور و طاقت ہم ہو چائے کہ آسمان پر جائے سیل و سہا کو ہم پہلو پائے اور چرخ ہلاکت
ایوان ہو زمین کی وسعت والان ہو یا قرص ماہ گروہ سپر ہو اور شعاع آفتاب تیغ ہو ہر ہوش و ضمیر
یوحی نہ کرے گی بہر کیف گردن جھکے گی مضبوط ہو یا بواہو گا تیرا جل کا تو داہو گا بخیر لا یتوسکو

فتا ہے نہ کوئی رہیگا نہ رہا ہے رہا بھی

مردہ کہ دریا دور ہا موت

کیو نہ دیکھتا دور فرودست

ازیر کئی کہ گردش گردست

اینا عالم خاک پشت از دست

مہر دین سکندر کا آنگاہ کید کا اسباب

دینا خواب دیکھنے اور فور کا لڑائی کے پو شکست یا نام جانا

فردوسی نے لکھا ہے کہ جب سکندر نے غم ہندوستان کیا مہیا ستر گمان کیا کیا نام یاد ہوتا عظیم الشان
عالی منزلت با ساز ملک بیکران فوج فردا ان اوسنے دس دس تیک متواتر خواب عجیب فریب کچھ نہ کوئی کی تسکین
کر کا نہ خواب کا مطلب نہیں نہیں کر کا آخر کار تلاش بے شمار ایک مرد تعبیر ان نام مہربان باتہ آیا کیا مہربانی
خواب کو سنایا کہ پہلے مکان عالیشان اور دروازہ بھی اوسکے موافق دیکھا اور ایک صحت کو دیوار میں
سورج نظر آیا ایک ساتھ قوی ہیکل و سین آیا اور سورج اسی راہ سے باہر نکل گیا نہ سورج نہ زبانہ اوسکا جسم کھٹا
نہ پہلا نہ دوسرا نہ دیکھا فلک اکر سے کا بار یک سے اوسکو چار شخص کھینچے مہربان کیرا اچھٹتا ہے
نہ کچھ خیر والا کوئی تھلکے ہٹتا ہے تیسری بار ایک جوان خوش بیکریت پر میلوہ کر دیکھا اور چار چار ہاتھ یا ایک
پیا سا تھانا گاہ دیکھا چھلی نکلی وہ شخص گریزاں ہوا اوسکے پیچھے چھلی بھی اور دریا دریاں پانچویں دن

ایک شہر میں نظر آ یا تھا ہے وہاں کے اے لیکن خرید و فروخت باہم کرتے ہیں کوری ہو گیا اندیشہ ہے نہ
 کرتے ہیں قیدی بار اور ایک دیکھا وہاں کی خلقت بہت تو بیمار اور چند تندرست بے آزار لیکن جو صحیح و سالم ہیں
 وہ جان بلب نیست سے میرا میں تندرستوں کی عیادت کو وہ بیمار آتے ہیں لشکریں کہتے ہیں سمجھاتے ہیں
 ساتویں فرما کہ شہر کا نام زمین نہ گام و دامنہ لکھتے دو نو فے گھاس کھاتے لید کر لے کی راہ نہیں قنند
 پہنچا جاتے آٹھویں رات کو تین گھرے دیکھے دیوانی سے بھرے ایک خالی اور پھر بھرے گھرے گرا تے ہیں اونکا
 پانی کو مچھتا ہے نہ خالی گھر ابرجھ ہوتا ہے توین با عجب اسرار دیکھا کہ ایک گئے اور بچہ طف ناریں بے بچے کا
 وودہ کیسے پتی ہے سو کہتی جاتی ہے مگر جیتی ہے اور بچہ جو دودہ پلا تا ہے ہر دم مٹا ہوتا جاتا ہے سوین دن
 ایک چشمہ آب موجب حیرانی نظر آ یا نہ خشک کنادر غیر پانی نظر آ یا نہ ان یہ استان سُن کے کہنے لگا کچھ
 ڈر نہیں جائے خطر نہیں کچھ دونین سلطان روم تیری مرز و بوم میں تشریف ارزانی فرمایا گیا غم خشک خبر
 لکھنا ذاتی اعلیٰ کا دم بھرنادہ چارچیز میں نادیکتا تیرے پاس ہیں اونکو پیشکش کرنا اسکے عوض میں تجا ورتاج
 جو کچھ تیرا راج ہو گا کیدنے کامیاب توین نے سنا الا امید دار ہوں کہ ہر شہ کی حقیقت جدا جدا تیرے کا انتشار
 دور ہو دو کو فرحت و سرور ہو مرنے لگا اچھا بیٹے جو مکان عالیشان تھا وہ خانہ دینے کے سوا نہ رہا تھا
 ہاتھی جو گذر گیا وہ سکر رہے اس ملک کے چلا با گیا اگر نذر نہ ہو گیا کا اور چار کھینچنے والے اور کچرا جو دیکھا
 یہ قصہ طوفانی ہے بڑی کساٹی ہے پہلے زردشت کا طریقہ رواج پایا گیا پھر ایک مٹائی ایسا کہ جسے علیہ السلام کا
 نام بر زبان لایا گیا تیسری بار حکیم یونانی اپنی ملت کا بانی ہو گا چوتھے مرتبہ مذہب حق ہو گا سکا لگتی ہو گا
 اور تخت پر مہر دیکھا نہ جو تھا سکند کے بعد ایک بادشاہ سلاخ مزاج آئے تیری حکومت بگڑ جائے اور وہ چھلی
 اور پانی پیسے کے پیچھے دوڑے زمانہ آخر میں پیر خدا سکا راہ نہا ہو گا حماقت شمار اس سکور کر خٹکے
 وہ شفقت نعمت کی راہ سے سکے پیچھے دوڑے سمجھا گیا راہ راست پر لایا گا وہ جو اسے پہنچنے پہنچتے لیتے
 دیتے تھے تیرے میں ہمدی میں وہ لوگ تونکے جنکو نفع و ضرر نہو جھے گا دنیا کی حرص بزدلانو کو کر کر گی
 اور بیمار اچھوٹی عیادت جو کرتے تھے ایسا بھی زیادہ ہو گا کہ حقا پہننے کو دانا یاں جس کے پاس جائیگی
 وہ بچہ بچہ لگے گھوڑا و دامنہ کا جو نظر پڑا وہی عصر میں حرص ہوا اطلاق خدا کی دلی ہو جائیگی یہ قصہ کا کہ جو میر

میر کے صلیب میں اور تجاے محتاجو کو نیچے پیٹ میں میر لیمے دو گھرے بھرے ایک خالی رہ حالی
 کر تھے ایک نائے میں دو حصہ امیر ایک حصہ فقیر ہو گئے مگر دنیا کی ہوس میں امیر کے گئے گا اور گرسائے کا
 حال ہے کہ تو انکو محتاجو نکال مال تانکین گئے خاک بھاگنے اور وہ چشمہ خشک کنارہ ترا دسکا یہ خر ہے کہ اس
 سر زمین پر بادشاہ نادان تخت نشین ہو گا دست بستہ تختن اوسکے گرد حاضر رہینگے جن جو رہینگے کینے
 نے بڑا لطف اور عطا زوال سے اوسکو منال کیا باخاطر شگفتہ گھر آیا جسدم سکندر مع لشکر اوس

نواح میں ہو چکا کید کو بلایا اسنیر جلیب	مرا چا ویرست کلنر جهان	کسے را بندہ اشکار و نہان
---	------------------------	--------------------------

فرستم و فرایم پیش او	اگر ان تازہ کردہ دل لیش او	فرستادہ و خر وہ فرست اتر لایا نے کید کی پیٹی ہے
----------------------	----------------------------	---

چارہ کہ دم نظارہ خوشیہ تابان کی آنکھ چپکاتی ہے چک ڈیک اوسکی چہرہ پر نور کی حجاب نقاب سے
 بجلی کی طرح کوند جاتی ہے دوسرا مردانہ دنیا میں ہر سر زمین رکھتا تیرا حکم کہ فکر سا اوسکی آسمان سے
 گزر جاتی ہو پر زمین کھنکا اگر حکم ہو حرارت آفتاب برودت ماہ بیک نگاہ دور کرے کہ قبیل کار کا نور کر
 جو دہشت میں نفع عام ہو خاک کا میں کھوٹے کیفیت روغن بادام ہو اگر شاہ الاماہ اوس امتیانا
 کیے پانی میں رطوبت نہ ہے بحر موج نہ ہے دوران سر مغیر آسمان جاکے ہر ہر احوال کو پٹنے جو تھا قح
 درین آب ہے کہ وہ حسب نہایا ہے اگر اشکہ جمشید میں ڈالو گے برف سے زیادہ سرد ہو گا جھکے
 تمام لشکر اوسکے پینے کو ہم ہو گا بکے سبیر اپا ہو گئے اوس میں سے ایک قطرہ نہ کم ہو گا سکندر کو سنکے
 سکنا سا ہو ارسلو کے ہوش پران ہے بادشاہ اور وزیر حیران ہے سکندر کو استعار کی تابانی چند پتر
 روایت کہ جلد لا و جسدم یہ لوگ کید کی صحبت میں ہو نیچے اوسنے بعد همان نوازی اوس پر ہی خصال کو
 مع اسباب و مرال کے پہلے روانہ کیا پھر اوس مشیر داناکو اور طبیب پرنگین کو با قح زریں بھیجا سکندر
 اوس صحبت چھین کو اور قح زریں کو سرا پر دہ خاص میں اختصا صبحٹا طبعیہ او کیے آٹھا تار و پود
 طلب کیا فی الحقیقت دم تقریر جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا صحبت کا لطف حنن زکافی نظر آیشکو
 اور سخت جانے عہد کیا تاب دیکھنے کی نلایا غش آیا پھر اوس جام کو مہر کے میر سے گماہ کر کے نظم

مرد و شاہ و مرد دل گران	بران حسن بہ نظر و کنان	سپان بہ بر گل ارخان	زید و رشید و انا توان
-------------------------	------------------------	---------------------	-----------------------

پھر کید بندی کی تھی چشم و جانب سے ملاقات کو آیا سلطان روم نے بہت تکریم کی پہلو میں جگر دی وہ ملک اور مال سب دے کر بحال رکھا اور کئی مزید و کمال لکھا قسوج میں مع فوج آنا فوج سے لڑائی پھر ہوائے مع فوج دریا میں قسوج کی طرف آیا فوراً ہندی کو نامہ جاہ و جلال بیدار بنے سطوت کمال لکھا فوراً فوج نے جواب رقم کیا یہ مضمون حوالہ قلم کیا کہ دارا کو قتل کر کے آپ ذلیل کر دے نہیں سکتے سیر ہوئے کیدی ہندی کیدی تھا پلیدی نفس سے دب کے آپ سے مل گیا نظم

مخبر و افرو دارم شہاد	دہم و میان ابیکم بہاد	بیتیں جین تخت رشتی نکار	بہر سر از گردن بدروزگار
-----------------------	-----------------------	-------------------------	-------------------------

اس جواب سے سکندراشفقہ خاطر ہو کے باوجود قسوج کیشرم وغیرہ اسی ہزار نامدار ہمراہ رکاب نظر اشتاب لیکے چلا دہر سے فوراً چھ ہزار ہندی بالک پٹے برچھے کا استاد چراو نیز ہا تھی جنگی مردم در سوئمین پٹا بسوٹا گھڑا ہور ہا سر پر غور آسمان فرسا فیلان سامنے سے نظر آتا لیکر نکلا سکند کے لوگ ہاتھوں کو دیکھ کے خوف کھانے لگے بزدلے ہتھرانے لگے سکندر نے ارسطو سے ہاتھوں کا پوچھا بوقت افسسے کہا ایک سوار اور گھوڑا ہے کاتیار ہو چون دو نو کاغالی پہلے آئیں ال اور باروت سیر و پھر گھوڑا اور سوار علی پر رکھا ایک پیادہ حتاب لیکے ساتھ ہوا اور پیادے کے بدن پر دوا علی تا حرات ضرر نہ کرے گرمی اثر نہ کرے پھر پیادے سے ارسطو نے کہا یہ پلیدی دم کے پاس لگا دینا باروت کو آگ جو ہو پختی ہو لے اوڑی توپ سے زیادہ آواز ہوئی دشت تہوان حصار لشکر پر بار ہوا سکندر نے اس ترکیب کو پسند کیا چند روز کسی جلی سے لڑائی موقوف کی لوہا بجایا سے طالب ہوئے تیاری ہونے لگی جسم ایک ہزار گھوڑا اور سوار تیار ہوا سکندر نے مقابلہ کیا ہندی اس بھید سے آگاہ تھے ہاتھوں کو دیکھ کے دھتے عربوں پر اگر سے ہاتھوں نے گھوڑوں کو سوئمین لپیٹا اور سے لوگوں نے آگ دی بہت سے جل گئے کتنے شو سے ٹپکے اپنی فوج پر جھٹلا کے پھر بے چہرے اس سے روحی و ایرانی کرے فور کی شکست ہوئی فوج پست ہوئی فور سے و فوجرات سے فوج مرا گزہ جمع کیا ہاتھ توڑے پیادہ و سوار پھر اپنے لگے تا شام قیامت کا قیام رہا سا لہے دراز تھیں کام کا نام رہا جسم رخ روز پر تیرگی چھالی رات کی کیفیت نظر آئی دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پہلے

دوسرے روز سکندر نے فوس کے پاس پیام بھیجا کہ تیری شجاعت و جرأت کی دیکھ دیکھ میں سنتے
تھے اور میرا حال بھی تجھ کو معلوم ہے بہت نہیں چاہتی کہ تم تم بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھ رہیں اور ہزار ہا
مژدہ خد کا ہمارے واسطے خون ہوا لازم ہے کہ دونوں لشکر تماشائی ہوں ہم تم طالع آزمائی کریں یا ہم لہین
جسکو چور و گار فوج و نصرت سے وہی ملک و مال سے سلطنت کرے فوس نے جواب دیا جو ارشاد ہوا میرا عین
مطلب یہی تھا عرض سے

دو شجر گرفتند و درو کینا	ویران نظارہ کنان از صنعت
--------------------------	--------------------------

چیکا کے سکندر پر لگائی والی روم نے خالی دی ہنوز فوراً سنبھلنے پنا یا تھا کہ بجلی کی طرح تڑپ کر
سکندر آیا اور شمشیر صاعقہ کو دار سے پہلا واریا خود کو کاٹنے سر و گردن کو کاٹا جسم کے ساتھ زرہ و جوشن
کو کاٹا گھوڑے کے تنگ تک بکشا وہ پیشانی اور آئی دو ٹکڑے ہو گئے ہندو یونکے بخت اس کو گئے فور کے بعد
نامداران فوج اس کے لڑائی کے آمادہ ہوئے سکندر نے کہا یہ حرکت تمہاری بجلی ہے بغیر رئیس کوئی لڑا ہٹے
آخر کار وہ دست بستہ حاضر ہوئے قلعے میں لیگئے خزانے اور دینے سے آگاہ کیا سکندر نے کسی
فکر کے وارث کو بادشاہ کیا دوجینے قنوج میں مقام کیا وہاں کا انتظام کیا پھر وہاں سے خانہ کو کراچی گیا
سکندر نے ساتھ لاکھ ابراہیم خلیل نے خانہ رب جلیل بنایا ہے اگرچہ وہ سب سے مندر اور بری ہوا مکان ہے
مگر وہ جگہ پرستش گاہ ساکنان جہان ہے قنوج سے کوچ کر کے شرف اندوز ہوا بعد حصول زیارت
نصرا فلیٹ نام نہر فیج اللہ علیہ السلام کہ شریف مکہ تھا اور اس نے استقبال کیا تھا اس کو مالا مال کیا
پھر آل امعیس نے خداعہ کے خدع سے فریاد کی طلب سدا دی کہ میں مجازا اس منشا باز نے بزور
و فتویٰ ہمسے چھین لیا ہکو وہاں سے نکال دیا سکندر نے کچھ جہاز اور جہاز باز کو بھیجے خداعہ کی
جان گئی ریاست ظلم سیر و نگوٹی پھر سکندر نے جب سے ہوئے مصر میں ایک مہس مہس کیا اندلس کے ملک میں
ایک عورت بے نظیر صاحبہ برقی قیداف نام سکندر نامہ برنگے وہاں گیا دم تقریر اس نے پہچان لیا کہ اسے
سیر فیاتوس خوب ہاتھ آیا اب زندہ جانا تیرا حال ہے سکندر نے انکار کیا اس نے مرقع تنگوار کے انکی شبیہ سامنے رکھی

بیاد و بہنا و شبیش حریر	نوشترہ بر صورت دلپذیر	بدندان سکندر بکار یارب	بر دیو شد و چون تیر شہب
-------------------------	-----------------------	------------------------	-------------------------

جس دم سکندر کو اس نے تردد میں پایا اطاعت کی سر جھکایا اور امان اپنی اولاد کو واسطے چاہی سکندر نے صدمہ کر کے

رضت ہوا اس کے بعد جس شہر میں گذر کرتا وہاں کے حاکم کو پہلے یہ کہتا نظر
 مرا بنو نیست گنگا نہم | بدل آشی دارم زایہ نزم | خواہم کہ جانی بود و جان | کردہ اگر آن باشد از من نہان

اس طرح ہفت اقلیم کی سیر کی جو لڑا اس کو دیکھ جانے اطاعت کے وہ اچھا رہا
 جانا سکندر کا ظلمات میں بوجہ ہش آب حیات رہبری خضر علیہ السلام کی
 نایافتہ پیر آغا حضرت اوس نشہ کام کی ایک کیسے خبر دی کہ اس پیر کے اسطوف اندر پیر ہے
 اوس میں چشمہ ثنایاب ہے جسے اس کا پانی پیاموست کے امان پانی زندگی کی یاد دہا تو آئی وہاں کا غنم کیا غنمی فقیر
 کہ خضر علیہ السلام سارا پیر ہو اگر چشمہ پر نہ گذر ہوا وہاں نے ناکام جب پیر ایک شہر میں پہونچا خلعت نامی
 محان نواز مسافر دوست غمی اس نے پوچھا کوئی حیر عجیب و غریب بھی امتداری بستی میں ہے اون لوگوں نے
 کہا درخت کا جوڑ ہے ایک نزدیک دہے ہے جو کوئی اس نے دنگو سوال کرتا ہے تو نزول مقال کتابہ و گرات
 ہوئی تو ادھر سر گرم کیا جات ہوئی یہاں تک کہ آئندہ کی خبر دیتے ہیں جو کچھ پہونے والا ہے لوگ اس نے پوچھ
 لیتے ہیں سینکے سکندر درخت کے پاس گیا دفعہ بآواز درخت درخت نے کہہ لکے سکندر تمام عالم
 میں پیر کے بیان تشریف لائے سلطان روم نے بہت استعجاب کر کے اپنی قضا کا زمانہ پوچھا جواب ملا
 کہ بہر حال چار سال درخت غربت میں وطن کے دور غریبوں نے مجھ پر یہ کلمہ کے برخاستہ الی بہا اقبال وطن
 کی طرف روانہ ہوا اسکے بعد قصہ بے سند میں بنائے سر نظر ڈالا کام خدا کے خلاف متعاقب کر کے نزدیک بھٹ سمان
 نشانہ لکھا کہ دو اتر زمین اگر تھایا یہ رومی سکندر تھا حاصل کلام یہ کہ جب تین برس گذرے وہ لوگ جو
 نسل کیان سے جا نشان اور مدت سے سرگردان تھے سب کو ملک بائنا لیاقت اور صلے کے مطابق
 اور قسم شدید و ایوان غلیظہ و کھڑا اقرار کیا کہ کوئی آپس میں کسی اور پر ظلم و جور نہ کرے جنگ جہاں کا طور نہ کرے
 بلکہ مدد و معاون ہے وہی فرقہ طوائف الملوک مشہور ہے کتب معتبر میں مسطور ہے کہ جب ملک
 تقسیم کر چکا صحت نے منہ پیر امراض اللہ سے گیارہ کو چ کا زمانہ اس جانیے قریب اور جزیرہ کھولا
 محتاج و غنی کو یکساں کر دیا پھر وصیت کی کہ اسکندر یہ میں مجھ کو دفن کر دینا اسطو بھی اس عرصے میں آپہونچا
 دیکھا کہ وہیں بسے چالیس دن ان تمام پیرا حشر کا عالم بافتی خدائے گریبان چل گیا روئے ملک پوشیدہ تر خاک کیل

مائی ہندی سرسے پہنچ
صدی کو سن بادشاہت

پرناسی تاج پرناسی گنج
نگار تاج دار دیکھی بہشت

نہندہ چند دق اور انجاک

نذر وجرمان اور خیر و مال

مذکور ساسان داراکے بیٹے کا ہند

چانا کا بل میں آنا بابک کا خواب بیٹی کی شادی اردو انکا مانگ لینا

جن شاہنشاہوں کی نوبت شاہی بدولت سنگد رانی اور گوارا اسکا میان اور طوائف الملوک کتے ہیں پیرانی کی حکومت سی

یہ گویا بگشت سال و موسیت

اور کئی کئی جہان شاہ نیست

کوئی پادشاہ از انان زمین

برآسود یکچیز و زمین

تو ایہ جو نہیں بجز نام اور تفصیل تمام نہیں دیکھی اور فروری نے بھی یہی لکھا ہے

اندایشہ ان بجز نام نشیندہ ام

نور نام خسر وانی دیدہ ام اور زوال انکا ساسان جو نسل دارا سے تھا اس کے باعث ہوا شرح اس حکایت کی

یہ ہے کہ جب دارا سر ہنگوئی کو رنگی سے مارا گیا ساسان نام جاریہ سے اس کا بیٹا تھا وہ بھاگ کے ہند میں آیا وہاں سے کابل گیا کسی شبان نے بکریاں چرائے پر رکھ لیا وہاں فلک کے سانگ دیکھیے بابک نام ایک نامدار یاقوت تھا اسے خواب میں دیکھا کہ ایک جوان ذی شان ہاتھی پر سوار ہے گرد اس کے سوارو پیادگی قطاہ ہے اور سب کہتے ہیں کہ اسے خوشنوس سلطنت چکو مبارک ہو بابک نے اس کا نام پوچھا وہ بولے ساسان آردشیر صاحب شمشیر دوسری راہ کو پیروہ قیل کوہ پیکر اور وہ جوان منظر ہوا اور آگ کا شعلہ تا فلک بلند ہے کہ رہا ہے اس کو پوچھو کہ مذہب و ملت ہے باپ ادا کی روشن ہو خلقت اس کا فرمان بکالاتی ہے آگ کی پرستش ہوتی جاتی ہے بابک نے اس سے نام اور سکھ اور مقام پوچھا وہ بولے کابل میں قلعے چو بان کا ملازم یہ جوان ہے دم بھر بابک اس کو دیکھا اس کے گریٹے کو مع چرائے والے کے بلایا جس دم در آیا بابک نے جوان خواب پایا جس کو باہمی پر سوار دو بار دیکھا تھا اکیلا لیجا کے اوس سے نام اور وطن مقام اور باپ اسے کمال پوچھا ساسان ہر اسان ہوا نہ بتایا بابک نے جب قسمیں کھائیں کہ بخون و خطر یہ قسم اظہار کر میں تجھے سلوک کرونگا ایذا نہ دوں گا اور سوقت اس سے کہ ان ساسان آردشیر اور یار باپ مثل شمشیر آگ کا مقام دار تھا بابک نے چرواہے کو رخصت کیا اس کو لینے پاس رکھ لیا کچھ دنوں کے بعد اپنی بیٹی کا عقد ساسان سے کیا وہ بارہ رہی اسی سال غزائیہ فرزند پری پیکر پادشاہ و صورتیں جو درخشان چہرے پر فرو شوکت کیا ان نام اس کا آردشیر با بکان مشہور ہوا جب ان ہوا عالم و ہر صوبہ پر و قافل

ریاست شایان حکمت در بر شوکت کافروسی

چنان شہر سنگ دیوار و پیر

تو گشتی از در بر فروز و سحر

اون روزوں رگابا دشاہ اردوان تھا افسے خبر پائی کہ دارا کی نسل سے ایک شخص کابل میں ہے اوسنے
بابک بنارک لکھا کہ میر پسر اوسکو بھیج دے تعلیم و تربیت پائیگا اوارگی سے کیا ہاتھ آئیگا مجھ کو ایک کوچہ میں کیا جرات لکھا

کہ اردو شیر بابکا لکھو بھیج دیا تو ان کن کہ از شکم نان نذر مراد اکہ باوی برو بر دزد اردوان اوس توجہ انکو

دیکھنے بہت شاد ہوا فرزند کی روش پر روش کرنے لگا اوسکے چار بیٹے تھے اونکے ساتھ یہ بھی سیر شکار
کو جاتا باجم جوگان بازی شکار افگنی تیر اندازی ہوتی ایک روز تیسرین نکرا رموی بہت ملول ہوا اردوان
وہ حکایت سنکے ملول ہوا بلکہ اتنا بدم ہو ا کہ اسکا رتبہ کم ہوا اردو شیر بابکاں نگین کی تران ہوتا تھا غیر ہنسے
حال نہ کھتا تھا قضاے کلار دوان کی کینز باقیہ کلنار نام نازک اندام کہ خزانے کی کنجی اوسکے پاس تھی
بڑا اعتبار تھا جزو کل پراضیاء متاواہ اسپر عاشق زارتھی ایک دن رات کو ملاقات ہوئی بے تکلفی کی
حرکات ہوئی اوسنے کہا اب یہ مقدمہ چھپانے پر گیا کھل گیا تو ہمارا ہمارا ہو رہے گا مصلحت یہ ہمارا
کسی اور شہر میں چلو غرض کہ روز معین وہ زن مروانہ کچہ جواہر کچہ خزانہ اور دو گھوڑے جو ہوا اسے طلب
روانہ ہون لائی آدمی رات تھی جو وہ قہقہی پوری نے نکلی پہ دن چڑھے ایک چشمے پر پہنچے کسل
راہے دونوں کے حال تباہ تھے اترنے کا قصد کیا کہ دو مرد خدا غیب پیکر ایسے اٹسے کہا فوج
ہمتاری تلاش میں آئی ہے میان نہ شہر وسیدے پاس کو چلے جاؤ نصیب کو آدہا دیوہ دونوں نے ہنگ
باقدم تیز گرم خیز ہوئے اردوان کو یہ حال جو معلوم ہوا فوراً چھوڑے پہلوان بہت زبردست جوان
گرفتار یکوروانہ کیسے تو وہاں سے چل نکلتے کچہ دیر نہ لگی کہ وہ سب اس چشمے پر پہنچے خستہ و خراب
دو ادوش سے گھوڑے ہلاک سوار بیتاب تھے انکا حال پوچھا لوگوں نے کہا دم سحر دو گھوڑے
شک سحر اور دو سوار آندہ ہی سے تیز گرم خیز تھے بجلی کی طرح چمکے کھل گئے اوسکا ہاتھ بہت
محال ہے اگر یہ خرم ہو تو فاسد خیال ہے وہ تو شک چکے تھے یہ سنکے اوسی جا مقام کیا دن کو تمام کیا
صبح کو جیسے اٹھے تھے ویسے ناکام اردوان کے پاس گئے اوسنے کاہنوں سے انکا حال پوچھا
اودھوں نے کہا سلطان غلیظ الشان ہو گا تیر انشان اور نام شایگا پھر اس شہر میں آئے گا

یہ کثرت اندوہ سے بیمار ہو پہلو ان کو پار بن بھی کہ پکڑ لائیں اور با بجان گلزار کو لیکے اضطراب
پارس میں وارد ہوا وہاں کے حاکم نے اسی شب کو خواب میں دیکھا تھا کہ اردشیر با بجان گلزار کیان کے
ہیران آیا ہے حاکم ایران ہو گا سلطان ہو گا یہ جو چوچکا بڑی تلاش سے اور کو یہ جستجو کر کے اردشیر کو
ایسے گھڑ میں لایا اور سائے شہر اور رعیت کو بلایا خواب سنایا ان کو کھایا وہ سب بہت بے مشی ہو
مع کہ بار جانفشانی اور سر دینے کو تیار تھے قصہ اردشیر با بجان کا اردوان سے لڑائی
اوسکی گرفتاری و قتل پھر حاکم ہونا سر زمین ایران کا جہدم اردشیر با بجان بشوکت و
شان تخت پر جلوہ گر ہوا ملک ستانی کا غم مد نظر ہوا حاکم نے صلاح دی کہ پہلے اردو ملک شکست دیکھے
پھر اردو کا بندوبست کیجیے قصہ وہاں کا قصہ کیا اوسنے تہا کا نام پہلو ان تھا اوسکو سپہ سالار کیا اور
جہن جو اس کا بیٹا تھا اوسکو ہمراہ کر کے روانہ کیا اردشیر نے پوشیدہ تباک کو نامہ بڑے تباک سے لکھا
کہ اوپر چلا آؤ ہاں سپہ سالاری ہے بیان آنے سے حکومت ساری ہو گا وگرنہ عبداللہ دیکھ لینا جو دولت و
دواری ہو گی وہ تو اسکی سلطنت کی خبر پیشتر چکا تھا جہدم مقابلہ ہوا اپنے عزیز و اقارب یا آشنا ساتھ لیکے
اردشیر کی فوج میں چلا آیا جہن جو اس ہوا باپ سے مدد چاہی خود لڑنے لگا فوج دوسری

چو شیران جنگی درویش	چو بیک درویشان غریب	بھڑکا کر جہن جو نے کہے فرار ہوا تمام لشکر اردشیر کا
مطلع ہوا اوسنے بھر ریاقتہ فرار ہوا مال سکور و مال حرمت کیا لشکر کثیر جم غفیر لیکے رے میں آیا	اردوان کی با بجان و ان کا	اردوان کی شکست ہائی بگ
نادر اللہ فتح نصیب دوتے زندہ گرفتار کیا اردشیر کے ولایت	اردوان کی با بجان و ان کا	اردوان کی شکست ہائی بگ
بچہ میرانش بدو نیم کرو	ول بدنگلان پانچم کرو	اس فتح کے بعد اردشیر با بجان شہنشاہ ایران ہوا

تمام ملک قبضے میں آیا کسی نے ہر نہا وٹھایا بتیں برس سلطنت کی اسکی نسل سے جو بادشاہ ہوا
جماعت کو ساسانیان لکھا ہے تفصیل تاہم کی جو ملک طوا انھیں سما سیتو نے ہے
اور تین سلطنت کے زڑنے کا اور دنیا سے چائے کا اردشیر با بجان کے بعد
شاہ اور اویس کا اور بدستور تخت نشین ہو تیں برس حکمرانی کی پھر خالی سرے فانی کی پھر نو جینے

ایک سال تاؤ مرد او کا خلف سرور ارارہا اسکے بعد بیٹا اوسکا بہرام تمام مقام پر رہو اتین برس تین جینے کے بعد دنیائے سفر ہوا اسکے بعد بہرام ابن بہرام تخت پر بیٹھا ادنیس برس کی سائش تمام حکمران رہا پندرہ بہرامیان بن بہرام چار جینے کا فرما ہوا اسکے بعد ستا پور ذوالکائنات نے سترہ برس حکومت پر ہاتھ بٹھان کیا پھر آردشیر ناکو کا رستودہ اطوار کا چار جینے دس برس سلطنت پر دسترس ہو اسکے بعد شاپور آردشیر پانچ برس بادشاہی کیجے پھر ملین رہا پھر بہرام بن شاپور حکومت پر پندرہ برس نامور ہوا اسکے بعد بہرام کا بیٹا یزدجرد بانیس برس مرویدان خبر دہوا پھر بہرام گور سائہ بر سکے بعد قندر دین گور جو ابن پندرہ برس تک فیروز شاہ جہان پناہ رہا اسکے چھ قبادا دل شاد چالیس برس با عدل و داد تخت نشین کیجے برادہوا پھر نوشیروان عادل سینتالیس برس کامل صاحب تاج و تخت رہا چار دانگ عالم میں عدالت کی بدو نام ہوا آج کل شاعر مثال دیتے ہیں ناولین پہلے ایسی کا نام لیتے ہیں انصاف عدل کا اوسپر تمام ہوا اسکے بعد چھ جینے ایک سال بہرام حال آردشیر کا فرما ہوا پھر چار جینے دوران تخت نے سلطنت کا کام کیا دوریکو تمام کیا الغرض زبردست پاکم زور ہو اسو برس یا ایک دن سلطنت کی آخر کار درگور دہوا قندوسی نے یہیں تک لکھا ہے

ہیان سکندر کا تقریر مختلف سے تحریر راویان سلف سے ابتداء
نفس و نما سے احکام تک صبح ترسیت سے موت کی شام تک

سکندر ذوالقمرین کے مقدمے میں قول مختلف ائمہ اخبار اور راویان سلف نے لکھے ہیں

سکندر کا قاتل چین دیشے	پروانش دینکشی شانت	برزش ہرودات کار بود	شیش تاسر پیشہ گرا بود
بزم اور پوشش نمودی ہر دم	بدانش بھی فکر کردی ہر دم	بفرز انجلان سیم لوی دوز	فرومایگان کابرا ندی زور
ہر ہندو پھر جان داشتے	دورہ ایشین برتر داشتے	اور سکندر کا نام یونانی لغت میں آدشیر دوس کے	

یہ فیلسوف اور سلف متحقق فیلاسوف ہے یونانی محب کو فیلا اور حکمت کو سوف کہتے ہیں یعنی محب حکمت اور وہ لوگ جو مرافقہ ہنر کے ہیں اور جو ہر ہی سلک بے بہائے سیر کے ہیں کہرا کہوٹا اونکی زبان سے کہلاتا ہے بنا اوشمین کے بیان سے لگ جاتا ہے اونکی ذاتی اخبار کس کا روایا آج کل کے زمانے میں چلن ہے تقریر اونکی بیت الغرض سخن کا گنن بے حاصل کلام کا ہے

کہ سکہ اونہیں کے نام کا ہے وہ سکندر و القرنین اصغر لکھتے ہیں اور ذوالقرنین الکر صاحب سند
 بہار و کرد لکھا ہے جیسا قرآن مجید فرقان حمید میں آیا ہے پروردگار نے فرمایا ہے القلمنا قرآن انزلنا
 واما ان اخبار خلف سے معلوم ہوا کہ اسکندر ثانی کو ذوالقرنین اور رومی یونانی لکھا ہے یا شاہ
 تھامانی قدر گردون جناب شہر یار کا مران خورشید رکاب او کی شجاعت کی داستان صفحہ روزگار پر
 مسطور ہے خاص مدام کی زبان پر نہ کہ ہے اور جو دو سخاوت کا او کی جہان شکر گزار ہے عالم میں
 اشتہار ہے نیستان جنگ و جدال میں بجز شیر پریت پھر کرتا تھا زبردستی زیر کرتا تھا اور عرصہ
 قتال میں کد شمشیر کرتا تھا ایک کو دو کرنے میں دنگ نہ دیر کرتا تھا قہر کی نگاہ عرصہ کے لینے دو کی کا
 تیر ہوئی تھی نظر کے پھرتے ہی اجل دہنیکر ہوئی تھی اسلئے

در حدیث از سمن سپہر پایہ و

نار و چو اسوار مجیدان کارزار - لشکر منصور او سکا ز بوم روم سے خاد فتن کمال در شہتے شند کہ دشمن
 دشمن کمر ہادی کیا جو زبانے کہا مالک بساط بسیط ہوا اگر عالم پر محیط ہوا حسب و نسب میں بھی اس کے قول
 مختلف ہیں ایک کہ وہ نے خلف داراے اکبر لکھا ہے جیسا تحریر ہو چکا ہے بعضہ کا قول ہے کہ بوشاہ سکندر ثانی تھا
 فیلقوس نے بیٹی اپنی اسکو دی مدت کے بعد مجید و منصور مجذوہ قیصر کو باوجود حمل و کم کی طر و اند کیا
 راہ میں سکندر پیدا ہوا احوال کے باعث اوس غم رشید نے جنگل میں زیر درخت رکھ دیا وہاں بکریاں
 چرتی تھیں بکرم خانیچوں و بالمام فرمانرواے کن فیکون ایک بکری اوس غم سے جدا ہو کر لٹھ لٹھ
 سکندر کو وہ چلانے لگی اوسکی مالک عورت ضعیف بوڑھی نحیف تھی اوسنے دیکھا میری بکری بار بار
 جنگلیں جاتی ہے اتنی ہے وہ بھی اوسکے پیچھے گئی سکندر تک پہنچی ایک نونال صاحب حسن و جمال
 سرد و خیز بوستان دولت و اقبال تما نظر ثرا لفت جو آئی اوٹھالائی بایں شائستہ پرورش کرنے لگی سیدم
 قابل تربیت ہوا اوہ کو سوچا چند زمین زمین بسا کے باعث زیور فضل و کمال سے آراستہ ہوا
 اتفاقات زمانہ کسی جرم پر حاکم شہر نے اوس اوہ کو وہاں سے نکال دیا وہ مع سکندر جہان اوسکی
 بان رہتی تھی اوس شہر میں آیا ایک وزیر سرگز سکندر کی مالکی نظر سپر شری پیر گاہدہ آشاہانہ کی راہ سے
 اوہ خوش محراب رہے آگاہ ہوئی کہ یہ وہی لڑکا ہے جسکو محمد امین چھوڑا تھا بھیر کا سے منہ موڑا تھا

قریباً الف سے طلب کیا حال جو دریافت کیا خیال تھا کھانا فیلقوس کے زور و لالی حکایت گزشتہ
 بیٹے کی بایکوسانی قیصر نے دلائل شجاعت و مردانگی شامل اسبست و فرزانگی سکندر کے سرخ انور سے
 قیصر کے مانند و خدشان اور آخر وقت طلعت زیباطیل سلطنت غامسے نابان دیکھا اور تباخیر بحر فروری و
 بہر فروری جھجھہ سرخیا جبین شتری فیضیہ جلوہ پیراپائی اور نیز اقباس و دولت کی چمک دمک شمع طور سے
 زیادہ دھیرے نظر آئی بہت خوش ہوا خود بخود محبت کا جوش ہوا اولاد کی کاغذ فراموش ہوا دھوم سے جلسہ
 طرب نہرو کیا فرط الف سے اپنا بیٹا مشہور کیا تھوڑے دنوں کے بعد قائم مقام اور ولعیہ بعد حرام
 کیا رطب یا بس پر اختیار کلی فیاجہ دم تاج شاہی نے فریق مبارک سکندر سے زیب رزیت پائی
 فیلقوس نے بتا کیا کہ قید فرمان کیا کہ ارباب فرج و شرم جمع خدم عامہ رعایا کا فرمایا اطاعت فرمانبرداری
 سکندر کی لازم و واجب جانین جو کچھ ارشاد کئے بلا تردد و توقف مانین جب سب کچھ کچکا اور آج ان کجنت
 سادات شگاہ لبان موم لائق تشریف نصیحت پایا یہ کلمہ زبانیر لایا کہ لمے فرزند ارجمند حرام حکومت سلطانی میں
 اور روح الیالت و جہانبا نیں میں بیروی خصال برگزیدہ آبا و اجداد کرنا اور قواعد وحدت گسری اور رعیت
 پرور میں لبان شاہان گذشتہ قدم دبیر ناگزیر کیا اور انوار فضل مانند شجاع شمس لرض سے ناسا پہنچے
 اور بنیاد سلطنت ناگاہ و تراپو پنچے اور موالات شرع میں میں اور رقت اعلام طہ دین میں بکر اجد
 رکھنا اور یہ مشو ہے کہ حفاظت ممالک نگہبانی مسالک بے مردان جبار رفیعہ پیادہ و سوار نا ممکن ہے پس
 لازم ہے کہ نظر عنایت و الطاف ارباب صلاح کے حال پرست ہو نامتقد و راضا بنے کر ناگزیر زبان انکی تیغ
 و خنجر کی بیان کر نیوالی آیت فتح و ظفر ہے اور نوک انکی سنان جانتان کی اور پیکان انکے تیز آبدار کی
 ہنگام کارزار دم گیر و دار سینہ عدو میں شہر افشان لبان آتش سقر ہے اور حرمت صاحب قلم کی
 واجب سمجھنا کہ نوک خاتمہ عنبر شوامہ ہر فرد کی دفتر روزنامہ ضبط و انتظام ہے اور فرست جمعیت صاحب
 ہے اور غرت و توقیر علمائے صاحب فضل و کمال کی دلیل قوی ہے ترقی دولت و اقبالی اور لہر اور
 امانت حاصل و افتخار جو گوشہ نشینی خلوت گزینی میں شرائط عبادت کسب یا خدمت سے غافل نہیں رہتے
 پروردگار ہے اس واسطے کہ اثر انفس کیسے خواص اس گروہ حق پروردگار ہے جس کو زر کرتا ہے

سوئی گئی تھی کہ بڑے بڑے ملکوں کے بادشاہوں نے اس کو دیکھا کہ یہ یامین الکوہ سے ہے جس نے اسے قلعہ کا قاضی و مستقبل کا حال
 نظر آتا ہے تیر دھانکھار بارلب مشوق ہو جاتا ہے اور جیتل عدل انصاف سے آئینہ جمال رعیت
 بہر حال بخار جو روبرو ہے سے شفاف رکھنا تکلیف شاق معاف رکھنا اور رفیع حاجت و ادراک امور
 سیاست اور حرج کار ریاست میں غیر غنی شریف و دنی مقیم ہو گا گذری ہوزرہ رعیت سے ہو
 یافتہ لشکر کی ہو ترک یا تاجیک ہو دور یازدیک ہو ہندو ہو یا مسلمان انصار یا گیارگہ مسوا و امات کو کار
 فرما ہونا نہ کہ ان پر ہر ہوا و نظم و نسق انتظام امور مالی و ملکی کی واسطے آدمی کا دیدہ تجربہ رسیدہ
 عالمی ندان والا و دومان مقرر کرنا اگر کمال سال باہر ہوگا کار پر داری سے نہاں ہوگا پست ہتی کالکت علی
 سے روئے کے لایح میں اپنا رویہ کر گیا ملک کو تباہ کر گیا رعایا پر عیب ہوگا اولین ذلیل جانینگے
 سرتابی کرنے لگیں گے حکم نمائینگے اور چھوٹی امت سے ربط نہ بڑھانا غیر جنس کو مصاحب نہ بنانا
 گنجائی کو اپنی ذات کی خبردار کیے قلعے اور مکانات کی جنگجیان برار میان شجر گزرا میں کرنا کہ دم کار
 بار زہم و بیکار حق ملک ادا کرین ہوا پنا زیر قدم خدا کرین کڑی میں نرم ہوتا نہیں بے وقت میں اصل
 رفاقت کا دم بھرتا نہیں اور مقدمہ اخبار کہ سلف سے سلطنت کا نذراری پر چلا آیا ہے بہت مستعد
 امانت دار دیانت شعار کو دنیا جو کوئی خبر کسی کا حال پوشیدہ اور اخفا کر کے بھاٹ کی طرح ٹھکا ہوا
 پرچہ نہ بھیجے اور ملک کی راہوں کو چھوڑ کر شاق راہزن سے پاک کرنا اس کام پر مقرر ہو دیا لاگ
 سنگ کرنا کہ مسافر و سوداگر ایذا نہیں سونا اور چھالتے چاندنی را تو نہیں اپنے گھر جا میں مستحق محروم نہ پائے
 داد و خواہو کا جو ہم نے پائے زیر دست کو زبردست سے گزند نہ پہونچے عرش تک ناکہ درمند نہ پہونچے
 غریب حاجت او پیدا نہ کر دے میں اس پر بھی جو کوئی نہیں سنتا تو تم کے دعا کے بد کہتے ہیں اور فرصت کا
 وقت غنیمت جان کے بیکار نہ ہونا رعیت کی خبر داری سے غافل ہونا کہ وقت از دست رفتہ تیرا زشت ہے

پھر نہیں آتا ہے افسوس رہی تائے طبیعت	سرا و دو آن لکھا نہیں	گیا وقت پھر ہاتھ تان نہیں
--------------------------------------	-----------------------	---------------------------

خود عرض اگر دربار میں بار لایا فتنہ خوابیدہ کو چکا لایا ظلم جو سے کسی کا مال نہ لینا مسئلہ کار بال لینا اور
 محتاج غریب جو روز کی تلاش میں جو نبات العیش کی طرح پریشان غریب دیا رہے کہ ہوں انکو

قصہ دریا کی صورت میں کرنا کہ خلق کی کثرت شہر کی رونق باعث آبادی ہے رعیت کا اوجہ رانستہ بہت
 علامت برآوی ہے کتب تواریخ میں بہت کچھ لکھا ہے فخر نے انہیں چند خروں پر ختم کیا کہ
 خرمی کا طول دیکھنے اور ستے والی کو طول کرتا ہے عجل کو نکات کافی ہے جسیر خراکی حمایت ہوتی ہے
 آبادی کامل کی برایت ہوتی ہے وہ مختصر میں طول کا مطلب حصول کرتا ہے اور شمس الدین محمد بن محمود
 شہر وری نے لکھا ہے کہ سکندر فیلیوس کا صلی بیٹا ہے چنانچہ قدرۃ الارواح جو تالیف کی اور میں جہاں
 بیان حکما تیارخ فضلاء وہاں لکھا ہے کہ فلوس نے فیلیوس کی بارادہ سب یہو کہ فیلیوس کا ایک امیر
 فلوس نام اراکین سلطنت سے تھا وہ حرم محرم خاص یعنی سکندر کی ماں پر فریضہ ہوا یہاں تک فوت
 ہوئی کہ خواب و خور سے گزرا شب و روز خیال محال وصال میں اور جمعاً ریاچی

سلطنت فیلیوس کی ازرو	سکندر بنی نشت و ن الیزو	گردوی کند کہان آساید	گردو شمنی کہ بجے خون کی ازرو
----------------------	-------------------------	----------------------	------------------------------

پرچہ خوں پس پیا پیا زرو جو اپر پیش کیا اوس صاحب عصمت فرودت اور مال کا مطلق مال کیا
 جب وہاں افسوں اوس نقطہ اگر گون کا پینلا فیلیوس کا مارڈ النادل میں معمم کیا وقت کا منتظر ہوا گاہ
 فیلاطوس کی بادشاہ متا بیٹا اوس کا سخت گراہ تھا اوس کی گوشمالی کو فیلیوس نے فوج ہوا ایک سرسنگ
 باجو کا کہ ہمراہ روانہ کی اور اوس نے شہر سکندر کو بھی افس پر تخیر دینے کی واسطے با فوج کثیر بھیجی جتنی
 شیریشہ شجاعت تھے شہزادہ با سواد کے ساتھ چلے گئے فلوس نے میدان خالی پایا فوج کا ہنگام
 گروہ اشراجو اوس سیار تھا یہی اوسنے قول و قرار تھا اونکو لیکے قیصر کے سر پر آیا اوزنم و غیر و شمشیر سے
 اوس کے تخیر کو مجروح کر کے سطر خاک پر باجم و یک گرایا اہل شہر جمع ہوئے سلطان غمی ملک اوشالائے
 قصار سکندر اوس روز داخل ہوا یہ ہنگامہ دیکھ سنے محل میں بر محل ہوئی دیکھا تو وہ نابکار اوس
 عصمت شماس سے دست و گریبان ہے سکندر تہذیب سوچنے لگا اوس ملک کو اس انداز سے زلزلہ زبون
 کیجئے کہ اکار خون نہرود و لشکار پکاری اگر تجمو میرے زخمی ہوئی کا خیال ہے تو بجزو ریت وصال ہے
 میرا قتل منظور کر اس حرامزادہ کیسے نے نزدیک سے دوکر سکندر کو جوش غیرت سے طیش آیا ایک غصہ شمشیر
 آبد سے فلوس منحوس نابکار کے دو ٹکڑے کیے باپ کمر ہانے آیا اوس کو آفتاب لب بام چراغ

سفری دنیا سے سفری کام تمام پایا فیلقوس نے اعیان سلطنت وزیر امیر قریظ اہل دولت کو بلایا
 سعید سکندریہ میں سبکا سر ہو گیا یا پھر اسطو سے سکندر کی تعلیم قربت میں تان دی گئی کہ کسی سرکاری کو جوڑ کے
 مقام جاردانی راہ لی سکندر نے بعد فراغ تجزیہ و تدفین پیر و انقضائے ایام نصرت بار درگ خاص و عام کو
 طلب کیا تخت سے اتر کے بیچ میں کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند وہ باقبال سعادتمند سب کے مخاطب کے
 وہاں گزشتہ زبان تجزیہ اپنے فطرے لگا کہ ایسا الناس بخوف مہر اس آگاہ ہوا کہ بادشاہ تمہارا
 مثل شاہان گذشتہ اور حکم کل نفس فائز الموت قوت ہوا سلطنت کے منہ کوڑے دار فانی کو چھوڑ کے اسی
 عالم بقا ہوا مجکو تمہارے حکومت اور جبر و انہیں کبھی میں ایسا حکم کیا نہیں سمجھا کہ وہاں نامہ علیہ جانو
 جو میں کہتا ہوں اوس یا کھو تاو میسے کلام کو درخیں مجکو صادق بایقین سمجھو اوس شخص کو اپنا ماکم بناؤ
 جو پرستگار مہر و نبی میں پروردگار کا فرمانبردار ہو ضحکہ اور مسکینو غیر رحم کرے ظلم و جور حکومت ہے
 بنائیں تم کے رعایا براہ راست کر کے جسے خبردار ہو تم لوگ شرے امین جو کے خیر کے امیر و ارہو
 یہ خطہ طول و طویل ہے راقم نے بنیال اختصار فقرات قلیل یہ تمام کیا کتب حکمت میں آغاز سے انجام پر
 بیان محض لواءت کلام ہے حاضران جلسہ نے یہ کلام بلاغت نظام جو کبھی کسی بادشاہ عالم تمام شہناہ
 کے تعجب کیا پھر اسطرح کہ بان جواب کیا کہ یہ تقریر دلپذیر سمجھنے سنی اور یہ نصیحت جان و دل سے قبول کی
 سعادت دایرین حصول کی لیکن تیرے سوا ہم کسی اور کو قابل سلطنت لائق حکومت نہیں جانتے کہ یہ کیے و فور
 رحمت سے سب کے اٹھنے اور اطاعت اور فرمانبرداری کی بیعت مکرر بیان ہو کہ کی اطلاع شہر بار کا قبائے
 کا مگر ایک اور اسکے جروسے ترین کامل بخشی سکندر نے بحسب لیاقت ہر شخص کے حال پر عنایت کھایت کی
 ہر ملک و زمین نامے لکھے رسول اور نامہ بردار و ان کے خلاق کو بوعزت و گناہ کی خالق دعوت کی بت پرستی کی
 مخالفت کی تمام جو جو جس کیا سبکا بقدر استعداد و وجہ اضافہ مقرر کر کے بدعت اور ظلم کا مچکا لیا
 انصاف و عدالت کا حکم دیا وضع و شرف راضی ہے غیر غازی غریب پوری کی یاد مانگ عالم میں
 مہم ہوئی فرمانروائی سکندر کی اور فیلقوس کے مرنے کی خبر سب کو معلوم ہوئی شہر بار گم کو ہر سال ہر ارضیہ
 ملا فیلقوس ارسال کرتا تھا ان کے زمانے میں نہ پہنچے تھے نامہ بر بھیجے گئے اوسنے طلب کیا سکندر نے جواب دیا

کہ جیسے والاہینہائے رطلالی کا جیادانجل کے دام میں پھنسا اور اسکی قصدا آئی اور اکثر شاہان زمین و آسمان
 کو اس امن المانک بجاتے تھے سر پر مغر و پیش سلطان جہان فراتر و انس و جان نہ جھکتے تھے سبکو و عہدہ و دیگر
 فضا گفت شنید سے رام کیا زبرد ام کیا پھر لوئے ظفر سیکر آیت فتح و نصرت ہند کو روانہ کیا تمام زمین ہند
 حیطہ تغیر میں ملتا تھیر آئی سب پر فتح پائی وہاں نے منصور و مظفر مصر میں آیا منارہ عظیم الشان ہمسایہ اسکیان بجز عظیم
 کے کہنا ہے پر بنایا سا تو ان برس تخت نشینی کا تھا جو اس بنائے فراغ پایا وہاں نے خیام فی احتشام ملک
 شام کو گئے پھر ارمنیہ میں مقام کچھ دن قیام کیا یہ خبر سنے دارا نے اہل طہرس کو نامہ لکھا کہ خبر خرمن او اس
 دزد باغی کی سح گروہ طاعنی سمع اقدس میں ہو چکی لازم ہے کہ مجر و در و دفران سب سبب باد و حرب کا
 سامان اونکا چھینکے دریا میں بہا د اور سردار قوم کو مطلق اور مسلسل باغل و بغیر اسیر کر کے یہاں بھیجو کہ
 ہم لوگ مرد میدان کارزار جلادت و تہو و شعار ہوا و درہ چور لڑکے برومی تھیر اس میں تاخیر نہ کرنا ورنہ تقریر غند
 پذیر ہوگی اس عرصے میں سکندر نے وہاں سے کوچ کر کے نمراسطو خود کو کس شرف قدم سے زمین بخشی
 واریہ خبر سنے جو شین آیا منشی کو طلب کیا سکندر کو اس مضمون کا نامہ لکھا نامہ آگاہ ہو کہ خالی زمین و
 آسمان حاکم انس و جان نے سلطنت ہفت اقلیم اور پنج ویسیم بے دغ و غر و شرکت غیر مجکو عطا کی ہے اور
 بڑی رفعت شوکت میر سے رفقا کو دی ہے مینے سنا ہے کہ تو کچھ چور کچھ حرام خور بڑی پریشانی سے کھج کے
 اونکی جمعیت پر مغر و رہا ہے سر پر باد میں فتور ہوا ہے اس مہر سے پر دغوی سلطانی تنہائے کھرا نی ہے
 شور و فساد ملک میں برپا کیا ہے بسکہ ساکنان روم عقل کے بہرے سے محروم ہیں عجب نہیں جو دماغ
 پر خلیل میں آج کل یہ ہوا میری ہو کراہ پر خوف عجب کچھ دوسری ہو لازم ہے کہ جب کہ تو کچھ امت مشغول
 مشغول تھے مطلع ہو فوراً اپنے کردار سے منفعیل اور پشیمان ہو کر سے آیا ہے اور سبطون روان ہوا اور
 اس حرکت کا ڈر ہمارے سلطنت و سیاست کا خوف و خطر نہ کرنا اس واسطے کہ جو لوگ ہمارے خطاب اور خطاب کے
 قابل ہیں تو اس عرصے میں نہیں ہو یہ تھوڑے تیر تار کے شامل ہو چکے ہیں ہمارے لشکر کی کثرت اس سے
 نظر آئیگی اور گوچر گان ہے اس سے کہیلنا طبیعت مہل جاہلیگی سکند بنوئے کے مضمون سے مطلع ہوا
 جزا و نیکو لایا نامہ دار و نوکر تہ تیغ بنھایا مصلحت یہ امور تھیں اتل کرنا منظور تھا و ابیرا کا نال بچانے لگے

بیقرار ہو کر چلائے لگے پکار کر اسے شہر یا نجیبہ الطواریہ نئی رسم جاری نکرنا نہ ہو کا خون حلال نہیں
 مثل مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہیں سکند نے کہا تیرے آگے مجھ کو رکھا ہے اسی گروہ کا عمل میں تھے
 کیا ہے وہ عرض کرنے لگے کہ اس نے آپ کو دیکھا نہیں فقط حال سنا ہے جسے تیری زیارت کی سلطنت کی
 کیفیت زیارت کا دستک لطف عنایت کا رنگ دیکھا نہ ہماری جان بخشی کرتا ہم وہاں جا کے تیرے حال سے
 آگاہ کریں کو وہ حرم و کرم جاہ و شہم کی گواہی دیں سکند نے کہا تمہاری منت و زاری ذلت و غوری کی مانع ہوئی
 قید سے رہا کیا نوازش شاہانہ سے انعام ہے انتہا دیا پھر وہ مسلسل تحریر طلب نامے کا جواب لکھ سوا یا
 یہ نامہ ذوالقرنین نے اسکو لکھا ہے جو مدعی اوسکا ہے کہ میں بادشاہ ہوں کا بادشاہ ہوں خمیہ ستون گردونی
 پناہ ہوں ہر دم انا پرکم الاعلیٰ کا دم بہتر ہے بخیلے میں یہ ہے کہ مجھے آسمان کا لشکر ڈرتا ہے باوجودے کہ
 کھاتا پیتا ہے جاگتا سوتا ہے ایسا بھی خدا ہوتا ہے جب عبد کو مبودیت کا خیال آیا پروردگار اوسکو ضعیف
 بند کیسے مغرب کرتا ہے یقین جانے کہ جاہ و شہمت ملک مال و دولت پر زوال آیا اب تجھے غم جنگ مصہم ہوا
 تیرے ملک میں آتا ہوں دیکھنا جو غربی لاتا ہوں اور اثیائے مرسلہ میں خال نیک نظر آئی پروردگار عالم سے
 امیدوار ہوں کہ تیرا دعویٰ خلق کے روبرو دروغ ہو جبکہ تجھ پر فرخ ہوا سوا سطلے کہ میری نظر فقط آسمان پر
 ہے تجھ کو شیطاں نے درغلانا ہے سراسر تو خطا پر ہے والسلام نامہ تمام ہوا غم کر کے نامہ برد کو دیا
 آپ ڈر باسجان کی طرف کوچ کیا دار کا عامل لڑا لشون سے جو ابھر گیا پیسے خالی ہوئے کشتے بے وارث
 دوالی مجھے وہاں سے گیلان میں آیا اوسکو تیرا کیا حکم کو اسیر کیا دفعۃً مانگے بیار ہوئی خبر سنی ماقہ دنیا میں پچھا
 بعد صحت اوس صاحب صحت کے فارس کو چلا اور ابھی فوج ظفر مروج اور وہ لشکر جو کثرت میں انحران
 جرح انحر سے زیادہ تھا لیکے آپو پنا سکند نے قلب فوج دلاوران زرہ پوشن بادہ شجاعت کے ہر ہوش
 جو تھے افسے آراستہ کیا دونوں دل سوار و پیدل گھسا اور بادل کی صورت گھر کے طرفین حملہ آور
 ہوئے گھوڑے گھم کی گرد سے میدان خبر دتیرہ و تار ہوا اندھا دھند و مکر کا زار ہوا صدر لے یوق
 نیلے کوس اور دم کرناے غنیم سے کوسو تک ایاں زلزلة الساعة شیخی عظیم کا سامنا ہوا ہر طرف سے فوج
 لڑنے کی جوتلی زاریست سے سر ہوئی کھاد السموات تیغظن کی حقیقت دلوں پر کھلی لاوران دم کے کانٹن

نصرت کی نصرت دلفریک سندیالی آتش حرب جو بھری تیغ و گلو میں لاگ لگی خرم
 ہستی میں لگی گین بر کے انبساط گین دہیران تھی دھڑکی شمشیر برقی کردار پلان خونخوار اور پیکان تیر
 بسان ابرو خط لہر سانے لگے اور بوندی کی کٹاری الماس پیکر دیدہ جو ہر سے یاقوت کی بوندیں

نوک لکھ علق درگت پوے	ازور دین یہ مردم جوے	اوس وقت سے کہ شاہ
----------------------	----------------------	-------------------

ایک اسپہا بہت و شیار محل لاجوردی میں منجی فلک بر سوار نظارہ کرتا بجا مستوا ہو سنی تھا اوس سات تک
 کہ ماہ انجم سپاہ چادر سیاہ سر کے تارونکی اوٹھکے سیر فیکنے کو کھل آیا طر فین سے کیسے منہ نہ سپہ ریا
 شعلہ شمشیر کا ہر بار بھرتا تھا مرغ روح دام اجل میں مچھلی کی طرح پھرتا تھا نثار عامیہ کا آقا تھا اور
 گیدو سے پیارہ و سوار کی افانڈر لبت الارض زلزال کا شور زمین سے آسمان بر جاتا تھا من جلونی تلوار کی
 زبان تفسیر فرما با لبسوق والا عناق سنانی تھی لاشونکی کثرت سے جنگی سٹ گیا تھا جنگ مضبوطی سے تھا و کو
 تیم کوٹھی ہاتھ آئی تھی خون کے بخار بر سر فلک ہو سچے اور غم کے آثار کا ذکر کہ قدم کثرت ہو سچے

چو یا پون شمشیر دراز	جہاں شمشیر چو نہ چرخ	زاد از اسپان گر سپاہ	ہو شمشیر سونگلی سپاہ
فردت جبروت و زبر و	بایں خم خون و بر ماہ گرد	آخر کار جب تھاے نامدار و لاوران	شجاعت شمار

مور کہ کارزار میں لقمہ دہان اجل ریحی اور تلوار کے پھل کھا کے ہو گئے اور نصیب شمشیر کے گلزار غم کے جاگے جاگے
 سو گئے و ایران یاد کار کیاں باموئے چند دشت تیز سے با قدم تیز گرم غیر ہوا جتنا کہ اسباب جہاں و دولت کا
 سامان ساز تھا چہر و سوار و ناز تھا اویس کے باعث غرور ہوا تھا اویس کے بدولت ہزار و نکی جان گئی
 بر پانہ نور ہوا تھا اوس دشت پر خطر خانہ بے سہن و در میں چو ناسکند کے لشکر نے خوب لوٹا اور و شمشیر
 حجاب عفت و محمت مبتلائے بلائے بے وارثی ہو کے اسیر سر پنجہ تقدیر ہوئیں فرما نزلے ایران
 نے بیت السلطنت میں داخل ہو گئے ناظم ہندوستان سے بددیا ہی اوسکی بھی قضا آئی تو ہندی
 نے فے انور کئی ہزار سوار و پیادے بلیٹن شیر افکن بر جانا کیے اور سکندر بھی اوس سرحد میں
 جا پونچھا خلاصہ یہ کہ ہندی ایسا لڑے کہ جھج پڑے پہلی جنگ کو میان اس مور کے کے روپ و
 وہی داستان ہو گیا ہنوز اسکا فیصلہ منو نے پایا تھا کہ دارا کی قضا کا زمانہ قریب آیا مقربان درگاہ

سے دوسرے ملک میں تنگ طبیعت کے شوم خصلت میں اوم بیو فاروق و اس وقت سے
 قتل پرانا وہ سوتے باسن تصور کہ قریب بارگاہ سکندر اس فریضے سے پیش ہوگا اور اسکے دامن
 گھر ہوگا جسے کوثر اندیش کہ چاہ کن راجا دیستیں مصر سے قتل تصور باطل ہے خیال محال ہے
 اور وار قبل ہنگام غم بر اوں دیون ہے ایما نو کے شامت زردہ نادانوں کے مطلع ہوا تھا تنبیہ
 کچھ خطاب کیا تھا نصیحت کی رائے اپنے حقوق یاد دلاو اسکے یہ خطاب کیا تھا کہ میرا قتل نہیں سکندر
 وسیلہ رسوخ کا نہو گیگا شہار ہی جی جان گھو گیگا و جاد شاہ ذی فہم عالم جاہ ریاست کے عزیز و نو
 خوب گاہ ہے شاہان نامدار کو باجم تشہ خون بیکہ گریں سلطنتیں زیر و زبر ہوئی لیکن ناگہن
 ہے کہ بادشاہ کے قاتل کو جیتا پھولین حمیت کے موثرین تمام عمر اسکا اعتبار نہو تب
 حاصل نہو و قار و منہ

ایار مارا ہج بر گرفت	بر گرفتیم ہج در گرفت
----------------------	----------------------

 آخر کار وہ خدا اپنے
 قصہ سے باز نہ گئے فرصت پانے ضرب شمشیر ابدار سے اوس شاہ آسمان قار کو پشت زین سے
 بر شد زمین گرایا زمین کا پنی آسمان تھرایا نفسے چند منیت چرموس میں بس باقی تھے کہ سکندر آیا
 گھوڑے سے کود کے وہ عمر جو کل صاحب افسر کس کر و فر سے تھا جسکا جان میں ہم ہمسر تھا
 آج خوار پر غبار خاک پر تھا او سکوا و تھا کے بر سر زانو رکھا اپنا سر و زانو آغوشہ بجا کیا او گھوڑو
 غائب سے پاک کیا اور کہا اے شاہنشاہ کیتی پناہ رنج و مال کو اسدم و سے دور کہ خوشی خیال رب
 غفور کہ کہ فرما زوایاں ستہ وہ آثار شاہان نامدار ہنگام نزول حوادث مبرا بار ہوئے ہیں خاص عام
 سبب یہاں صابر تھے ہیں اور یہاں ارشاد کر کے جسے باوقاس سے کس نابجا نے یہ حرکت کی تا انوکس سے
 اس طرح انتقام لوں کہ جائے عبرت خاص عام ہو دارائے چشم نیم واسے سکندر کہ دیکھا ہا ستمہ او سکوا
 اپنے سینے پر کرایا شک کے قطر چند کل ٹپے سکندر کے زانو پر وصل ٹپے پچھ کہ اسے دو قرن
 اسباب شاہی ہمارو سامان کشورستانی و جہاں پناہی سکندر عیشا ہو جانے پر منور و نونا بادہ عجب
 عزت سے منور و نونا چشم عزت غور کہ کہ فاک مسئلہ شہار گردن نامہ نجا رہے مجسما شاہی کیا کیا
 ایک گردن میں تھمتے تھے تختہ تالیوت نصیب ہوا کوس جیل کس تعین سے یہاں کرا زانہ قمر و جا

عذر روزگاسے دورنگی لیل دہنا سے غافل ہونا عمر عزیز کو زندگانی سی چیز کو بوجھ میں کیا نہ سمجھنا اور
 جہان تلون آسمان کسی صاحب جاہ و جلال کو یا دولت اور مال کو ایک حال پر نہیں رکھتا اگر نیز گوئیے دوں
 اور رنگ پیر چرخ چتری گویا ناگوئیے دیکھنے کی ہوس ہے تو غیرت کیو استے میرا حال اور یہ کمال پس ہے
 تیری مروت اور فرما محبت سے امید ہے کہ میری ماں آفت رسیدہ داغ پس دیدہ ہزاروں سنج و اہم
 میں جریو ہے اوسکو مادر صہبان اپنا عاقل اور نگہبان سمجھا میرے ناموس کا پاس اور خیال میرا حال رکھنا
 اور روشک جو میری لخت جگر نور ہے پر ہے اوسکو پردہ نشان سر پر دو خاص میں اختصاص دینا
 نظر عنایت پھیر لینا کہ سیم نازک مزاج اور جی اوسکا تولا ہوتا ہے دل اوسکے سینے میں نہیں ہوتا
 پوچھا ہوتا ہے اگر سخت کلمہ کیسے کرنا گویا تھیں لگی پھرت ہوا سکندر نے کہا جو کہ ارشاد ہوا نیا زندہ
 سب بجا لائے گا سر مو فرمان سے سر نہ پرائے گا اسکے ہر دارا شہر | دم چند خبر دونا چہ

بخرد جہان گفت کو نیز شہد | ذوالقرنین بنے چین ہو کے دارا کا جسم مشک عطر سے دھو کے جاہائے
 گر انہما کا کشن دیا اور تابوت مرصع کا عمدہ جو ابر لگا کے تیار ہوا لاش کو اوس میں رکھا پھر حکم کیا دس
 دس ہزار مردنبر و جزارین کھینچ کے پیش و پس راس و چپ چلیں اور آپ سر داران فارس میں
 نامدار عالم فضلاے روزگار کو ساتھ لیکے پیادہ پاجیزین و غلین جلائے کے ہمراہ ہوا جس طرح
 شاہان نامدار دفن ہوتے ہیں جیسے عزیز کو سوتے ہیں اوس انداز سے بعد گریو کا و خچے میں لیجا کے
 خاک کو سونپا اور اوسکے دروازے پر دو دوا رین کھڑے کر کے دو نو بد کردار کو ذلیل و خوار سرخوار
 پیر کے سرنگوں پر سردار کیا انصاف کا کار کیا پھر روشک کو سلک از دواج میں منسلک کر کے
 بہت ممتاز کیا اور دارا کے بھائی کو ملک فارس جوئے کی نفیے ملک طوائف فرما ہزار ہونے
 سلطنت ایران کے مختار ہوئے اور کتب طب و نجوم و فلسفہ زبان فارسی سے لغت یونانی میں
 لکھوا کے ملت مخوس و محوس کی کتابیں جلا دیں انکے سر و کپے اوس مذہب کے عالم تمام عالم
 سے طلب فرود فر دیکے جانا خیر سکوتہ تمثیل کیا اسی اثنا میں سکندر کی ماں نے نامہ لکھا کہ روقیا
 کی طرف سے سکندر کو جیسے قدرت باری دشمنوں پر فتح و نصرت پائی ملکات اور دولت اور سبکی

ہر کوئی دیکھتا ہے کہ اسے فرزند اور جہیز عجب دلگیر ہے پر میری گناہ و گنہگار یہ صفت مجھ کو
 آسمان سے نہیں پرگرا سکی یہ جو تیری ہوا بند ہی ہے بر باد جایگی اور بھل و طمع سے دُڑنا
 میرے مژدہ کرنا نہیں تو یہ حرکت مگر جائز نہیں چھٹائی کی نام و نشان شاید کی اور عقیدہ مال و
 اسباب سے پالیا ہو جو کچھ ہے ہاتھ آیا ہے ایک سوار تیز رفتا کے ہاتھ میرے پاس جلد بخیر سے
 سکندر نامہ پڑھ کے حیران ہوا ایک گلو جس کے کہ مشورہ پوچھا سوال آخر کا جواب کیسی سمجھ میں نہ آیا
 بیٹے غوطہ کیا یا لیکن دُر مطلب غواہی فکر سا جو دت فہم و ذکا سے سکندر نے ہم ہو چکا یا کاتب
 جلد دست کو طلب کر کے جمع و خراج کا بند قائم نہ کیا یہ فرمایا کہ کوئی جنکاش کا لڑو و سناؤ فی
 ہامون نور و جہانگیر پر سوار ہو کے یہ طواریو نال میں مادر غنوار کے پاس ہو چکا ہے جتنے فضل و احکام
 تھے سکندر کے ذہن دینا اور سرعت فہم پر تھیں قائم رہ کر لگے قریب جیون شہر و سیح
 بوقلمون بنا کیا چار طرف سے سب کام کے لوگ بڑا کے اونگٹوٹا کیا ملک خوب آباد کیا اوس
 شہر کا نام مروا لوسن مقابہ و مشہور ہے ہند سے دور ہے اور بہت دھرم و دھرمی سکندر کی تائید میں
 وہاں سے فرصت پانے شہر کے بند میں آیا نور و جہانگیر کو مارا جیسا کہ فردوسی کی داستان سے تحریر ہو چکا
 ہے بعد فتح جنگ فوراً ہمد پاس گیا اونکے علم و فضل کا شہرہ سنا تھا کہ متوکل بخدا ہیں دنیا کے
 جن مال سے رہا ہیں جہدم سکندر کی آمد اوس قوم کو معلوم ہوئی غرضداشت لکھی کہ اگر مال شاہ
 بیانیہ کے آسنے سے اخذ زر و مال ہے یہ حال ہے ہم فقیر محتاج دنیا کے بکیم دھرمے فارغ بیرنج
 ہیں نہ پاسبانگی تلاش نہ چور کا ڈر ہے نہ قتل کی حاجت نہ کنجی کی خواہش گھر ہے جس میں سقت ہے
 نہ دالان ہے کوٹھری کیسی دیوار ہے نہ دیہ نہ ملک نہ ملک شہر نے کے ملک نہ پانچ کیلے سہر گنج
 میں بال سینے لہن گھاس کھاتے ہیں جب کو اوڑھتے ہیں اوسکو بچا تے ہیں بڑا چین پاتے ہیں
 اگر مباحثہ علمی حکمت کی تحقیقات درکار ہے تو یہ انہوہ اور شان و شکوہ بکا ہے سکندر نے نامہ
 جو پڑھا فوج و لشکر سامان سب دہیں چھوڑا دیو چار حکیم مریم ساتھ لیکے آگے بڑا جب اونکے پاس ہو چکا
 محب حال دیکھا قوم مسکین مسکن بچاؤ کے غارتھے واقعی حاجت پاسبان بکایتے ملاقات کے بعد

سب سے بہت سے اور مناظر سے ہرگز نہ ملے علم کے جوانین مسند سلجی کے آئین دریافت
 کیے فو القریں نے ان کی صحبت سے بڑا لطف اور ضایا علم و حکمت میں کسب کیا نصرت میں ان کی کیا
 اس کے فضل و کمال کا انداز کیا فرمایا ہو اسی خدا ہر وہ دو آدموں نے التماس کی کہ اسے موت
 زبردستی نہ دے جو وہ ان جیسے سکندر نے کیا یہ امر مقدور نہ ہو سکتا ہے باہر کے جو شخص اپنے نفس
 نفس پر لگے مگر ان کی طبیعتی گستاخانہ سے وہ عزم بردی بقا ہے شہر کی اور سرے کو کھڑے نہ
 برہمن ہوئے جب بادشاہ کو یقین کان ہے کہ زیست سے مرگ شامل ہے اور ہر سال کو زوال
 مملکت اور دولت کو تغیر انتقال ہے پھر کس واسطے قتل بندہ ہے خدا اور خیر نکادیر ان خراب کیا کرنا
 کجیاں گنج اور ان کی خیر نکد مال کی ادن چیز و کی تلاش کر کے شفقت سے جو زنا حضرت عیسیٰ
 سرشتہ نور نامو ایک دن ناکام چھوڑنا ہو و القریں نے جواب دیا کہ میں یہ دو گار کی طرف سے
 ان میں کامو پیر نامو ہوں اس سے مقدور ہوں نہیں تو اس تنہا کے میں ہاتھ نہ ڈال اور دانی سے
 قیوم باہر نہ نکالنا خوب جانتا ہوں جس طرح آیا ہوں اور سیر طر جانا ہے مساوات جہاں بے ثبات
 یہ خبر بارت نظارہ طلسمی نہ ہے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لشکر میں آیا بعضی تو اس طرح میں لکھا ہے
 کہ جب نور کی شکست ہوئی سکندر نے فتح پالی کان میں صد آلی گدا دین میں کیسے نام حاکم
 ذمی احتشام ہے مملکت اور کی آباد ہے فوج بہت رعیت کی کثرت ہر ایک خرم و شاد خداوندان
 صاحب عدل و حکمت ہے عباد کی سلطنت ہے تین کے مرحلے منزل زنگانی کے قطع ہوئے اب تک
 لطف جوالی ہے ہوش جو اس بھوک پر اس سیر تو ہے ہند میں بمثل لافانی ہے ہمت مردانہ طبیعت
 جو انہ مشیر فریدم ہر ایک عاقل و دانہ ہے سکندر نے نامہ لکھا لکھا سکندر کی جس حال میں ہو ہو
 برجنار استیصال بے قیل و قال حار کے بارگاہ آسمان جاہ میں حاضر ہو نہیں تو شعلہ قمر سلطانی سے
 وہ دیکھ لگے جو نور ہے کہ نور آیا قاصد صدا دم تیر قدم شہر و کشتور منہ کے پاس پہنچا نا سے کی
 قیصر تکریم کی نامہ دار کی عزت و توقیر کی شرط و حاکم نوازی بجا لایا جواب لکھا ان شائستہ لکھا آیا
 کہ کچھ دور و قربان واجب لافغان چاہتا تھا کہ کچھ دور و دولت لیدرت پرانے شہر ملازمت

حاصل کروں لیکن اسے شاہنشاہ خضعت پر ہی سزا ہے خدا شاہ سب کسوں کا طول
 گواہ ہے خضعت و فطرت کا سلسلہ باؤ نہیں بہتر از غیر ہے زندانیں بڑا ہے جسے بے اختیار میر ہے
 لیکن اس منزل مدت میں اور خیرین اربع عناف کی صورت ہم پونہ بن چار دانگ عالم میں دیکھے پاس
 سنگی حواس غلبہ شیکہ انکے دیکھتے ہے بجا نہیں رہتے ہیں سالکان شمش بہت نایاب کتے ہیں
 بنفست افسوس کہ بادشاہ غمزاہ خیال میں ایسی دولت لازوال یہاں کہتے ہو گئے کہ قوت الٰہی ہاں ہے
 کہ جو بنائیں اور پر ہی پرستائیں اور کے چہرہ خشاکی ضیائے روپوش بنادہم ہے چلے ہو اور کائنات رزق
 رقت کے کبک پیار و غنیمت کر لے میں خدائے اروستان بنو جاتے ہیں سردار کی جو یاد گل ہے شیریں نیانکی
 نہ پاو جیسے قنکے دانت کھٹے نقشے ہیں عجیب و غریب سریت، خدا قید ہے کہ اللہ کی قدرت اور فیض و
 تکریم ہے جو چاہتا ہے ایک ہے ایک چہرہ بہرہ اسے ہے اگر وہ طرف پر آب ہو تو ایک قتلہ و سکا کم نہاد
 عالم سیر ہے امیدوار ہوں کہ بیشکیش ملازمان والا قبول ہو اور میری غیر خاں میرے سلطان ٹائشانی طبعیت
 نہ طول ہو سکندروں کے ہاں اسکے نہایت اشتیاق ہو اور اطلب کیا اور برائے تھان آیا پہلے فیض کے پاؤں کی پالہ
 میں سے بھر کے بھیجا دینے ہر اور دن اوس قس پر روغن میں ڈالنے والے کیا سکند نے سوزنگو گل کے
 کوہ بنائے پھر جو ایام و باطن برج نے اوسکا آئینہ درست کر کے دکھایا ذوالقرنین نہایت پانی سے بھر آئینہ
 ہر اوسین چھوڑا وہ بیٹھ گیا پھر اوسکو دکھایا مرد صناع نے اوسکے پیار بنائے وہ چانی ترک کر دیا سکند نے اوسین
 خاک کے اوسکے پاس بھیج دی حکیم نے دیکھے اپنا گریبان چاک کیا بہت آیا پھر ستر کی دوسرے سکند نے
 حکم اور فضلہ ارکان و لفظ انیایان ملک کے جمع کیا پھر اوس حکم بند کیو اور فرمایا جدم ویر و آیا طویل القامہ
 ضخیم بیاں سکند نے قیافہ شناسی سے سمجھا کہ اس کیب میں حکمت کا اور عقل کا جمع ہونا محال ہے فیاض سمجھا گیا
 کہ ایک کی ایک چہرے کے چہرے ناکہ رکھی سکند نے پہلے اس کت کا سوال کیا اوسنے عرض کی وہ تیرا جو بادشاہ کے
 دلیس آیا تھا اوسکا یہ جواب ہے جس طرح ناکہ شرم کی اذیت ہے اور کھتا ہے اوس طرح مجھے سز میں بند کی وقت ہے
 دوسرا نیا یہ ہے پھر سکند نے فرمایا پر روغن پیالے میں سوزنگا چھوڑنا کیا تھا اوسنے عرض کیا مظلوم بادشاہ اوسکا
 کہ ان حکم و حکمت حکم و حجاب ان گناہ میں غلام نے جواب دیا ہر کتے کی حکایت ہے اگر اشتیاقی و تیرے کوہ بنایا

میں نے خیر میں کیا کہ غالباً عمل شاہ پر نگین سنگین کے قابل مرد و سائل مکی نہیں ہیں۔ اس لیے بنایا کہ کر کے بہت
 فعل ہو سکتا ہے اور جہاں مل ہو نہ کہ دل ہو اور اس لیے کے باغین بیٹھنے سے یہ معلوم ہو کہ لیت کا زمانہ کم ہے
 رت قابل میں عام کثیر تحصیل نہیں ہو سکتا میرا حاصل یہ تھا کہ جس طرح کہ کی بھی چیز تیری اپنی پر میری اسے اسی
 کم رفتی میں کیجی کہ کتاب فضل و کمال ہر حال ہو سکتا ہے میری جہت و مملو از خاک ہو اور اس کا جواب کہ میری جہت و مملو
 ہے کہ اس میں خلاصہ سلطان مان یہ تھا کہ نہ ممکن تھا کہ آج اسے ہے اور ہذا مخلوق کا مکی متعنا ہے ہے یہ سب قطعاً ہو گا
 ہر شخص نے فرما کہ اس کا سکہ نہ فرمایا یہ سب سے جو کہ نے کہ اس میں اپنا مطلب بھی پایا تیری محبت فائدہ غالب نہیں
 بڑا لطف و دھایا پتھر خالص ہے اگر نایاب حکیم کو اور دیکھ کہ سر فرار کیا ممتاز کیا اتنا نہیں کا دل با یاد ہندی راست گو
 نظر آیا اور سو دی سے لکھا ہے کہ ملکات ہندو کہ ہندو سارہا پھر غصہ ہوا حکیم عمر اور ہادہ وہ معاملے اپنے
 کی کہ زبان دست تیرے تیرے صاحب نے اور تیرے حکما میں نظر سے گذر کہ ہندوستان کے ذوالقرنین حسین میں کیا
 سلطان حسین نے حسین آستانہ الاماعت پر لکھی ہے حکمایا برسم تحنن از من طلایے احمد از اولیہ سعید حریر کے پانچ ہزار جامہ
 دیے بے نظیر کے اور سو قبضہ شمشیر مصر جو ہر تیرے سے کہ دیکھنے والوں کی آنکھ میں چکا چوند کی تھی کبھی سی
 کو نہ جاتی تھی اور سو گھوڑے بے عیب بکروں دیکھ کر سے تیرے تیرے حسین کے زین میں ہرق جو ہر میں ہو تو وہ
 خبر بڑا رشک افروز سے رطل عجب دے دو دو ہزار اشغال مشک اور صینی کے فزون باقتسایہ عجب سے
 غریب پر سے نظر ڈالنے پائے خیال نظار میں پھیل پٹے اور ہر دور قائم بہت سا سکہ کے حصول کے لڑا لڑا کہ
 بحال ہا کہ تیرے مال یا تیرے میں شوق تیرے و حسین نے نگین ہوا خرچ حسب لیاقت بسے مقرر کیا اور
 تیرے مع میں یہ یہ تم ہے کہ جب ملک فارس پر سکندر قابض ہوا اگر وہ سلاطین اور شاہ مجرم اور گناہ سکو
 قید کر کے ارسلو کو نامہ لکھا کہ فتح الباب جہان اور ضبط زمین فارس ایران عموماً اور خصوصاً تیرے شہر
 اور تن میں سے اپنی بلا شرکت غیر مع اخیر ہوا فقط تائید پروردگار رفاقت ملک داریا تھے اہل صلاح تقوی
 کو ہر اطمینان جادہ قدیم پر ترغیب دی اور از باب جمل ہشہ کی مصابحت تحریریں کر کے تخریب کی
 اور قانون حیات نوازی میں ایکسوں کی چارہ سازی میں عقل کا اقتدا کیا غیر سے مشورہ لیا
 ہمت غیرت سے اجازت نہ دی کہ وہ کام حسین بنام ہوں کہ نے لگوں لیکن تیرا ہر اسے جو قید میں

انکے معاملے میں عقل حیران ہے اور اس جمعیت کے مقصد میں طبیعت پریشانی ہے کہ اگر انکو ہمارا کروں
 قید بند سے آزاد ہوں تب تکلف بنیاد سلطنت میں سختے ترین سطر کے شرر یا پہون فساد ہوں تلافی و
 تدارک میں طول غل میں ہوسر دست بڑا خصل ہو جو قتل کروں تو دنیا میں خود بخود عقی میں ہوسر دھاکم روز شمار
 ترسار گئے کلاکین شمار ہوں تحمل اہل سے آخر یہ جواب لکھا کہ بے ثبوت بزم و گناہ تے بنو اللہ کا خون سب
 ربوں ہے اگر یہ عمل تجھے سزا دے گا پروردگار ناراض ازہر ہو گا تیرے خاندان کا بھی ستمیال ہو گا خدا جانے
 کیا حال ہو گا مصلحت ہے کہ ہر شخص کو جو عداوت رکھنے والی حکومت و گور اپنے شغل میں مشغول رہیں
 ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہو مگر فساد مٹے شور و شر نہ ہو سکونے نے تنسب نصیحت حکیم ایک ایک کو چھپاتا ایران کے
 شہر و گور پر ہاتھ مورخان سلف اور گور لوک طوائف لگتے ہیں اور تاریخ حکم سے ترسے میں ہے کہ
 سکندر کا گزرتا طوائف بلا میں ایک قیے پر ہو کہ رفت تابندی ہر ایک مکان کی صورت سفت و دالان کی
 یکسان تھی درویدوار نقش و نگار ایک شے کا نظر آیا اور بکے در و اسے پر قہر کا نشان پایا وہاں
 یہ کوئی حاکم نہ شہر میں کو تو ال نہ قاضی تھا ہر شخص خوش بشاش راضی تھا سکندر نے اونے مکان کا ایک طو پر
 بننا فرمانروا کا منور قہر کا دروازہ پر نشان مفصل پوچھا وہ بچے مکان کا پست بلند ہوا ترغ اور تفوق
 کی دلیل ہے اس صفت سے ہم بری ہیں ہمارے خیال میں یہ بات خوار و ذلیل ہے اور قہر و دان غیر اسو سے ہے
 کہ اگر دروازے سے قدم بڑا گور میں گیا ہر ساعت گنگ نظر ہے باز پرس کا خوف و خطر ہے وہ دہلی زندگی
 سرے فانی میں بہ بیگے بس ہو و غیب و خوف سے دور رہیں یہ جگہ اکیدن بحیرت چھٹ چلی گیا کے اسباب ہے
 غور و فکر یہ حرکت مور و افات غلیم ہے نفس مارہ الیم ہے پروردگار کی رحمت ہے دور و دور و اوقات ہماری
 سر اسر عدل انصاف ہے حاکم کی حاجت نہیں قاضی کی تکلیف ہمارے معاف ہے سکندر نے کہا اگر تیار
 رہیں گے مگر یہ نصیحت افزا کہیں کے تو یہاں سے وہاں چلو گے یا نہیں وہ بچے اگر ایسی راہ جو جان غیر ممکن گنہگار
 اور ضرب تیغ ابویکی کی سیر جو موت سے مفر ہو سکندر کہنے لگا اگر یہ مقصد و لشکر موقا تو حاجت ہے و اجھے کون
 زیادہ تر ہو تا وہ بچے اگر بادشاہ بھی اس کام میں ہماری طرح عاجز ہے تو ہو جائے حال پر چھوٹے
 کہ خراب وطن نے لظاہرہ حد کشش ہے کہ تیار ہے کہ تیار ہے جہاں کہ دی میں فی القریں ایک شہر میں ارد ہو کہ

سات بادشاہ بظاہر بطن و دل سے بعد نسل و جان سلطنت کر چکے تھے اس لئے روئے شہر سے پورے پورے
 کو کوئی شخص ان کی نسل سے باقی ہے انہوں نے غرض کی کہ ایک حج ان فی شان غلامان گورستان میں
 مقیم ہے نام کا بادشاہ ہے امور سلطنت سے اس کو اگر آپ سے سکڑ یا مجبور صان خیراوس جو ان احمد کے
 پاس گیا ملاقات ہوئی دم تقریر اور فرمایا اس کی نفرت اور وہ جہ غبت کی اور چاہے پُر وحشت سے پوچھی
 اور دوستانہ نہ مشفقانہ کیا بادشاہی کی ترغیب فی اس نے جواب دیا کہ شاہنشاہ فی جاہ میں ایک کام میں
 مشغول ہوں جب تک اس سے فراغت نہ ہوگی کفالت کا وہ انام حکومت فاضل عالم پر مشورہ طبیعت کی ذوالقرنین
 نے کہا وہ کونسا مشکل امور ہے اظہار اس کا فردر بہ ملک زمانے کے کہنا یہ بتائی نہیں دوان
 نیز ملک چرخ سفلہ پرورشید و بازی سپہر بوقلمون جوہر نظر ہوئی چتر شاہی سرور فرمانروا کی سے طبیعت متفرق ہوئی
 خلق سے جدا گورستان میں کھان بنائے سپہر رہا بظاہر ملتا ہے کہ یہ جاتے باز گشت شاہ و گدایہ اور قصد
 یہ کیا ہے کہ عظام ملوک عظام اور ہڈیاں بند ہائے محتاج ناکام کی جو ہلکی ہیں اور کعبہ اکون بہر شاہی ہو جائے
 فرق ہیں اور تفاوت نظر نہیں آئے فقیر و حاکم کے اسی اولٹ پھر میں دن گناتا ہے و نقد نظر تالی نقیہ
 فی ماکثر ت بن النیر و المور نے اس شخص میں عرصہ ہوا مشقت صبح و شام ہے لیکن معلوم نہیں محتاج ہے
 کون آقا کون غلام ہے اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ محتاج مفلوک ہے کہ آپ یا شاہ یا اور کا وسیع کم میں مقیم
 جو ان تنہا یا پیر ہے سکڑنے کے کہنا یہ وہ دم ہے جس کا عالم بھر بڑات باریا ہے سارے جہان کی عقل عاری ہے
 اگر محبت مردانہ ہے کیے کہنے پر عمل کر تیرا حق تیرے باپ دار سے سے زیادہ ہو جائیگا ملک
 وسیع روچہ بہت باقتدار ایگانہ ان سے نے جواب دیا کہ جو صلہ میرا نسبت بلند ہے اور محبت میری اس کی
 خواہشمند ہے کہ یہ بے دخل نہ کرے نہ گدائی میں نہ خود میری نوجوانی ہاتھ کئے اور سرور جہان و غم اور
 طبیعت کبھی جس سے نہ سیر ہو وہ غم اور محبت سے آزار ہو ایک طرح پر سیر لیل نہار جوہر و التیر میں نے
 کہنا یہ مطلب مجھے نہیں گشا ہوا کہ بولا تو میرا دسی سے کیوں نہ مانگوں جس سے پاؤں و سر سے کے
 رو برو کیوں ہاتھ پھیلاؤں سرور ہنگام دعا بدرگاہ شاہنشاہ شاہان حاجت رواں فرمانرواں ہے
 کہ خالق لیل و ناز بقدرت ابرار احمد مختار و بہ طیفیل آئمہ اظہار میر سے سلطان نوجوان کو یہ

عطا کر بہشت اقلیم زیر نگین ہو ذوالقرنین کی طرح آرام و چین سے فرمانروائے روئے زمین ہو نقل
 ایک وز سنگد سے میسر میر وزیر عرض پیرا ہے کہ عنایت کرو گار و اور دلا سے رنج مسکون بہشت اقلیم
 زیر نگین ہے الا وارت تحت و تاج یعنی فرزند نین ہے حوزہ دپری پیکروں کی طرنت کثرت سے اگر
 میلان ہو تو ملک و مال بغیر انتقال نکرے وہ سامان ہو ذوالقرنین نے فوراً جواب دیا کہ سنت تاسفت
 کی جا ہے اوس سے احمق زیادہ دنیا میں کوئی ہے جو شخص سرور کہ مردان نبرد از شیران شہت غایر غالب ہے ہا
 وہ لوہری بنکے جو تو کا مغلوب ہو زن مریدوں میں محسوب ہو نقل ایک شخص بحال خستہ تباہ لباس کش
 و بر سریر کلا، بحضور سنگد آیا مگر اپنا مطلب خوش بیانی اور تقریر نگین میں فصیحوں کے طرز پر
 سب بیان کیا بادشاہ نے جواب با صواب ارشاد کر کے فرمایا جیسا تھے مافی الضمیر کلمات پذیر سے ادا کیا
 اگر ظاہر بھی لباس تیر چکان سے آراستہ ہو تو دونا لطف ہے اوسے بے تامل عرض کیا کہ
 حسن تقریر میں مجاہد و شہس ہے اور تقدیر میں ہے تو آراستگی پوشاک کی واسطے بادشاہ بس ہے یہ کہ فرزند
 پسند آیا اوسیدم خلعت پیش بہا اور کئی ہزار روپیہ عنایت کیا نقل زیتون نام شاعر تھا اوسے سنگد
 سے دس ہزار روپے مانگے جواب دیا کہ تیری قدر سے یہ تھوڑا زیادہ ہے شاعر نے کہا اگر چہ میری
 منزلت کچھ تو از یاد ہے کیا غم ہے کہ تیری ہمت اور بخشش سے بہت کم ہے فوراً رحمت کیے نقل
 کسی حکیم سے سوال کیا کہ بادشاہ کو کس چیز کی مداومت چاہیے جواب دیا کہ رحم رعیت کی فکر میں رہا تو
 سوچیں جانا دنگو اسکا بجا لانا نقل سنگد سے پوچھا کہ تجھ کو سب کچھ قدرت ہے لیکن کونسی بات ہے
 جس میں طبیعت زیادہ مسرور ہوتی ہے جواب دیا تمہیں بڑھانا اوس انسان کا جس نے مجہر احسان کیا نقل
 ذوالقرنین کے کسی حکیم نے سوال کیا کہ اسکا سبب کیا ہے کہ اوستاد کا مرتبہ تیرے نزدیک باپ سے
 زیادہ ہے جواب دیا کہ اوستاد سبب ہے حیات جاودالی کا اور باپ باعث زندگانی فانی کا باپ چھو
 آسمان سے برے زمین لایا اور سٹونے فلک چار میں پڑنل خورشید چمکایا پدر وسیلہ نطفہ بمنجر فروری
 عاتہ منتظر ہوتا ہے کہ اوسکے صاحب سے رحم ماورین آیا کچھ دن بے نقش طرازی خامہ پر کار بنے مرد
 فنان صورت گار بقدرت پروردگار صورت مختلفہ اشکال جدا گانہ کا زمانہ رہا وہاں سے دشت وجود میں

موجود ہوا جسم مقرر می دم بھریکے بچھو چکے اور علم حکمت کہ مادہ ذریعہ حیات جاودانی شجرہ زندگی
 ہے حکما عین الحیوۃ نفس ناطقہ معقولات کلید کو جانتے ہیں اور اندہ سیر الطیلات جہن کو گردانستے ہیں پس جو شخص
 تیرگی سے جھل کی عین الحیوۃ حکمت کی روشنی میں گذر اور قیق جہل اور حق سے تسکین ملی وہی ثانی
 زیست جاودانی ہے وگرنہ کلبہ خراب آباد فانی ہے سکندر کا قول صاحب جو دو کرم ہر دم محترم اور
 کرم رہتا ہے اگر صبا سبائے ہر خیر ہو اور بخیل کا بانی قارون کا ثانی خداوند خست قابل نصرت ہمیشہ ذلیل و خوار
 بے اعتبار رہتا ہے گو امیر کبر ہو قول سخت قبیح اور ذلت کا سبب ہے کینا اور نکرنا اور کیریا حسن اور
 غرت کرنا اور نکرنا چپ ہنا نقل بخیوں نے سکندر کا طالع اور حال دیکھ کے حکم لکھا تھا کہ جب تیرہ تفتاب
 ہوگا تو کا وقت آئیگا تو لوہی کی زمین اور آسمان زرین ہو جائیگا جسم ذوالقرنین نے ملک ستانی امیر سرافانی
 سے فرصت پائی یونان کا قصد کیا تو مس کی نواح میں جب آیا دفتہ دماغ سے خون جاری ہو گیا تاکہ
 کہ عاری ہو افرش او وقت نہ آیا تھا بغور ت کسی امیر نے اپنا جوشن بچھا دیا اور دھوپ کے بچانے کو
 پس زین پھرتی کے عوض سر پر لگائی سکندر نے جو خیال کیا وہ مقدمہ یاد آیا کہ زمین آہنیں اور
 آسمان زرین بخیوں کی مراد اس سے تھی افسوس مشت غربت عالم تنہائی میں قضا آئی اور فراق دیدہ بھری

صورت دیکھنے پائے	افسوس کہ نامہ جوانی طے شد	دین تازہ بہار و جوانی طے شد	امیر غریبک پشانش دل بود
خوبی خدایم کے آئے شد	اوسیدم دیر خوش تحریر کو بلایا مانا کو نامہ لکھو آیا کہ یہ نامہ بن سکندر پسر نبیہ	داود کا ہے جسے مدت قلیل اور تھوڑے عرصے میں بند ہائے حلیل اہل زمین سے بے بھر رفاقت کی اور	قرینائے دیر بار زماں دراز تک اپنی آخرت کی صحبت ہوگی اوس مان کی طرف جسکی ملازمت اور صحبت
		میسر ہوئی لیکن جو خدا چاہے گیگا تو عالم نور دار سرور میں زیارت ہوگی اور یہ نامہ بہت طول کا ہے	محشر لکھا القصد جب بادشاہ عالیجاہ نے داعی حق کو لیریکل جاہرت کی صدا دی دار فانی عالم بادشاہی
		راہی حسب صیت بعد از بچھن جسید ہایون کو تابوت زرین میں لکھا امیر وزیر علما اوسکو ارشاد کے	مجلس عظیم میں لائے رئیس قوم سرور مجلس کٹر ہوا سب سے مخاطب ہوئے کہ کہنے لگا کہ اے گروہ انام میں
		خاص عام سے کتا ہوں کہ جسکو روئین بادشاہ پر تمنا ہو اسے بریں دگر تعجب کی پوس محاللات	

دنیا سے پیدا ہو جائے اذین یعنی اگر بادشاہ کو رویا چاہے تو اس پر دسے دگر ننگی جہان بے ثبات
 سے عبرت کیا چاہے تو اس سے ہوش کھوئے پھر حکیموں سے کہا چند کلمے حسبِ مہینِ مقبلیہ
 خواہل ورضیعت عام ہو اختصار کر کے بیان کر دیئے اسطو کا شاگرد اوٹھاسیہات دولون ہاتہ
 سکندر کے حسبِ صیت جو تابوت سے باہر رکھے تھے کہ تمام عالم سمجھے اور جسے کہ باوجود سلطنت
 ہفت اقلیم اور خزانہ بحساب کیہ صاحبِ مہینہ خالی ہاتھ جاتا ہے دو گز گفن جو بے چلایے یہ اور دنیا کا
 دیا ہے اول ہاتھوں کو اٹھائے ذوالقرنین کے سر پر رکھا پھر کہا اے سخنِ سخن شیریں بان بایک مہینہ دان
 خوش بیان وہ کوئی چیز تھی جسے نگاہ کو نگاہ کر دیا کہ بول سنیں سکتا لب کھول نہیں سکتا باوجود وسعت
 میدانِ علم و صنعت مولے حکمتِ معید غافل کی طرح تجھ سے اقل دانہ گناہ تو تین گز قفا ہے نہ ہم ہے
 نہ دم ہے دیش ہے نہ ارکانِ سلطنت نہ وزیر ہے نہ حکیم نہ ناچا ہے نہ دوسرا لاکھ سکندریم و زر نظر سے
 چھپاتا تھا کج چہرے خضر لبانِ سیم و زر خلق کی آگاہی سے اس کو زمین میں چھپاتا ہے تیرے سے کہا
 کل یہ بات کرنے پر قادر تھا دوسرے کو خوف سے بولنے کا مقدر نہ تھا آج اذکو کلام کا افتیا ہے
 یہ نہیں سکتا کان بکایا ہے جو تھا بولایا وہ بادشاہ عالی جا ہے جو شرق سے تا غرب بایں زمین پر
 محیط تھا آج دو گز زمین اس پر احاطہ کرے گی فشار دیگی یا پخوان یہ بیان کرنے لگا کہ یہ وہ اسکندر ہے
 جو کل تدبیر امور خاص و عام مصالح کا کار کا ذخیرہ نام بذاتِ خاص بے شرکت غیر کرتا تھا آج اپنی محم کے
 سر انجام میں ہتھامین عاجز ہے سبحان الذی کل شیء بالکمال لا اذیہ تقریر سے جب فریخت پائی لاش
 اسکندر یہ کوروان کی اہل شہر نے باہر دم و جلال استقبال کیا جازہ دیکھ کے خلق کو ہست ہولی رور وکے
 بڑا حال کیا جس دم سکندر کی مان نے تابوت دیکھا البصدناک وہ یہ کہا کہ اے قرۃ العین وقرۃ العین میرے
 بی کے چین سخت بخت ہے کہ عالم کا تاسا اور حکمت تاسمک پہنچے رخ مسکون کوہ و مامون تحت حکومت
 لئے جہان کے ملوک مملوک ہوں ہنگامِ خاک کی نیز خوف سے اوچٹ ہوا ہے وہ ایسا سوئے ہے کہ
 اوٹھائے اور اسطرح چپ ہو گیا گویا تھا القصد امیر و وزیر حکیم ندیم و برائے پند و نصیحت کور رسم
 تقریر بجالائے سب کمال فلان نہر خاک سو بیا اسکے لہر مجبور حسب دستور و ترخوان بچھا خاصہ حیا

بسم الله الرحمن الرحيم

بدو خدمت یافت این سبک نیست بر آید و انشای با دشمنان مبارزان و غیره که در زیر سلطان آمده اگر کتب یافت مقدار صحبت نوشته
بروز و شادمانی از پیشرفت کار و کسب برهان پس سرای اللغات هم مویده الفضل و فرنگ شاهنامه رخ بخیات اللغات

الالهتاجین بر وزن عابدین نام پدر فریدون و
سکون نام هم گفته اند و تقییم فوقانی بر وجهی از ادب
آفرینا بجان نام آشکوه و شدت بریز
آفرین نام آشکوه و بر وجهی از ادب
آفرین بجان نام سپهرسان بن بهمن که اول ساسانیان و
آرشی نام داشت و سکونین نقطه دار نام سولس ایراسنه
از مکر منوچهر به تغییر در صنعت نیز اندازی چنانچه ترس از
آمل برادر داشت که چهل و زده راه است و نام سپهر و مکیه
هم است که او را که آرشی می گفتند
آزاد نام شخصیکه فردوسی گفته شد که هم گفته اند و
آزاد نام پدر ابراهیم علیه السلام و گویند که نام هم آنجا است
ابو علی
ارش یعنی سکون و نام شهره از ولایت ایران
ایرین بر وزن پروین نام سپهریام که قباد است که
برادر کوچک کاوس باشد
ارومیه که اول نام شهر معروف که آتش نه درش آنجا است
ارغوان بر وزن سرفراز نام خواهر میشد
..... نام قلعه ایست از ولایت استراده

آتشیدروس نام سکندر جوانی
اورسین نام همیشهور که در بهشت است
آرچامین وزن طهماسب نام نیره افراسیاب
آردوان وزن سلوان نام پشایه ز نسل گشتا و نا آفرین
آز رنگ نام دیه که در زمان زندران با هم جنگید و رستم
اوراکش نام سپهره و از گویند پلوانان توران بود
و طوس در انجمن آورد
ارسن یعنی تقییم و محققین نام او در خانه مشهور که از کتا
تفلیس و مابین آذربایجان و آران مگذرد
ارسطاطالیس یعنی تقییم و مملکت الف کشیده
و کسر لام و تحتانی نام معلم اول
ارسطو یعنی بر این سکون و او ارسطاطالیس
اصفهان نام شهر مشهور
اعزیزت که اول ثالث عجمانی رسیده و آیه نقطه
مفتوح عجمانه زده نام برادر افراسیاب که کج و افقت
ایرانیان بر دست برادر کشته شد
افراسیاب نام پادشاه ترکستان
افراطون نام حکیم مشهور و استاد ارسطو

بصاحت تمام اشتیاق دارد و با کسر نام قریه از سر قریه ب
 استغنیه یا ز نام میر گشتاسب ب
 اسکندر بنام شهر سینت زده اسکندر که در دیار بصره گشت
 اشکباز بنام اول ثالث مودعه بود او سیه و سین بکلفظ
 زده نام مبارک گشتانی که بعد از فرستادن زده بود و از فرستاد
 او را بیاسی سپهران میر فرستاد و در چشم یار بیدان لقا و
 یک تیرش بقتل آورد ب
 اشکباز بنام میر کز اولاد حضرت یعقوب علیه السلام
 اصغر طرخ بر وزن موی استخر که قنار شش ب
 ایران ازین برین نام مشکب برین باشد و قناری قناری
 خراسان ازین برین نام است و برین نام اکثر در شام ب
 الوا بر وزن علوانام نیزه دار رستم ب
 الیاس بر وزن ابلاس نام میر مشهور نام باو شاید
 بحر فرزند دیربای گیلان باشد ب
 اندلس بنام اول ثالث ولام و سکون ثانی و سین
 لبه نقطه نام شهر نیست در حدود مغرب ب
 اولاد بر وزن فولاد نام میر از اندرلان ب
 اهل بر وزن سین نام داماد شیر روم ب
 اهو از بر وزن شهباز نام شهر از ولایت خراسان
 در ولایت باشد ب
 بحر کابل یا بحر قنوجول نام میر زده نام میر فرزند ب

الکوالی استخام کوید که در دیار انداخت میر دست کشید و
 الباء التاری یا کمال بنام دوم و کات بنام
 نسوینا یک که نام برد او در آذربایجان است چون
 آذر شیر از پدرش یافته بود با و نسوینا شد و گویند
 بابک نام مجری که سا سار از اوست تولد آذر شیر و اوست
 بنشینت لهر انجم و بنشینت لهر حیدر و بنشینت لهر کافر
 برین نام ولایت در مغرب که مردم آنجا سینه چهره باشند
 بشوین کسول بر وزن فروین نام برادر اشکباز
 بقراط نام حکیم مشهور
 بلخ بر وزن گل نام شهر یک غلامت که در ولایت ب
 بهمن نام آذر شیر پسر اسفندیار ب
 بابل بر وزن قابل نام شهر مشهور و در سطر اعراق ب
 بارید نام مطرب خسرو برین ب
 بارهان بر وزن ان نام یکی از پهلوانان توران ب
 بازو بر وزن کاو نام جادوگری از توران که بشکر ازین
 شکست داد و از خبر دوست با هم بن گو در زکشته شد
 بر و دیوانست بر و دیوانست بر و دیوانست بر و دیوانست بر
 بو اسید و بنج تخیالی نام مبارک تولد از تنی ظاهر و مخفی آن
 بلخ بالفتح نام شهر مشهور از خراسان ب
 بندرام سب ازین نام هم نام نقاشی نام اسفندیار گشتاسب
 بحرین نام میر گوین گو در زکشته شد

سید فرش نام پهلوان و لشکر جاسپ
 الباء الفارسی پشتنگ برور لیلیک
 نام پیرافریسیاب پسر او کشیده میگفتند شش
 نام مبارک از ایران و نام پدر منوچهر شاه
 لولا و نام پهلوان لاری و نام دیو مازندرانی که
 او را بولد میخواندند

میران بر وزن ایران نام پهلوانی شهسوار توران
 آفریاب و پدر او وی نام داشت
 پیشرو اول پشیدار از گنبد که پیشنگ باشد
 چلیسم پنهان نام پوریان را و او بر وزن شش

التاء الفوقانیة

تیاک بافتح نام م
 ترمنده نام ش
 تورانم پسر گز بدین توجه باشد ولایت توران را نیز گویند
 توران نام ولایت افغانیا مینماید و ارا النهر
 توران و نام دختر خرمی و پسر کیسان پادشاهی کوب
 تملن بر وزن تملن از انقباض م و مین معنی
 آن بک هتان تن

تیمینه نام دختر شاه سیگان مادر سداب
 الجیم التازمی جاسپ نام حکیم
 جانوسیار بر وزن ناولس از نام شهنشاه دانی

مازم دارا که خود را جنگ کند و گشت
 جیش سده بفتح سین و دال مبین جشست
 که فارسیان در روز دهم بهمن ماه کنند
 جمشید بافتح نام پادشاهی مرف
 الجیم الفارسی جیش بکیر اول و کافی فارسی
 و مجید از خاتم عباسی و توری که بسیاری از فرسیاب
 آمد بود و رستم و ارجشست
 چهره را و نام دختر بن و در ایران نام دختر سداب
 چین نام شهر

اکا رالمعجمه جی از نام ولایت مشهور و عرب
 حرقیل بالک نام نبی

الحار المعبود خرد و بر وزن شداد نام
 بادشاهی که از پهلوانان ایران
 خرد و بفتح تن و زانی نقطه دارد و نام شهر
 خرد و آن بر وزن کمان بکشتی نام و بر وزن
 خسر بافتح و فتح ثالث نام پادشاه کیان
 الدال که در ایران پادشاهی و در ایران
 باشد و او را در ایران گویند و او را آخوند و او
 و در ایران که گویند نام دختر زده حسین بن

وانیال نام بنی مسک
 ویش کاویالی بکیر اول و فتح ثانی و سکون

فادشین ترشت نام علم سپیدون ب
 رستان بالفتح نام زال پدر رستم ب
 الدال بحج و میجر اطیسن نام کجی یونانی ب
 الراء الموحیة ترشتل سپ رستم و مطلق است ب
 رستم پهلوان مشهور سپ زال ب
 رستم اولی و فتح اول سوم بدال ابجد زده در آخر نام ب
 یک از نوکران هاسی و خستد من ب
 رو و ایه بر وزن نوشا بنام دختر اب کالی کر زال ب
 اورا خواست و رستم از تو له شد ب
 روشک لغم اول و خشین دون نام دختر دار که کند ب
 اول و حبیبیت دارا بنکان خود آورد ب
 روم ملکه مشهور مجید و دشام ب
 روین و در نام تله اول و ان که رسا پای آغا بود ب
 رهام بر وزن غلام نام سپر گوزر ب
 رستم شهرت بر عرق و نام باد شاه زده هم ب
 زیو نیتر بر وزن پیش خیر نام سپر کیکاوس ماد طوس ب
 الزام الموحیة زاباستان زابل بر وزن ب
 کابل نام ولایت سیستان ب
 زال نام پدر رستم ب
 زرد و شست بالفتح و هم دال ابجد نام شخصی که ب
 دین آتش پرستی بهم رسانید ب

زیر بر وزن حریر نام برادر گشتاسب ب
 زو بالفتح نام سپر طاس که دیار بخان دشاهی کرد ب
 زو او بر وزن ارفام بر وزن نام سپر طاس که دیار بخان دشاهی کرد ب
 زیتون نام شهر در چین و قریه در صید ق

السین الموحیة
 ساری بر وزن جاری نام شهر از اماندگان ب
 ساسان نام سپر من بن اسفندیار انبیا ب
 ساهم نام سپر نوخ و نیز نام پدر زال که در رستم باشد ب
 سیند بکسر اول نام کوهی ب
 سرخ لغم اول فتح خمار غلط دارم سپر طاس که فرزند دارنده گونا ب
 در رستم کین سیاوشش کشت نام ماضی ازضا فاشمنایک ب
 سکا بر نام باد شاه معروف از روم ب
 سلم بالفتح نام سپر بزرگ فردین ب
 سمنگان لغت اول کان فارسی نام شهر در راهراز ب
 دین زمان آزار امر مزگویند ب
 سنجاب بالکسر و لاتیه که گاو کشت فیضا بلان بود ب
 سمنل نام شهر از هند ب
 سو و ایه سه و او ده بر وزن خوانا به بالفتح هم گفته اند ب
 نام دختر شاه ماد و ان که زن کیکاوس بود ب
 سهراب لغم رستم از خستد سمنگان که رستم او را کشت ب
 سیامک اصل و قدیم نام سپر شیر نام که از پهلوان توران ب

کرد و جنگ دانه رخ دست گردان ایران کشید شد **ب**
 سیاوش بن اسفندیار و گنج نام و پسر داور **ب**
 سیاوش بن ورن باگوش نام بکسر کیاوس **ب**
 سیدستان ولایت خیروز **ب**
 سیمرغ پرنده که پرش از کوه نیاک به کوه انزلی می افتد **ب**
 ششین اسمی که پسر پادشاهان چند نام **ب**
 سپاه انزال فرعون که پیش تو نام است بحکم فرساید **ب**
 کشته شد و نام خدنگا کز خسته **ب**
 شاپور و والاکن و نام پادشاه انزال شک بن یافت **ب**
 که زکریا و عیسی و شیده شد والاکن زبان میگفتند که هر که **ب**
 از اعراب میگرفت شان را و بر او روزه می کرد **ب**
 شعیب نام پیغمبر علیه السلام **ب**
 شوق و برزن سواد نام برادر ششم که در تمام خرش **ب**
 در چاه انداخت و خود هم بیک تن کشته شد **ب**
 شما ساسن فتح اول و طهین نام مبارک زوالی که بر دست **ب**
 قارن کشته شد و نام سپاه انزال در لشکر سیاوش **ب**
 ششگل بافتن خرم سوخت پادشاه که بد وافر سیاوش **ب**
 شهر ورن نام شهر که با کرده خیر ویز **ب**
 شهر نازون و برادر نام خرم شیده که با خرمش و خرمی **ب**
 شیر اسب نام و بر طوطی و شیده نام پسر گشتاسب **ب**
 شیده و یا کسر و بر طوطی و فتح نام پسر افراسیاب نام **ب**

یکه از شاگردان سید و گویند نام **ب**
 الضاد المجهول فصحی که عربی که نام پادشاه **ب**
 ظالم که بر درویش او پدید آمده بود که منورم خدای **ب**
 آن می شد بر دست فرعون کشته شد **ب**

الطاء المجهولة

طوس بالضم نام پسر نودز **ب**
 طهر حسن یعنی بنم نام قرینه دهر **ب**
 طهماسب نام یک از پادشاهان ایران **ب**
 طهماسب نام پادشاه از بهرام بهوشنگ **ب**

العین المجهولة

عمر بالضم نامی مومن نام ولایت مرقی و نیکوکار **ب**
 الفاء فراء بالضم نام خود و نزدیک کوفه **ب**
 فرامرز بن فتح اول و سیم نام پسر ستم **ب**
 قرانک بانون بر وزن تبارک نام مادر فرعون **ب**
 قمر محزون لقب پادشاه مصر **ب**
 قمر گدیش یعنی بنم که کون نام کافی نامی که شیده و آخر نام **ب**
 و خرافریاب و در عهد سیاوش و کز و پسر **ب**
 قمر و بنم اول و ثالث مجهول نام پسر سیاوش **ب**
 قمر و ناکیاوش و این نام پسر گو و ز نام پسر بنم **ب**
 قمر بنم فتح اول و قمر و کون و قمر بنم پسر کس **ب**
 و زنگنه و زنگنه و پسر این و این و این و این **ب**

فروین نیم که لول باشی سر کوی که اور بند کوب
فلاطون همان افلاک گذشت
فیثاقوش دل نات نام برادر که و نیز برادر که بر لب

القائ

[illegible]

الكاتب الثاني

کامیابستان نام شکرست مشهور
کامیاب نام پیلو است از پسران پادشاه سلیم بن قیو
کامیاب نام مجمل نام مبارک است فی او شریک و جود
کامیاب نام مجمل نام مبارک است فی او شریک و جود

مژدور گویند و جمیع فرعون را و الله اعلم
 کاوه بنج دادا که سنگی را به مشور که فریدان پیر کرد و ب
 کتابیون که نعلیون نام در آن نام زبده است و در هر یک
 چهار تایی و در هر نام و در هر یک نام نوشته است
 اگر کسی را با کسی ازین دزدان سرسازد نامی را نام پس ازین
 کشواد بروزن فرود نام بیلوان
 کلات بروزن حیات نام شهرت از ترکستان
 کندر و بروزن گفتگو نام و وزیر ضاک بود
 کهرم بروزن رستم نام مبارز
 کید بروزن عید نام و شاه قوچ نام اسکندر
 کیخسرو نام و شاه شهر
 کیقباد و ابابا شاه شهیدان که در شاهزادگان و بزرگان
 کیکاویس بروزن فیاض نام که از چهار پیر کیباد است
 کیوهرت ابغج اول و دوم و سکون و شاه شسته اول و
 که از فرزندان آدم علیه السلام و شاه بود

الکتاب الفخاری

گرو آفرید نام دفتر کز تویم کاسیله لب جنگن گزینت و
 از تویم بشم اول دفتر ثانی و سکون ثالث و نیم برادر
 اعیانی اسفندیدار
 گرسلیوز برادر پنجم برادر افراسیاب
 رشاد اسفندیدار برادر ششم برادر افراسیاب

نام پسر سبزوین جامه و نام مادر اسکندر زری س
 نریکان نام پسر امجد است
 نکیسا که و کاف فارسی یا مکر و پس پند بانی کشیده
 نام پسر خسرو پور که نظیر بار و او مرد بود
 نور بر وزن کوثر نام پسر منجم
 نوشاد و رفیع اول فخر خاسکی دل باشد و سکون راس
 قرش نام کوپسیت یک زندان از توابع کرمان
 نوشیروان نام پسر مود و غلبه که بنیعی منصف
 نوشین روان یعنی شیرین جان باشد
 شیر و زوایات بدست و در توابع مسطرت که چون
 میلان در آنجا سیرت زمین بر آب بود و یوان مافرو و که
 خاکریز کند و غیره و خاکریز کند و بعضی گویند که خسرو چین
 غیر و زوایا لشکرگاه کرده بود

الس

ما واران وزن نام آوران ملکین و بعضی نام کند و بعضی
 گویند نام ولایت که پدر سواد و نکیکان و انشاه آن بود
 باختر بر وزن نظیر نام پسر گورد
 بهر نام شهرست اخراسان که بران مشهور است
 بهر خوان و عتبات که آنکه گویا و نکیکان و انشاه آن بود

در ستم از برای خلاصی از ستم و انشاه آن بود
 کشت و بهشت آموز باز دران فتنه کار و انشاه آن بود
 انرا بنویسند ان غم میگردد بسبب آنکه از فرزند که یک کشت
 بشکزد آن بنیانی بنمود و درم بخرد و او من بنمود
 که ارجاسپاد شاه تو حق خواهان انشاه آن بود
 مذکور به بند کرده و انشاه آن بود و انشاه آن بود
 دراه پیش آمد و حق آن بنوده خود را بدین
 رسانیده خواهان خود را به دست آورد
 هوشنگ بانانی بول و نیکو شکر کردن
 و کاف فارسی نام فرزند چهارم آدم و انشاه آن بود
 هوم بر وزن هوم نام مردیست از آل فریدون
 همای بنم اول نام یکی از خواهران اسفندیار
 تا به شاه شاهزاده که میایدن عاشق بود و نام فرزند او
 هومان بر وزن هومان نام برادر پیران
 الیاد یا ملین بهرست نعلابن خاله حمزی
 نیز و جویدر بهرام گوراست و در دگر و در دگر
 مستعمل است خیر نام آخرین ملوک غم
 یسح بخت یا وین محله نام پسر
 یحیی که یک پنجاب است و قیادت ان شهر است

تمام شد فرزند گورد و سلطان

اعلان

اس مطبع میں ہر ایک قسم کی کتابیں
عربی فارسی اردو ناگرمی موجود ہیں
عند الطالبین یقین علوم و تاجران کتب مطبع
در سال کیجاتی ہیں سیاجن صاحب کو کوئی
کتاب طبع کرنا منظور ہو۔ بعد انضصال قیمت طبع
کر دیا ویکی اگر کوئی مفید عام کتاب کسی صاحب نے
تالیف فرمائی ہو وہ بلا معاوضہ مطبع طبع کر دیا۔

الطبع
طبع لدین احمد علی عنہ مالک مطبع نامی
لکھنؤ کٹرہ البو ابخان